سلسلة 10

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ

گناہ اور توبہ

تالیف: ابو حمزہ عبدالخالق صدیقی حافظ حامد محمود الخضری

تقریظ: شیخ الحدیث عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

انصار السنہ پبلیکیشنز لاہور

فہرستِ مضامین

باب نمبر 3

مہلک گناہ

دوسرا حصہ

باب نمبر 1

باب نمبر 2

باب نمبر 3

باب نمبر 4

باب نمبر 11

باب نمبر 12

باب نمبر 13

✪✪✪✪

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقریظ

محدث العصر، فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر الرحمانی حفظہ اللہ

ان الحمد لله ونحمده، ونستعينه، ونستغفره، ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادى له، واشهد أن لا اله الا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمداً عبده ورسوله.

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾ (آل عمران: ۱۰۲)

﴿ يَاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴾ (النساء: ۱)

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴾ (الاحزاب: ۷۰۔۷۱)

وبعد!

فإن أصدق الحديث كتاب الله، وخير الهدى هدى محمد ﷺ وشر الامور محدثاتها، وكل محدثة بدعة، وكل بدعة ضلالة، وكل ضلالة فى النار.

زیرِ نظر کتاب ''گناہ اور توبہ'' کا موضوع، کتاب کے نام سے واضح ہے، یاد رہے کہ گناہ سے مراد وہ محرمات ہیں، جنھیں اللہ تعالیٰ یا اُس کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے، جن سے بچاؤ از حد ضروری ہے، اور اسی کو توبہ اور رجوع اِلی اللہ کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ بات معلوم ہے کہ شریعت جن چیزوں کو حرام قرار دیتی ہے تو اُس کی وجہ اُن کا خبیث ہونا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ﴾

(الاعراف: ۱۵۷)

''یعنی رسول اللہ ہر طیب چیز کی حلت، اور ہر خبیث چیز کی حرمت بیان فرماتے ہیں۔''

اس سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ ہر وہ چیز جو حرام کی گئی ہے، خبیث ہے، لہٰذا کسی بھی حرام کام کے ارتکاب کا معنی یہی ہوگا کہ ایک خبیث چیز اختیار کر لی گئی ہے، جس کی بظاہر خباثت کا شاید ہمیں علم نہ ہو سکے، لیکن اللہ ربّ العزت جو اپنے تمام حلال وحرام اُمور کے اسرار کو جانتا ہے، وہ ہر شے کے خبث سے بخوبی واقف ہے، جس کا معنی یہ ہے کہ وہ اس امر محرم کا ارتکاب کرنے والے کو ایک خبیث شئے اپنانے کی وجہ سے دنیا یا آخرت یا دونوں جہانوں میں اسے اپنے عذاب کا نشانہ بنائے گا۔

یہی وجہ ہے کہ شریعت اسلامیہ نے حلال وحرام امور کو واضح طور پر ذکر کر کے بندوں پر حجت تمام کر دی ہے، چنانچہ درج ذیل روایت ملاحظہ ہو:

((عَنْ نُعْمَانَ بْنِ بَشِيرٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الْمُشَبَّهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِيْنِهِ وَعِرْضِهِ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبْهَاتِ كَرَاعٍ يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى، يُوْشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى،

أَلا إِنَّ حِمَى اللّٰهِ مَحَارِمُهُ......)) ❶

سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے، اور ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ امور ہیں، جنہیں بیشتر لوگ نہیں جان پاتے، پس جو شخص ان مشتبہ امور کے ارتکاب سے اپنے آپ کو بچا گیا، اُس نے اپنے دین اور عزت کو بچالیا، اور جو شخص ان مشتبہ امور میں پڑ گیا تو اُس کی مثال اس شخص جیسی ہے جو اپنے مویشی اپنے کھیت کے کنارے چرتا ہوا چھوڑ دے، عین ممکن ہے کہ وہ مویشی کنارے پر ہونے کی وجہ سے) پڑوسی کے کھیت میں گھس جائیں۔

خبردار! ہر بادشاہ کی ایک سرحد ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کی زمین پر سرحد اُس کے حرام کردہ امور ہیں۔''

اس حدیث سے کئی مسائل اخذ ہوتے ہیں، ان میں سے ایک مسئلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حلال اور حرام امور کو الگ الگ، کھول کھول کے بیان فرما دیا ہے، جس کی حکمت یہ ہے کہ جو اُمور خالق کائنات نے حلال بیان فرمائے ہیں، اُنہیں دل و جان سے قبول کیا جائے، اور اپنایا جائے؛ کیونکہ وہ سب کے سب طیب اور پاک ہیں۔ اور جو امور اللہ رب العزت نے حرام فرمائے ہیں، اُن سے یکسر اجتناب کیا جائے، کیونکہ وہ سب خبیث ہیں۔

اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ حلال و حرام کے درمیان کچھ مشتبہ امور ہیں جن کے حکم سے اکثر لوگ ناآشنا ہوتے ہیں، تقویٰ اور ورع کا تقاضا یہ ہے کہ ان اُمور سے بھی پوری طرح احتراز کیا جائے، کیونکہ ان امور کا ارتکاب بندے کو حرام بین میں داخل

---

❶ صحيح بخاري، كتاب الإيمان، باب فضل من استبرأ لدينه، رقم: ٥٢ ـ صحيح مسلم، كتاب المساقاة، رقم: ٤٠٩٤.

کر دیتا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے حدیث مذکور میں یہ نکتہ سمجھایا ہے۔

اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ زمین پہ اللہ تعالیٰ کی سرحدیں وہ امور ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دے دیا ہے، یہ بات نہایت زبردست وعید اور تنبیہ کی حامل ہے، چنانچہ زمین کے بادشاہوں کی اپنی اپنی سلطنتوں کی طے شدہ حدود ہوتی ہیں، اگر کوئی بادشاہ کسی دوسرے بادشاہ کی سرحد عبور کر کے بلا اجازت اس کی مملکت میں داخل ہو جائے، یا کسی طور اُس کی حد بندی میں تجاوز ہو جائے، تو اُس بادشاہ کو اسے سزا دینے یا اُس سے جنگ کرنے کا پورا حق حاصل ہے۔ واضح ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ، جو بادشاہوں کا بادشاہ ہے، کی بھی حدود ہیں، اُن حدود کی مخالفت کرنے والا یا تجاوز کرنے والا کس قدر اس احکم الحاکمین کے عذاب کا نشانہ بنے گا؟

اللہ تعالیٰ کی حدود کیا ہیں؟ وہ اُمور جنھیں اُس ذات نے حرام قرار دیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ دنیا کے بادشاہوں کی سرحدوں کو تجاوز کرنے والے درحقیقت اُن کی غیرت کو للکارتے اور چیلنج کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز کرنے والا یعنی محرمات کا ارتکاب کرنے والا بھی اس ذات کی غیرت کو للکارتا ہے۔

((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ ، مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ......)) [1]

''سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے بڑا غیرت والا کوئی نہیں، اسی لیے اُس نے فواحش کو حرام کر دیا ہے۔''

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ اللّٰهُ يُغَارُ وَغَيْرَةُ اللّٰهِ أَنْ يَّأْتِيَ الْمُؤْمِنُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ .)) [2]

---

[1] صحيح بخاري، كتاب النكاح، باب الغيرة، رقم: ٥٢٢٠.

[2] صحيح بخاري، كتاب النكاح، باب الغيرة، رقم: ٥٢٢٣.

''سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو غیرت آتی ہے، اور یہ غیرت اُس وقت آتی ہے، جب بندۂ مومن اللہ تعالیٰ کے کسی حرام کردہ کام کا ارتکاب کر بیٹھے۔''

مذکورہ بالا دونوں حدیثوں سے کئی ایک باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک یہ کہ غیرت میں آنا اللہ تعالیٰ کی صفات میں شامل ہے۔ اور دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا باغیرت ہے۔

اس جملہ کی تہہ میں بڑی خوفناک وعید ہے، اور وہ اس طرح کہ انسانوں کے اندر بھی غیرت کی حس موجود ہے، اگر کسی انسان کی غیرت کو للکارا جائے، تو وہ کس قدر غضبناک ہوجاتا ہے؟ ...... اللہ رب العزت تو سب سے بڑا صاحب غیرت ہے، اُس کی غیرت کو للکارنے والا اُس کے کس قدر غضب اور عذاب الیم کا نشانہ بنے گا......غور کیجیے۔

اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی غیرت کا مظہر کیا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ کی غیرت کو کیسے للکارا جاتا ہے؟ ان دونوں سوالوں کا جواب مذکورہ بالا دونوں حدیثوں میں موجود ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کی غیرت کا مظہر، علامت اور پہچان قرآن وحدیث کی وہ نصوص ہیں، جن میں حرام امور کا ذکر ہے، وہ تمام امور خبیث اور فحش ہیں، اللہ تعالیٰ کی غیرت ان تمام امور کے حرام کرنے کی متقاضی ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اُنہیں حرام کردیا۔

دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی غیرت کو وہ بندہ للکارتا ہے جو اُس پر ایمان لانے کے باوجود اُس کے حرام کردہ امور کا ارتکاب کرے۔

یہی بات رسول اللہ ﷺ کی غیرت کو بھی اُبھارنے کا سبب تھی، چنانچہ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ام المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے یہ حدیث موجود ہے:

((مَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِنَفْسِهِ إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ

فَيَنْتَقِمَ لِلّٰهِ بِهَا .)) ❶

''اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کو کوئی شخص کتنا بھی دکھ دیتا آپ اپنی ذات کے لیے کوئی انتقام نہ لیتے، لیکن جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے کسی امر محرم کا ارتکاب کر کے اللہ تعالیٰ کی حد کو پامال کرنے کی کوشش کرتا، تو آپ ﷺ (شدت غضب کی بناء پر) اللہ تعالیٰ کے لیے اُس سے ضرور انتقام لیتے۔''

کسی بھی امر محرم کا ارتکاب کتنا شدید گناہ ہے، اس کا اندازہ درج ذیل دو حدیثوں سے لگالیا جائے۔

((عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: سِتَّةٌ لَعَنْتُهُمْ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَكُلُّ نَبِيٍّ كَانَ: الزَّائِدُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ ، وَالْمُكَذِّبُ بِقَدَرِ اللّٰهِ وَالْمُتَسَلِّطُ بِالْجَبَرُوتِ لِيُعِزَّ بِذٰلِكَ مَنْ أَذَلَّ اللّٰهُ وَيُذِلَّ مَنْ أَعَزَّ اللّٰهُ ، وَالْمُسْتَحِلُّ لِحُرُمِ اللّٰهِ ، وَالْمُسْتَحِلُّ مِنْ عِتْرَتِي ، وَالتَّارِكُ لِسُنَّتِي .)) ❷

''ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چھ قسم کے انسانوں پر اللہ تعالیٰ کی، میری اور مجھ سے قبل ہر نبی کی لعنت ہے: ایک اللہ تعالیٰ کی شریعت میں اضافہ کرنے والا، دوسرا اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو جھٹلانے والا، تیسرا قہر و جبر سے تسلط حاصل کرنے والا، تاکہ اس تسلط کے ذریعے اُن لوگوں کو عزت دے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا ہے اور ان لوگوں کو ذلیل کرے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے عزت عطا فرمائی ہے، چوتھا اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ اُمور کو

---

❶ صحيح بخاري، كتاب المناقب، رقم: ٣٥٦٠۔ صحيح مسلم، كتاب الفضائل، رقم: ٦٠٤٥.

❷ سنن ترمذي، كتاب الولاء والهبة، رقم: ٢١٥٤۔ مستدرك حاكم، رقم: ١٠٩۔ امام حاکم نے اسے صحیح الاسناد کہا ہے اور امام ذہبی نے اس پر موافقت فرمائی ہے۔

حلال کرنے والا، پانچواں میرے خاندان میں سے کسی کی عزت وحرمت پر ہاتھ ڈالنے والا، چھٹا میری کسی سنت کوترک کردینے والا۔''

اس حدیث میں وہ چھ افراد مذکور ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک، نیز تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی زبانوں پر ملعون ہیں، اُن میں سے ایک وہ شخص بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کوحلال سمجھنے والا ہو، واضح ہو کہ وہ اگر اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء میں سے کسی شئے کومحض عملاً اختیار کرے تو یہ فسق و فجور ہے، اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو حلال قرار دینے کا عقیدہ رکھتا ہوتو یہ کفر ہے۔ أعاذنا الله من الفسق والفجور والكفر .

دوسری حدیث:

((عَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: لَأَعْلَمَنَّ أَقْوَامًا مِنْ أُمَّتِي يَأْتُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِحَسَنَاتٍ أَمْثَالَ جِبَالِ تِهَامَةَ بِيْضًا، فَيَجْعَلُهَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ هَبَاءً مَنْثُوْرًا .)) قَالَ ثَوْبَانُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! صِفْهُمْ لَنَا، جَلِّهِمْ لَنَا؛ أَنْ لَا نَكُوْنَ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَا نَعْلَمُ، قَالَ: ((أَمَا إِنَّهُمْ إِخْوَانُكُمْ وَمِنْ جِلْدَتِكُمْ ، وَيَأْخُذُوْنَ مِنَ اللَّيْلِ كَمَا تَأْخُذُوْنَ، وَلٰكِنَّهُمْ أَقْوَامٌ إِذَا خَلَوْا بِمَحَارِمِ اللّٰهِ انْتَهَكُوْا .)) [1]

''سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اپنی اُمت کے کچھ لوگوں کو جانتا ہوں جو قیامت کے دن تہامہ پہاڑوں کی طرح بڑی بڑی چمک دار نیکیاں لائیں گے، مگر اللہ ربّ العزت اُنہیں غبار بنا کے اُڑا دے گا۔

[1] سنن ابن ماجة، كتاب الزهد، رقم: ٤٢٤٥ ۔ اسے امام منذریؒ نے الترغیب والترہیب (۱۷۸/۳) میں بسند صحیح روایت کیا ہے، اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے '' الصحيحه '' میں اس حدیث کو صحیح اور اس کے تمام رواۃ کو ثقہ قرار دیا ہے، ۲/ ۳۲، رقم: ٥٠٥.

سیّدنا ثوبانؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمیں ان لوگوں کی صفات سے آ گاہ فرمایئے، کہیں لاعلمی میں ہم ان میں شامل نہ ہو جائیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ تمہارے ہی طرح بھائی بند ہوں گے، اور تمہاری طرح شب بیدار بھی ہوں گے، لیکن جونہی تنہائی میں اُنہیں کوئی موقع ہاتھ آئے گا تو وہ گناہوں کا ارتکاب کر کے اللہ تعالیٰ کی حدوں کو پامال کر کے رکھ دیں گے۔''

اس حدیث میں ارتکاب محرمات کی نہایت شدید وعید وارد ہوئی ہے، بالخصوص وہ شخص جو لوگوں میں نیک ومشہور ہو، حتیٰ کہ تہجد کا اہتمام کرنے والا بھی ہو، لیکن تنہائی میسر آتے ہی گناہوں کا ارتکاب شروع کر دے۔ ایک اور حدیث ملاحظہ ہو:

((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يُحَرِّمْ حُرْمَةً إِلَّا وَقَدْ عَلِمَ أَنَّهُ سَيَطَّلِعُهَا مِنْكُمْ مُطَّلِعٌ، أَلَا وَإِنِّيْ آخِذٌ بِحُجَزِكُمْ أَنْ تَهَافَتُوْا فِي النَّارِ كَتَهَافُتِ الْفَرَاشِ أَوِ الذُّبَابِ.)) [1]

''سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جس کسی چیز کو حرام قرار دیا تو اسے یہ بات معلوم تھی کہ تم میں سے کوئی نہ کوئی شخص اُس کا ضرور ارتکاب کرے گا۔ خبردار! میں تو تمہیں تمہاری پشتوں سے پکڑ کر کھینچ رہا ہوں، مبادا تم آگ پر منڈلانے والے پروانوں کی طرح آگ میں نہ گر جاؤ۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محرمات کا ارتکاب کرنے والا پروانے کی مانند آگ پر منڈلا رہا ہے، اگر اُسے بچایا نہ گیا یعنی محرمات کی حرمتوں اور وعیدوں سے آگاہ کر کے اُسے اُن سے باز نہ کیا گیا تو وہ پروانوں کی طرح بالآخر آگ کا نشانہ بن جائے گا۔ نعوذ

[1] مسند أحمد: ۱/ ۳۹۰، رقم: ۳۷۰٤۔ حافظ احمد شاکر نے اس حدیث کو ''صحیح الاسناد'' قرار دیا ہے۔

باللّٰہ من النار وما قرب إليها من قول و عمل .

واضح ہو کہ جس طرح وقوعِ محرمات پر شدید ترین وعیدیں وارد ہوئی ہیں، اسی طرح اس بندے کے لیے جو محرمات و منہیات سے اپنے آپ کو بچا کر رکھتا ہے بڑی بڑی خوشخبریاں ذکر ہوئی ہیں۔

محرمات سے بچاؤ کی صورت یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ ہر امر کو حرام سمجھے، اور حلال کردہ ہر اَمر کو حلال سمجھے، اس کے بعد حلال اُمور کو اپنانے اور حرام امور سے اجتناب کرنے پر پوری توجہ مرکوز رکھے۔

((عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اَتَی النَّبِیَّ ﷺ النَّعْمَانُ بْنُ قَوْقَلٍ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! أَرَأَيْتَ إِذَا صَلَّيْتُ الْمَكْتُوْبَةَ وَحَرَّمْتُ الْحَرَامَ، وَاَحْلَلْتُ الْحَلَالَ ، ءَ أَدْخُلُ الْجَنَّةَ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: نَعَمْ .)) ❶

''سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، سیّدنا نعمان بن قوقل رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا: یا رسول اللہ! اگر میں فرض نمازیں ادا کرتا رہوں، اور اللہ تعالیٰ کے حرام کو حرام جانوں، اور اللہ تعالیٰ کے حلال کو حلال جانوں تو کیا میں جنت میں داخل ہوسکتا ہوں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ہاں!''

جبکہ صحیح مسلم کی ہی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ سیّدنا نعمان بن قوقل نے نبی ﷺ سے یہ بھی کہا: ((وَلَمْ أَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ شَيْئًا .)) ❷

''یعنی اس کے علاوہ اور کچھ نہ کروں۔''

مسند احمد میں سیّدنا عبداللہ بن حبشی الخثعمی رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے، جس میں نبی ﷺ سے کچھ سوالات کیے گئے، اور آپ ﷺ نے اُن کے جوابات

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، رقم: ١٠٨.

❷ صحيح مسلم، كتاب الايمان، ايضًا، رقم: ١٠٩.

دیئے، اُن سوالات میں سے ایک سوال یہ بھی تھا: ((فَأَيُّ الْهِجْرَةِ أَفْضَلُ؟))

یعنی کون سی ہجرت سب سے افضل ہے؟

تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ هَجَرَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ .)) ❶

یعنی ''سب سے افضل مہاجر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ تمام اشیاء چھوڑ دے۔''

ان احادیث میں اس شخص کی فضیلت ومنقبت مذکور ہے جو اللہ تعالیٰ کے حرام کو حرام سمجھتا ہوا عملی طور پر اُس سے پوری طرح کنارہ کشی اختیار کرے، اس عظیم الشان تورع کو افضل ترین ہجرت قرار دیا گیا ہے، جبکہ ہجرت کا عام سا ثواب یہ ہے کہ اُس سے تمام صغیرہ و کبیرہ گناہ مٹ جاتے ہیں۔

((إِنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا .)) ❷

''یقیناً ہجرت پچھلے تمام گناہوں کا صفایا کر دیتی ہے۔''

گناہ صرف آخرت ہی نہیں، بلکہ دنیا میں بھی انفرادی و اجتماعی ہلاکتوں اور بربادیوں کا سبب بن سکتا ہے۔

سیّدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ''جنات النعیم'' سے کس چیز نے نکالا؟ اور ایک ایسے گھر میں جو مستقل مصائب ومشاکل کی آماجگاہ ہے کس چیز نے پہنچایا؟ کیا وہ ایک اور صرف ایک معصیت نہیں تھی؟

ابلیس جو ملکوتِ سماوی میں سکونت پذیر تھا، کس وجہ سے مطرود وملعون ہو کر راندۂ درگاہ

---

❶ سنن ابی داؤد، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ۱۴۴۹ ۔ مسند احمد: ۴۱۲/۳، رقم: ۱۵۴۰۱. علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، رقم: ۳۲۱.

ہو گیا، اور اس کا ظاہر و باطن کیوں مسخ کر دیا گیا، اور اُس کی شکل کو قبیح ترین سانچہ میں ڈھال دیا گیا؟ رحمت کی جگہ لعنت، قرب کی جگہ بعد اور جنت کی جگہ جہنم کیوں اس کا مقدر بن گئی؟

سیّدنا نوح علیہ السلام کے دور میں ساکنان کرۂ ارضی کو کیوں غرق کر دیا گیا کہ گنتی کے چند افراد کے سوا کوئی نہ بچا؟ اور اللہ تعالیٰ کے غضب کا یہ عالم تھا کہ طوفان کا پانی پہاڑوں کی چوٹیوں سے اوپر جا چکا تھا۔

قومِ عاد پر تباہ کن ہوا کیوں مسلط کی گئی، حتیٰ کہ اُن کے بھاری بھرکم اور طویل و عریض جثّے کھجوروں کے تنوں کی مانند مردار ہو کر زمین پر بکھرے پڑے تھے؟ اور صورتِ حال یہ تھی کہ یہ طوفانی ہوا جہاں سے گزرتی ہر چیز کو مسمار کرتی جاتی، اُن کے بلند و بالا مکانات، باغات اور مویشی تباہ و برباد ہو کر آنے والی اُمتوں کے لیے نشانِ عبرت بن گئے۔

قومِ ثمود پر انتہائی خطرناک چیخ کس وجہ سے مسلط کی گئی؟ جس کی خطورت کا یہ عالم تھا کہ وہ چیخ جس کی سماعت سے ٹکرائی اس کا دل چھلنی ہو گیا، اور یوں پوری قوم موت کی وادی میں دھکیل دی گئی۔

قومِ لوط کی پوری بستی کو کون سی چیز آسمان کی بلندیوں تک لے گئی، حتیٰ کہ آسمان کے فرشتوں نے اُن کے کتوں کے بھونکنے کی آوازیں سنیں؟ پھر اتنی بلندی سے ان کی بستی کو اُلٹا کر زمین پر پھینک دیا گیا اور پوری قوم کو حرفِ غلط کی طرح مٹا دیا گیا۔

قومِ شعیب پر سائے کی مانند عذاب بھرے بادل چھوڑے جانے کا سبب کیا تھا؟ حتیٰ کہ جب وہ قوم اُس بادل کے نیچے بارش کی غرض سے جمع ہو گئی تو عذابِ الیم کا قہر برسا کر پوری قوم کو اس طرح خاکستر کر دیا گیا کہ ان کا نام و نشان تک نہ باقی بچا۔

فرعون اور قومِ فرعون کو بحرِ مواج میں غرق کر کے اُن کی روحوں کو دوزخ کے عذابِ مہین میں جھونکنے والی چیز کیا تھی؟ قارون اور اُس کے اہل، مال اور گھر کس بناء پر زمین میں دھنسا دیئے گئے؟

سیّدنا نوح عَلَیْہِ السَّلَام کے بعد آنے والی متعدد قوموں کی بربادیوں پر مشتمل داستانوں کا بنیادی نکتہ کیا تھا؟

بنی اسرائیل پر ایک طاقتور قوم جس نے اُن کے گھروں میں گھس کر مردوں کو قتل اور ان کے بچوں اور عورتوں کو قید کر کے نوکر اور باندیاں بنانے کی نوبت کیوں آئی؟ اُن کے گھر کیوں جلا دیئے گئے، اور اُن کے مال مویشی کیوں لوٹ لیے گئے؟ بربادی کی یہ داستان دوبارہ دہرائی گئی، کیوں؟

ان تمام ہلاکتوں، تباہیوں اور بربادیوں کا ایک ہی محرک ہے، اور وہ اُن قوموں کا اپنے اپنے نبیوں کی خیرخواہانہ دعوت سے انحراف کر کے مختلف گناہوں اور معصیتوں میں مبتلا ہونا تھا۔ انتھٰی ملخصا من كلام العلامة ابن القيم رحمه الله .

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی مایۂ ناز تالیف " الجواب الكافي لمن سأل عن الدواء الشافي " میں گناہوں کے انفرادی واجتماعی نقصانات کی ایک طویل فہرست پیش فرمائی ہے، ہم اپنے تمام بھائیوں کو اس کتاب کے مطالعہ کی نصیحت کرتے ہیں۔ یہاں اس مختصر سے مقدمے میں ہم حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کے گناہوں کے ذکر کردہ بعض نقصانات چند جملوں کی صورت میں پیش کرتے ہیں، جبکہ زیرِنظر کتاب میں بھی ''کافی'' کا بیان ہوا ہے۔

بہرکیف گناہ سب سے بڑا مرض اور ہلاکت کا سب سے قریبی راستہ ہے، گناہوں پر اصرار بندے کی حیاء ختم کر دیتا ہے، گناہگار اللہ تعالیٰ کے نزدیک انتہائی حقیر اور ذلیل بن جاتا ہے، گناہ کی نحوست سے انسان خود، اس کی اولاد، اس کا مال، حیوانات و نباتات، غرضیکہ ہر چیز متاثر ہوتی ہے، گناہ بالآخر معاشرہ میں ذلت کا باعث بن جاتا ہے، گناہ کے ارتکاب سے عقل و حفظ فاسد ہو جاتے ہیں، گناہ دل کو اندھا کر دیتا ہے، گناہ موجب لعنت پروردگار ہے، گناہ کے سبب بر و بحر اور کائنات کی دیگر چیزوں میں فساد رونما ہوتا ہے، گناہ قلب انسانی سے غیرت کی حرارت بجھا کر انسان کو بے غیرت بنا دیتا ہے، گناہ انسان کو کمزور

کر دیتا ہے، جس کے نتیجہ میں اس کا دشمن طاقتور ہو کر اس پر غلبہ پالیتا ہے، گناہ نعمتوں کے زوال کا سبب بن جاتا ہے، گناہ بندے کے دل کو خوف اور وحشت سے بھر دیتا ہے، گناہ کے ارتکاب سے بندہ اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے سامنے اپنی عزت و کرامت کھو دیتا ہے، گناہ سے زمین کی برکتیں مٹ جاتی ہیں، گناہ بندے کو درکاتِ جہنم میں دھکیل دیتا ہے، گناہ نفس کی خباثت اور بصیرتِ قلب کے اندھے پن کا باعث ہے۔ لیکن اگر کوئی گناہوں کی عمیق دلدل سے نکل کر بارگاہِ الٰہی میں رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی ایک صفت قرآنِ مقدس میں ''غافر الذنب'' بیان ہوئی ہے۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا:

﴿غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ﴾ (المؤمن: ۳)

''گناہوں کو معاف کرنے والا، توبہ قبول کرنے والا۔''

اگر کوئی راندۂ درگاہ ہو جائے تو اس کا معاملہ دنیا داروں کی طرح نہ ہوگا کہ اب دوبارہ وہ راہِ صواب کی جانب رُخ بھی نہیں کر سکتا، بلکہ اس ذات بابرکات کی رحمتوں، مغفرتوں، بخششوں، کے دروازے کھلے ہیں۔ ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝۵۳ وَ اَنِيْبُوْۤا اِلٰى رَبِّكُمْ وَ اَسْلِمُوْا لَهٗ﴾ (الزمر: ۵۳-۵۴)

''آپ فرمادیں: اے میرے بندو! جو (گناہ کر کے) اپنی جانوں پر زیادتی کر چکے ہو، اللہ کی رحمت سے نااُمید نہ ہونا۔ بلاشبہ اللہ تو سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ یقیناً وہ بہت بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔ لہٰذا تم اپنے رب کی بارگاہ میں رجوع کرو۔ اس کے فرمانبردار بن جاؤ۔''

یعنی اگر کوئی گناہ کر کے اللہ تعالیٰ کے سامنے دست دراز کرے اور ندامت کے آنسو بہا دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اس انداز کی لاج رکھتے ہوئے اس کے سابقہ اعمال سے

صرفِ نظر کرتے ہوئے اس کے گناہوں کو نا صرف معاف کر دیتا ہے۔ بلکہ انھیں نیکیوں میں بھی بدل دیتا ہے۔ کیا کفر و شرک سے بڑا بھی کوئی گناہ ہے؟ لیکن اللہ تعالیٰ اس سے توبہ کرنے والے کی بھی توبہ قبول فرماتا ہے۔

سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کا واقعہ مشہور ہے۔ سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ زمانۂ جاہلیت میں اسلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے خلاف ان کی کاوشیں، اور تبلیغ دین کی راہ میں سدِ فولاد بنے رہتے تھے۔ لیکن جب وہ اسلام قبول کرنے آئے، تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں آغوشِ اسلام میں سمیٹ لیا۔ سیّدنا عمرو بن عاص نے قبولِ اسلام کو مشروط کرتے ہوئے فرمایا:

''(قبولِ اسلام کی) بیعت مشروط کرنا چاہتا ہوں۔''

استفسار پر فرمایا:

((أَنْ يَغْفِرَ لِيْ)) یعنی کہ میرے سابقہ گناہ، خطائیں، لغزشیں معاف ہو جائیں۔

تو ھادیٔ عالم نے فرمایا:

((أَمَا عَلِمْتَ يَا عَمْرُو! أَنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ......)) [1]

''اے عمرو! کیا تجھے معلوم نہیں کہ اسلام تمام سابقہ گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔''

شرک و کفر کے بعد کبائر میں سے قتل بھی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنی جناب میں آنے والے کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا، بلکہ ایک قتل تو دور کی بات حدیث میں آتا ہے کہ ننانوے (99) قتل کرنے والا جب بارگاہِ ربوبیت میں اپنی جبین نیاز کو جھکانے کا سوچتا ہے تو کوئی مفتی اسے ابواب رحمت و مغفرت کی بندش کی اطلاع دیتا ہے تو اسے بھی قتل کر کے اپنی سنچری (۱۰۰) مکمل کر دیتا ہے، لیکن رہتا پھر بھی رحمت و مغفرت کی جستجو میں ہے۔

[1] صحيح مسلم، كتاب الايمان، رقم : ١٢١.

بالآخر اللہ اپنے اس بندے کے اخلاص کے پیش نظر اپنی وسیع رحمت کی آغوش میں لے کر اسے دخول جنت کی نوید سناتا ہے۔ ❶

بلکہ اللہ تعالیٰ کو تو ایسے بندے کی توبہ سے بے حد خوشی ہوتی ہے۔

((لَـلّٰـهُ أَشَـدُّ فَـرْحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ ، مِنْ رَجُلٍ فِي أَرْضٍ دَوِّيَّـةٍ مَهْلَكَةٍ .)) ❷

ریگستان، بیابان میں زادِ راہ ذریعہ سفر کے مفقود ہو جانے کی صورت میں داعی اجل کے انتظار میں ہو اور اس اثناء میں اسے زادِ راہ وسواری دوبارہ مل جائے تو دوبارہ زندگی ملنے پر اسے کس قدر خوشی ہوگی۔ ایسے شخص سے بھی زیادہ اللہ کو راندہ درگاہ ہونے والے شخص کی آمد پر خوشی ہوتی ہے۔

نتیجتاً اللہ تعالیٰ اسے اپنی عظیم نعمت جنت میں مقام عطا فرماتا ہے۔ لیکن توبہ کا یہ طریقہ بھی درست نہیں کہ گناہ کر لیتا ہوں، پھر توبہ کر لوں گا۔ اللہ تعالیٰ تو غفور ورحیم ہے۔ وہ معاف کر دے گا۔

امام شقیق رحمہ اللہ بلخی فرماتے ہیں:

((عَلامَةُ التَّـوْبَةِ: أَلْبُكَاءُ عَلىٰ مَا سَلَفَ ، وَالْخَوْفُ مِنَ الْوَقُوْعِ فِي الذَّنْبِ وَهِجْرَانُ إِخْوَانِ السُّوْءِ ، وَمُـلازَمَةُ الْأَخْيَارِ .)) ❸

''توبہ کی علامت یہ ہے کہ اپنی کارگزاری پر آنسو بہانا، گناہ میں واقع ہونے سے خوف کھانا، اور بروں کی صحبت ترک کر کے اخیار (نیکوکار لوگوں) سے تعلق ورابطہ رکھنا۔''

اسی طرح ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

❶ صحیح البخاری، کتاب احادیث الأنبیاء، رقم: ٣٤٧٠.

❷ صحیح مسلم، کتاب التوبة، رقم: ٦٩٥٥.　❸ سیر أعلام النبلاء: ٩/٣١٥.

''جو توبہ کا ارادہ کرتا ہے۔ تو اسے گناہوں کے اندھیروں سے نکل کر، برے لوگوں سے اختلاط سے اجتناب کرنا چاہیے۔ وگرنہ اسے گوہر مقصود (توبہ) کا حصول نہ ہوگا۔'' ❶

کیونکہ شرائط توبہ میں یہ بات بھی شامل ہے کہ دوبارہ معاصی کا ارتکاب نہ کیا جائے۔ توبہ کی شرائط سے آ گاہی کے بغیر حصول توبہ ناممکن ہے۔ کیونکہ جب اس کی حدود وقیود، اس کی شرائط اور اس کے لوازمات سے کما حقہ آ گہی نہ ہو تو کیسے توبہ ہوسکتی ہے۔ علماء کرام نے توبہ کی شرائط کچھ یوں مستنبط فرمائی ہیں:

(۱) گناہ سرزد ہونے پر احساسِ ندامت، کیونکہ حدیث ہے:

((النَّدَمُ تَوْبَةٌ .)) ❷

''ندامت ہی توبہ ہے۔''

(۲) معاصی سے فوراً اجتناب کرنا۔

(۳) دوبارہ گناہ کی جانب نہ جانے کا عزم صمیم کرنا۔

(۴) اگر کسی پر ظلم وزیادتی کرتے ہوئے حق تلفی کی ہے تو اس کا مداوا کرنا۔

اور اگر ان مذکورہ شرائط کی پابندی کرتے ہوئے توبہ ہو تو اسے کس قدر مقام حاصل ہوتا ہے، اس کا اندازہ درج ذیل حدیث سے لگایا جائے:

((لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ سَبْعِينَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَوسِعَتْهُمْ وَهَلْ وَجَدْتَ تَوْبَةً أَفْضَلَ مِنْ أَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا اللّٰهِ تَعَالٰى .)) ❸

---

❶ سیر اعلام النبلاء: ۳۸۹/۷.

❷ سنن ابن ماجه ، کتاب الزهد، رقم: ٤٢٥٢ . علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ صحیح مسلم، کتاب الحدود ، رقم: ١٦٩٦.

''اس غامدیہ عورت نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر مدینہ کے ستر (۷۰) افراد پر اس کی توبہ تقسیم کی جائے تو یہ سب کو کفایت کر جائے۔ کیا تم نے اس سے افضل توبہ بھی دیکھی ہے کہ اس عورت نے (توبہ کرتے ہوئے) اللہ کی خاطر اپنی جان لٹادی۔''

توبہ ہو تو سیّدنا ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ جیسی کہ احساسِ ندامت چین نہیں لینے دیتا کہ حدود اللہ کی پامالی کی، اللہ کی منہیات کا ارتکاب کیا۔ اب جب تک اس کا مداوا نہیں ہوتا۔ آرام و سکون حاصل نہ ہوگا۔

ہم اپنے آپ کو اور پھر قارئین کو گناہوں سے بچنے اور زہد و ورع اختیار کرنے کی نصیحت کرتے ہیں۔ ان حالات میں کہ جن میں انسانیت کو مغربی کلچر اپنی پوری آب و تاب سے اپنی طرف مائل کر رہا ہے۔ معاشرہ، دین سے دوری و بدعملی، تعیش و ہوس پرستی اور دیگر گناہوں کی دلدل میں بری طرح پھنسا ہوا ہے۔

ان گھٹا ٹوپ اندھیروں کہ جن پر '' ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ '' کی چھاپ پوری طرح فٹ آ رہی ہے۔ ہم .... رسالہ ہذا کو نور کی ایک کرن قرار دیتے ہیں اور جن بھائیوں تک یہ رسالہ پہنچے انہیں اس کے بالاستیعاب مطالعہ کا مشورہ دیتے ہیں۔

رسالہ ھذا دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں گناہ کی تعریف، اس کی اقسام، علامات، اسباب اور نقصانات کو بیان کیا گیا ہے۔

جبکہ دوسرے حصے میں، توبہ، اس کی حقیقت، شروط اور طریقۂ کار کو بیان کیا گیا، لیکن اختصار کے ساتھ۔

رسالہ کا اسلوب انتہائی سہل ہے، اور تمام مندرجات مدلل اور باحوالہ ہیں اور اسلوب میں اختصار اور جامعیت کا پہلو پنہاں ہے، لہٰذا ہم اسے ہر خاص و عام کے لیے انتہائی نافع قرار دیتے ہیں۔

رسالہ ھذا ہمارے دو انتہائی محترم دوستوں کی علمی کاوش ہے۔ اوّل الذکر جو اس

رسالہ کی تالیف میں شریک ہیں، وہ ہمارے قابل احترام دوست اور بھائی ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی ہیں۔جن کا سینہ تبلیغ دین اور خصوصاً خدمت حدیث رسول اللہ ﷺ کے وافر جذبہ سے معمور ہے، اس ضمن میں ان کی بے شمار خدمات منظر عام پر آنے والی ہیں۔ان شاء اللہ دوسرے ساتھی الشیخ الحافظ حامد محمود الخضری حفظہ اللہ ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے علم، عمل اور اخلاص کی دولت سے مالا مال فرمایا ہے۔ایک اچھا تحقیقی ذہن ہے، اور عربی و اُردو میں لکھنے کا عمدہ سلیقہ بھی۔

اللہ تعالیٰ ان دونوں ساتھیوں کی اس بہترین خدمت پر اجر جزیل عطا فرمائے، اور اس کتاب کو ان کے میزان حسنات کا ذخیرہ بنادے۔

واللہ ولی التوفیق، وصلی اللّٰہ علی نبینا محمد وعلی آله وصحبه وأهل طاعته اجمعین.

وکتبه
عبداللہ ناصر رحمانی
سرپرست: انصار السنہ پبلی کیشنز، لاہور
۲۷۔۸۔۲۰۰۷م

❀❀❀❀

مقدمہ مؤلف

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ، وَالصَّلاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ، وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ، أَمَّا بَعْدُ!

اہل دانش سے یہ بات مخفی نہیں کہ ہم جس دور سے گزر رہے ہیں وہ انتہائی پرفتن اور پر خطر دور ہے، جس میں ایک طرف طغیانی اور نافرمانی کا سیلاب اُمڈ رہا ہے، تو دوسری طرف فحاشی وعریانی کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے، ایک طرف ایمان اور عمل صالح سے دوری ہے، تو دوسری طرف بے ایمانی اور بدعملی کا بازار گرم، ایک طرف بے حیائی اور برائی کی آندھیاں چل رہی ہیں، تو دوسری طرف کمینگی اور بداخلاقی کا طوفان بپا ہے، الغرض دین اسلام اور فطرت سے سراسر دوری ہے اوراس کے برعکس جرائم کا بول بالا ہے۔ کہیں قتل عام کی صورت میں، تو کہیں تشدد وظلم اور جبر کی صورت میں، کہیں لواطت اور زنا کی صورت میں، تو کہیں چوری اور ڈکیتی کی صورت میں، کہیں بداخلاقی اور بے انصافی کی صورت میں تو کہیں مقدس مقامات کی حرمت کو پامال کرنے کی صورت میں، کہیں بدکرداری کی صورت میں، تو کہیں شراب نوشی اور دوسری حرام اشیاء کے استعمال کرنے کی صورت میں، کہیں حق تلفی کی صورت میں، تو کہیں دغا بازی کی صورت میں چھوٹے بڑے ہر قسم کے جرائم کا ارتکاب سرِ عام کھلے بندوں کیا جا رہا ہے، کوئی رکاوٹ اور کوئی پوچھ گچھ نہیں، جو جی میں آئے جو من میں آئے کر گزرو، بلکہ گناہ کا احساس تک سوائے اللہ کے نیک بندوں کے ناپید ہو چکا ہے۔ کوئی ایسی صورت دیکھنے میں نہیں آتی جو بنی آدم کو اس خطرناک اور بھیانک راستہ سے ہٹا کر ایک سچے

اور سیدھے سادھے راستے کی طرف راغب کرے جو اُس کے لیے دُنیا اور آخرت دونوں میں کامیابی اور فلاح کا سبب بنے۔ ایسے افرادِ معاشرہ کی اصلاح انتہائی دشوار اور کٹھن ہے۔ اس طرح کے معاشرے کا نقشہ کھینچتے ہوئے شاعر کہتا ہے:

ظالموں پر اب کس طرح ہو نصیحت کارگر
زنگ عصیاں سے دل اُن کا سخت پتھر ہو گیا

البتہ اس خطرناک راستہ سے بچنے کی صرف ایک ہی صورت ہے، اور وہ یہ ہے کہ انسان اپنے تمام سابقہ چھوٹے بڑے جرائم سے تائب ہو کر اپنے نفس کی اصلاح کرنا شروع کردے، تو اوّلاً: اللہ تعالیٰ اس کو سچا اور سیدھا راستہ دکھادے گا، اور ثانیاً: اُس کو جنت میں ایک اعلیٰ مقام عطا کرلے گا۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِن تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُم مُّدْخَلًا كَرِيمًا ﴿٣١﴾﴾ (النساء: ۳۱)

''اگر تم ان بڑے گناہوں سے اجتناب کرلو، جن سے تمھیں روکا گیا ہے تو ہم تمہاری لغزشوں کو معاف کردیں گے، اور تمھیں عزت و بزرگی کی جگہ میں داخل کریں گے۔''

لیکن یہ بات اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ یہ معافی اُن لوگوں کے لیے ہے جو غلطی سے جرم کر بیٹھیں، اور پھر اس کا احساس بیدار ہونے پر فوراً تائب ہو کر اصلاح کی طرف پلٹ آئیں۔ قانونِ الٰہی میں معافی اُنہی کے لیے ہے، اس لیے کہ اُس کا قانون علم وحکمت پر مبنی ہے۔

اُن کے لیے معافی نہیں جو عادی مجرم ہوں، اور اپنی حرکات پر اُس وقت نادم ہوں جب موت اُن کے سامنے آ کھڑی ہو۔ نہ ہی اُن کے لیے جو قانون کو سرے سے تسلیم ہی نہ کریں اور ساری عمر اُس سرکشی میں بسر کردیں، اُنہیں الم ناک سزا دینی چاہیے۔

جرائم کے سلسلہ میں توبہ کی گنجائش خاصی اہمیت رکھتی ہے۔ اُس کا اصل مفہوم یہ ہے کہ

محض اثبات جرم پر مجرم کو سزا نہیں دینی چاہیے، اور نہ ہی مجرم سے نفرت ہونی چاہیے، بلکہ جرم سے نفرت ہونی چاہیے، کیونکہ سزا کا اصل مقصد اصلاح ہے۔ درحقیقت توبہ کرنے والے لوگ چار قسم کے ہوتے ہیں۔

1۔ بعض ایسے بے خبر لوگ ہوتے ہیں کہ وہ جہالت اور بے خبری کی وجہ سے منع کردہ فعل کو دراصل برا ہی نہیں جانتے، بلکہ اُسے عبادت اور باعث نجات دارین خیال کرتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ عموماً اہل شرک و بدعت غیر اللہ کی نذر و نیاز اور عبادت مالیہ و بدنیہ اور بدعات کا ارتکاب کرتے رہتے ہیں۔ تو ایسے اشخاص کو جب کتاب اللہ سے آگاہی ہو جائے، اور پھر وہ فوراً تائب ہو جائیں، تو ان کو معاف کرنا اللہ تعالیٰ پر لازم ہوتا ہے اس لیے کہ وہ غفور اور رحیم ہے۔

2۔ بعض ایسے لوگ ہوتے ہیں جو محض جہالت کی وجہ سے جرائم کے مرتکب نہیں ہوتے، بلکہ جان بوجھ کر احکامِ الٰہی کی نافرمانی کرتے ہیں۔ جیسا کہ جھوٹ، غیبت، ترک صلوٰۃ و زکوٰۃ اور صوم وغیرہ وغیرہ۔ ایسے لوگ اگر توبہ کرلیں تو اللہ ربّ العزت انہیں معاف کردے گا۔

﴿وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَىٰ ﴿٨٢﴾﴾

(طٰهٰ: ٨٢)

''ہاں، بے شک میں اُنہیں بخش دینے والا ہوں جو توبہ کریں، ایمان لائیں، اور نیک عمل کریں، اور راہِ راست پر بھی رہیں۔''

3۔ بعض لوگ متعدد گناہ کرتے ہیں جیسا کہ زنا، سرقہ (چوری)، لواطت اور راہزنی وغیرہ جن میں حدود اللہ معین و مقرر ہیں۔ اب ایسے گناہ گار کی توبہ سے متعلق دو صورتیں ہیں۔

اوّلاً:......اگر اسلامی حکومت کا قیام ہو اور اُس تک یہ خبر پہنچے کہ فلاں شخص نے فلاں قسم کا جرم کیا ہے، تو اُس شخص کو اُس کے جرم کے مطابق سزا دی جائے گی۔ اور اس پر حد قائم کرنا

اس کے اس گناہ کے لیے کفارہ ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((أَيُّمَا عَبْدٍ أَصَابَ شَيْئًا مِمَّا نَهَى اللّٰهُ ثُمَّ أُقِيمَ عَلَيهِ حَدُّهُ غُفِرَ لَهُ ذٰلِكَ الذَّنْبُ .)) [1]

ثانیاً:...... اگر اسلامی حکومت نہ ہو تو ایسی صورت میں وہ شخص اپنے جرم سے توبہ کرلے تو اُس کی توبہ منظور ہوگی۔ ان شاء اللہ

5۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جو موت کے وقت توبہ کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی توبہ قرآنی نص کی رُو سے ہرگز قبول نہیں ہوتی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ﴾ (النساء: ١٨)

''اُن لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی جو برے کام کرتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ جب (اُن میں سے کسی کی) موت سامنے ہوتی ہے۔''

قارئین کرام! دورِ حاضر میں بنی آدم کی فلاح و کامیابی کے لیے اصلاحِ اعمال کی جس قدر سخت ضرورت ہے، وہ محتاجِ بیان نہیں، تاہم ہم اپنا تبلیغی فریضہ ادا کرنے کے لیے بنی آدم کی فلاح اور کامیابی کی غرض سے اصلاح اعمال کے لیے یہ کتاب بطور ہدیہ پیش کررہے ہیں جو ''گناہ اور توبہ'' کے نام سے موسوم ہے۔ اس کے پہلے حصے میں گناہ اور مرتکب گناہ کی سخت مذمت بیان کی گئی ہے۔ نیز اس میں گناہ کی تعریف، اس کی اقسام اور اُس کے نقصانات کو بھی بیان کیا گیا ہے، علاوہ ازیں اُس کے دوسرے حصے میں ''توبہ'' کا بیان بھی کردیا گیا ہے۔ تاکہ عاصی اور گنہگار اپنے گناہوں کی معافی کے لیے اپنے ربّ تعالیٰ کے ہاں رجوع کرسکے۔ آخر میں ہم اپنے معاونین خصوصاً حافظ محمد الیاس دانش کے شکر گزار ہیں کہ انہوں

[1] مستدرك حاكم: ٤/ ٣٢٨٨ـ صحيح الجامع الصغير للألباني، رقم: ٢٧٣٢.

نے ہمارے مسودہ کو مبیّضہ کی شکل دی۔ جزاہ اللہ خیراً .

پرنٹنگ اور مارکیٹنگ منیجر بھائی محمد رمضان محمدی ہیں، اور وہ یہ کام بڑی خوش اسلوبی سے انجام دے رہے ہیں، جب کہ پرنٹنگ سے پہلے کا مرحلہ یعنی کمپوزنگ، سیٹنگ میں مختلف فونٹوں کا چناؤ، بھائی عبدالرؤف کے اعلیٰ ذوق کا پتہ دیتا ہے۔ الحمد للّٰہ علی ذٰلك .

فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ کے انتہائی شکر گزار ہیں جنہوں نے ہماری اس ادنیٰ سی کاوش پر تقریظ لکھ کر ہمیں حوصلہ بخشا، اور فضیلۃ الشیخ اس اعتبار سے بھی شکریہ کے لائق ہیں کہ وہ ہمارے ادارے کی سرپرستی کر رہے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ شیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ جیسی عظیم شخصیت کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر رکھے۔ آمین

اللہ تعالیٰ ہم سب کو برے اعمال کے ارتکاب سے بچنے، اور نیک اعمال کے کرنے کی توفیق بخشے، اور روزِ قیامت ہمیں اپنی خاص رحمت سے نواز کر جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین یا ربّ العالمین۔

وکتبہ

حافظ حامد محمود الخضری

ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی

❀❀❀❀

پہلا حصہ

باب نمبر 1

گناہ کی تعریف اور اقسام

گناہ کی تعریف:

اللہ اور رسول ﷺ کی نافرمانی اور حکم عدولی کا نام ''گناہ'' ہے، نیز جو بات آدمی کے سینے میں کھٹکے اور انسان اس پر لوگوں کی اطلاع کو ناپسند سمجھے تو اُسے بھی گناہ سے تعبیر کیا گیا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((اَلْاِثْمُ مَا حَاكَ فِی صَدْرِكَ وَكَرِهْتَ اَنْ یَّطَّلِعَ عَلَیْهِ النَّاسُ)) ❶

''گناہ وہ ہے جو تیرے سینے میں کھٹکے، اور تو ناپسند سمجھے کہ لوگ اُس پر مطلع ہوں۔''

گناہ کی اقسام:

گناہ کی دو قسمیں ہیں:

(۱) کبیرہ (۲) صغیرہ

1۔ گناہ کبیرہ:

گناہ کبیرہ کی تعریف یوں ہے: ''گناہ کبیرہ وہ گناہ ہے جو دنیا میں ''حد'' کا موجب ہو، یا آخرت میں اُس پر سخت وعید آئی ہو، یا اُس کے مرتکب کے ایمان کی نفی یا اُس پر لعنت کی گئی ہو، یا اُس گناہ پر سخت غصے کا اظہار کیا گیا ہو۔'' ❷

مذکورہ تعریف کی وضاحت:

ہم مذکورہ تعریف کو قرآنی آیات اور احادیث صحیحہ سے واضح کرتے ہیں۔

---

❶ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم : ٦٥١٦.

❷ تفسیر السعدی اُردو ترجمہ شدہ : ٥٠٨/١.

1: وہ گناہ جو دنیا میں ''حد'' کا موجب ہو، جیسے چوری کرنا کبیرہ گناہ ہے، اور اس کی حد کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۳۸﴾ (المائدة : ۳۸)

''چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کے ہاتھ کاٹ دیا کرو، یہ اُن کے کیے کا بدلہ اور اللہ کی طرف سے عذاب کے طور پر ہے، اور اللہ قوت و حکمت والا ہے۔''

2: یا آخرت میں اُس پر سخت وعید آئی ہو، جیسے چھپ کر کسی کی بات سننا، یہ بھی کبیرہ گناہ ہے، اور ایسے شخص کے بارے میں رسول کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((وَمَنِ اسْتَمْتَعَ اِلٰى حَدِيْثِ قَوْمٍ وَهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ اَوْ يَفِرُّوْنَ مِنْهُ صُبَّ فِي اُذُنِهِ الْآنُكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .)) [1]

''جو شخص کسی قوم کی بات سننے کے لیے کان لگائے، حالانکہ وہ اُس کے سننے کو برا جانتے ہوں، یا اُس سے بھاگتے ہوں تو قیامت کے روز اُس کے کان میں سیسہ ڈالا جائے گا۔''

3: یا کبیرہ گناہ کے مرتکب کے ایمان کی نفی ہو، جیسے امانت میں خیانت کرنا۔ یہ بھی کبیرہ گناہ ہے، اور اس بارے میں رسول اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهُ .)) [2]

''جس شخص میں امانت نہیں، اس کا ایمان نہیں۔''

اگرچہ یہاں نفی سے مقصود ''نفی کمال'' ہے، لیکن اس کے کبیرہ گناہ ہونے میں کسی کو

---

[1] صحيح بخاري، كتاب التعبير، رقم: ۷۰۴۲.

[2] مسند احمد: ۱۳۵/۳، رقم: ۲۳۸۳. شیخ ارناؤوط نے اسے ''حسن الاسناد'' کہا ہے۔

اختلاف نہیں۔

4: یا اُس پر لعنت کی گئی ہو، جیسے اپنے نفس پر یا کسی دوسرے پر ظلم کرنا، یہ بھی کبیرہ گناہ ہے، اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٨﴾﴾ (هود : ١٨)

''آگاہ رہیے کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔''

5: یا اُس گناہ پر سخت غضب و غصے کا اظہار کیا گیا ہو۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ لَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَ مَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ﴾ (طٰه : ٨١)

''ہم نے تمہیں جو عمدہ چیزیں روزی کے طور پر عطا کی ہیں، انہیں کھاؤ، اور اس بارے میں حد سے تجاوز نہ کرو، ورنہ تم پر میرا غضب نازل ہوگا۔''

قول وفعل میں تضاد کا ہونا، یہ بھی کبیرہ گناہ ہے، اور اللہ تعالیٰ کا اس بارے میں ارشاد ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ﴿٢﴾ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ﴿٣﴾﴾ (الصف : ٢-٣)

''اے ایمان والو! تم ایسی بات کیوں کہتے ہو جس پر خود عمل نہیں کرتے۔ یہ بات اللہ کو بہت ہی زیادہ ناپسند ہے کہ تم وہ بات کہو جس پر خود عمل نہیں کرتے۔''

2۔ گناہ صغیرہ:

گناہ صغیرہ، وہ گناہ ہیں جو نیک اعمال کرنے کی وجہ سے مٹا دیئے جاتے ہیں، یا دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیجیے کہ جن گناہوں کا کفارہ نیکیاں بن جاتی ہیں، اور جن گناہوں کا کفارہ نیکیاں نہیں بنیں، وہ کبیرہ ہیں، اور صغیرہ گناہوں پر اصرار سے صغیرہ گناہ بھی کبیرہ بن جاتے ہیں۔

یہاں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ بڑے اور چھوٹے گناہ میں اُصولی فرق کیا ہے؟ قرآن و

سنت میں غور کرنے سے چند چیزیں سامنے آتی ہیں جو کسی فعل کو بڑا گناہ بناتی ہیں، ہم انہیں ذیل کی سطور میں نقل کر رہے ہیں۔

1۔ کسی کی حق تلفی، خواہ وہ ذاتِ باری تعالیٰ ہو جس کا حق تلف کیا گیا ہے، یا والدین ہوں، یا دوسرے انسان، پھر جس کا حق جتنا زیادہ ہے، اُسی قدر اُس کے حق کو تلف کرنا زیادہ بڑا گناہ ہے۔ اسی بنا پر گناہ کو ''ظلم'' بھی کہا جاتا ہے، اور اسی بنا پر شرک کو قرآن میں ''ظلم عظیم'' بھی کہا گیا ہے۔

2۔ اللہ تعالیٰ سے بے خوفی جس کی بنا پر ایک آدمی اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی کی پروا نہ کرے، اور طغیانی و نافرمانی کے ارادہ سے جان بوجھ کر وہ کام کرے، جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے، اور عمداً اُن کاموں کو نہ کرے جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ یہ نافرمانی جس قدر زیادہ ڈھٹائی اور جسارت کی کیفیت اپنے اندر لیے ہوئے ہو گی، اُسی قدر گناہ بھی شدید ہو گا۔

اس معنی کے لحاظ سے گناہ کے لیے ''فسق'' اور ''معصیت'' کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

❀❀❀❀

باب نمبر 2

گناہوں کے اسباب،

علامات اور نقصانات

قارئین کرام! ہم گناہوں کے اسباب، علامات اور نقصانات امام ابن قیم رحمہ اللہ کی تالیف لطیف ''الجواب الکافی'' سے ملخصاً کچھ تبدیلی کے ساتھ نقل کر رہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے:

''یہ بات یقینی ہے کہ گناہ انسان کے حق میں انتہائی خطرناک اور مضر ہے۔ نیز اس میں بھی کوئی شک وشبہ نہیں کہ زہر گناہ انسان کے دل میں اسی طرح سرایت کرتا ہے، جس طرح کہ انسانی جسم میں خون سرایت کرتا ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ زہر جس درجے کا ہوتا ہے اس کا اثر بھی اُسی درجے کا ہوا کرتا ہے۔ کیا دنیا اور آخرت کی کوئی مصیبت، کوئی خرابی اور کوئی بربادی ایسی ہے، جس کا اصل سبب گناہ نہ ہو؟ سیّدنا آدم وحواء علیہما السلام کا جنت سے خروج کا سبب کیا بنا؟ اور وہ کون سی چیز تھی جس نے اُنہیں جنت کی نعمتوں اور اس کی لذتوں سے محروم کر کے ایک ایسے گھر میں، جو مستقل مصائب ومشاکل کی آماجگاہ ہے، پہنچایا؟''

گناہ اور اقوامِ عالم کی تباہی:

نیز ایسی کون سی چیز ہے جس نے کرۂ ارضی پہ رہنے والوں کو طوفان کے پانی سے غرق کر دیا، جس نے پہاڑوں کی چوٹیوں پر رہنے والوں کو بھی معاف نہ کیا؟

وہ کون سی چیز ہے، جس نے قومِ عاد پر ''بادِ صرصر (یخ بستہ ہوا)'' مسلط کر دی؟ جس

سے لوگ موت کا شکار ہو گئے، اور ان کے جُثّے ایسے پڑے رہ گئے، جیسے کھجوروں کے کھوکھلے تنے زمین پر گرے پڑے ہوں۔

اور وہ کون سی چیز ہے جس نے قومِ ثمود پر بادلوں کی گرج بھیجی کہ جس کی آواز سے اُن کے دل اور پیٹ شق ہو کر رہ گئے، اور سب کے سب مر گئے۔

وہ کون سی چیز تھی جس نے سیّدنا لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کی بستیوں کو آسمان کے قریب تک پہنچا دیا، پھر اُن بستیوں کو اس طرح پلٹ دیا کہ اوپر کی جانب کو نیچے اور نیچے کی جانب کو اوپر کر دیا، اور اُنہیں ایسی سزا دی گئی جو دنیا میں کسی دوسری قوم کو نہ دی گئی تھی۔ کیا اس قسم کا عذاب اہل ظلم سے دور رہ سکتا ہے؟

نیز امام ابن قیم رحمہ اللہ گناہ کی مذمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''ایسی کون سی چیز تھی جس نے بنی اسرائیل پر جابر اور ظالم لوگوں کو بھیج کر انہیں تباہ و برباد کروا دیا؟ اور اُن کے گھر، ساز و سامان اور اسباب سب غصب کر لیے گئے، اور اس قوم کو ایک بھیانک حالت سے دوچار ہونا پڑا، اور وہ یہ کہ اس قوم کے مرد قتل کر دیئے گئے، بچے اور عورتیں قید کر لی گئیں، شہروں کے شہر جلا کر خاکستر کر دیئے گئے اور مال و دولت سب کچھ غارت گری کی نذر ہو گئے۔ آخر وہ کون سی چیز تھی جس نے اس قوم کو مختلف قسم کے عذابوں اور سزاؤں میں مبتلا کیا؟ کبھی اسیری کی صورت میں، تو کبھی قتل و غارت کی صورت میں، اور کبھی جابر اور ظالم لوگوں کی صورت میں، چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَن يَسُومُهُمْ سُوءَ الْعَذَابِ﴾

(الاعراف: ۱٦٧)

''وہ (اللہ) قیامت تک اُن پر ایسے شخص کو ضرور مسلط کرتا رہے گا جو اُنہیں سخت عذاب دیا کرے گا۔''

گناہ کی مذمت میں رسول اللہ ﷺ کے چند ارشاداتِ گرامی:

(1) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ! وَخَمْسُ خِصَالٍ إِذَا أُبْتُلِيْتُمْ بِهِنَّ، وَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ أَنْ تُدْرِكُوْهُنَّ: مَا ظَهَرَتِ الْفَاحِشَةُ فِيْ قَوْمٍ حَتّٰى اَعْلَنُوْا بِهَا، اِلَّا اُبْتِلُوْا بِالطَّوَاعِيْنَ وَالْأَوْجَاعِ الَّتِيْ لَمْ تَكُنْ فِيْ اَسْلَافِهِمُ الَّذِيْنَ مَضَوْا، وَلَا نَقَصَ قَوْمٌ الْمِكْيَالَ اِلَّا ابْتُلُوْا بِالسِّنِيْنِ وَشِدَّةِ الْمَؤُنَةِ وَجَوْرِ السُّلْطَانِ، وَمَا مَنَعَ قَوْمٌ زَكٰوةَ اَمْوَالِهِمْ، اِلَّا مُنِعَ الْمَطَرُ مِنَ السَّمَآءِ، وَلَوْلَا الْبَهَائِمُ لَمْ يُمْطَرُوْا، وَلَا خَضَرَ قَوْمٌ الْعَهْدَ اِلَّا سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ، فَاَخَذُوْا بَعْضَ مَا فِيْ اَيْدِيْهِمْ، وَمَا لَمْ تَحْكُمْ اَئِمَّتُهِمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ، اِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ.)) [1]

''اے مہاجرین کی جماعت! پانچ خصلتوں سے (بچنے کے لیے) میں تمہارے حق میں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں۔ (۱) جس قوم میں فحاشی پھیل جائے اور اس کا ارتکاب اعلانیہ طور پر ہو، تو اللہ تعالیٰ اُن میں طاعون اور ایسی دوسری بیماریاں بھیج دیتا ہے جو اُن کے اسلاف میں نہیں پائی جاتی تھیں۔ (۲) جو لوگ پیمائش اور تول میں کمی کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ اُنہیں قحط سالی اور معاشی پریشانی میں مبتلا کر دیتا ہے اور ظالم بادشاہ اُن پر مسلط کر دیتا ہے۔ (۳) جو لوگ اپنے اموال کی زکوٰۃ دینا بند کر دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش برسانا روک دیتا ہے اور اگر چوپائے نہ ہوتے تو اُن کے لیے بارش کبھی بھی نہ برستی۔

[1] سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، رقم: ٤٠١٩ ـ سلسلة الصحيحة، رقم: ١٠٦.

(۴) جو لوگ خلافِ عہد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن پر باہر سے (کوئی) دشمن مسلط کر دیتا ہے جو اُن کی مملوکہ چیزوں میں سے بعض چیزوں کو چھین لیتا ہے۔ (۵) ایسے لوگوں کے ائمہ دینِ الٰہی اور کتابِ الٰہی پر عمل پیرا ہونا ترک کر دیتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ اُن کے درمیان نزاع پیدا کر دیتا ہے۔''

(2) غیبت کرنے والوں کی مذمت کرتے ہوئے رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:

((لَـمَّـا عُرِجَ بِیْ مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ يَخْمُشُونَ وُجُـوهَهُـمْ وَصُـدُوْرَهُـمْ فَـقُـلْتُ: مَنْ هٰؤُلَآءِ يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ لُحُومَ النَّاسِ وَيَقَعُونَ فِي أَعْرَاضِهِمْ)) [1]

''جب مجھے معراج کرائی گئی تو مجھے ایسے لوگوں پر سے گزارا گیا، جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اُن سے اپنے منہ اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ چنانچہ میں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ وہ لوگ ہیں جو انسانوں کا گوشت کھایا کرتے تھے یعنی غیبت کرتے اور ان کی آبرو ریزی کرتے تھے۔''

معلوم ہوا کہ غیبت کرنا بھی بہت بڑا گناہ ہے جو انسان کو واصل جہنم کر دیتا ہے۔

گناہوں کے اسباب:

وہ اسباب و وجوہ جن کی وجہ سے انسان گناہوں کی دلدل میں پھنس جاتا ہے، اور اُسی دلدل میں پھنسے ہوئے آخرکار ہمیشہ کے لیے تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ ہم ذیل کی سطور میں ان اسباب کو نقل کر رہے ہیں۔ عام طور پر گناہ کے تین سبب ہیں:

(۱) عورت (۲) مال و دولت (۳) ملکیت زمین

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الادب، رقم: ٤٨٧٨. علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

پہلا سبب، عورت:

انسان کے گناہ کرنے میں ''عورت'' ایک بنیادی سبب ہے، وہ اس طرح کہ آدمی اپنی پسند کی عورت کو حاصل کرنے کے لیے بڑے بڑے سنگین جرائم کا ارتکاب کرتا ہے، یہاں تک کہ بعض اوقات بات اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ وہ کسی آدمی کو موت کے گھاٹ اُتار دیتا ہے۔ اس کے علاوہ اخلاقی مرض تو بنیادی چیز ہے، چنانچہ فتنۂ عورت سے متعلق نشان دہی کرتے ہوئے نبی مکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میں دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد اپنی اُمت کے مردوں کے لیے سب سے مضر فتنہ عورتوں کا فتنہ دیکھ رہا ہوں۔'' [1]

بہر حال عورت کو حاصل کرنے کے لیے ہر قسم کے جائز اور ناجائز، اخلاقی اور غیر اخلاقی اسباب و ذرائع اختیار کیے جاتے ہیں، قصہ مختصر کہ کسی نہ کسی طرح عورت کو اپنا مقصدِ حیات بنالیا جاتا ہے، اور اس مقصد کے حصول کے لیے اپنا تن، من اور دھن قربان کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ایسے لوگوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِىءٍ مَا نَوٰى ، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلٰى دُنْيَا يُصِيبُهَا اَوْ إِلٰى امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلٰى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ .)) [2]

''(تمام) اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، اور ہر عمل کا نتیجہ ہر انسان کو اُس کی نیت کے مطابق ملے گا۔ پس جس کی ہجرت دولت اور دنیا حاصل کرنے کے لیے ہو یا کسی عورت سے شادی کی غرض سے ہو۔ اُس کی ہجرت اُنہی چیزوں کے لیے ہوگی جن کے حصول کی نیت سے اُس نے ہجرت کی ہے۔''

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الرقاق، رقم: ٦٩٤٥.

[2] صحيح بخاري، كتاب بدء الوحى، رقم: ١.

دوسرا سبب، مال و دولت:

انسان کے گناہ کرنے کا دوسرا سبب ''مال و دولت'' ہے، وہ اس طرح کہ انسان زیادہ مال دار بننے کی غرض سے ہر وہ ذریعہ اپناتا ہے کہ جس سے وہ دولت کی دیوی کو اپنے قابو میں لا سکے۔ اُس کے لیے چاہے تو اُسے کسی کا خون کرنا پڑے، کسی کو نقصان و ضرر پہنچانا پڑے، کسی کا حق غصب کرنا پڑے، کسی پر ظلم و تشدد ڈھانا پڑے، چوری کرنا پڑے، ڈاکہ ڈالنا پڑے یا اور کوئی صورت اختیار کرنا پڑے۔

الغرض وہ ایک دم مالدار اور سرمایہ دار بننے کے لیے ہر وہ گناہ کرنے کو تیار ہوتا ہے جو اُس کے قوتِ بازو میں ہو۔

تیسرا سبب، ملکیت زمین:

انسان کے گناہ کرنے کا تیسرا سبب'' ملکیت زمین'' ہے۔ انسان ہمیشہ اس حرص میں مبتلا رہتا ہے کہ زمین زیادہ سے زیادہ اُس کی ملکیت میں ہو، ساتھ میں اُسے یہ حرص بھی رہتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ زمین کے ٹکڑے پر اس کی حاکمیت قائم ہو، اور اس کی ملکیت میں دوسرا کوئی شریک نہ ہو، نیز وہ چاہتا ہے کہ اگر وہ ایک ایکڑ زمین کا مالک ہے تو ایک سوا یکڑ زمین کا مالک بن جائے، اور اگر ایک سوا یکڑ زمین کا مالک ہے تو ایک ہزار ایکڑ زمین کا مالک بن جائے، تاکہ وہ خوب موج مستی، عیش و آسائش اور ٹھاٹھ کے ساتھ زندگی گزارے۔

اگر گناہ کے ان اسباب کو مختصر لفظوں میں بیان کیا جائے، تو اُس کے لیے وہ واقعہ انتہائی مفید ہوگا جو کفارِ مکہ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان پیش آیا اور وہ یہ ہے کہ؛

''کفارِ مکہ نے نبی مکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو لالچ دیا کہ اگر وہ مال و دولت کے خواہش مند ہیں تو ہم ساری کی ساری دولت آپ کے قدموں میں لا کر رکھ دیتے ہیں۔ اور اگر وہ کسی حسین و جمیل عورت کے متمنی ہیں تو جس عورت کی طرف آپ اشارہ کریں گے ہم اسے آپ کے نکاح میں دینے کے لیے تیار

ہیں۔ اور اگر سرزمین مکہ کی بادشاہت کے خواہش مند ہیں تو ہم آپ کو اپنا بادشاہ تسلیم کرنے کے لیے تیار ہیں، لیکن ایک شرط پر، وہ یہ کہ آپ ہمارے معبودوں کو کچھ نہ کہیں، نہ اُن کو جھٹلائیں اور نہ یہ کہیں کہ وہ کچھ کرنے سے عاجز ہیں، لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے کفارِ مکہ! سن لو! اگر تم میرے دائیں ہاتھ پر چاند اور بائیں ہاتھ پر سورج لا کر رکھ دو تو پھر بھی میں اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کرنے سے نہیں رکوں گا۔ یہ تمہاری خام خیالی ہے کہ تم مجھے ایسا لالچ دے کر توحید کی آواز بلند کرنے سے روک دو گے۔''

لہٰذا رسول اللہ ﷺ کا اعلان حق تھا کہ میں برائیوں کے خلاف آخر دم تک لڑتا رہوں گا، خواہ نتائج کچھ بھی ہوں۔

ارشادِ ربانی سے گناہ کے چند اسباب:

گناہ کے دیگر چند بنیادی اسباب کی نشان دہی کرنے کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں:

﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَ الْبَنِيْنَ وَ الْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَ الْفِضَّةِ وَ الْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَ الْاَنْعَامِ وَ الْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿۱۴﴾﴾

(آل عمران: ١٤)

''لوگوں کے لیے خواہشات کی محبت خوبصورت بنادی گئی ہے، یعنی عورتوں کی محبت، بیٹوں کی محبت، سونے اور چاندی کے جمع کیے ہوئے خزانوں کی محبت، نشان زدہ گھوڑوں، چوپایوں اور کھیتی کی محبت۔ یہ ساری چیزیں دُنیاوی زندگی کا سامان ہیں، اور اچھا ٹھکانہ تو اللہ ہی کے پاس ہے۔''

اس آیت مبارکہ میں ایسی نعمتوں کا بیان ہوا ہے، جن کے حصول کے لیے انسان اپنے

خالق و مالک کو بھول کر گناہوں کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے، اور وہ درج ذیل ہیں:

(۱) عورتیں۔

(۲) اولادِ نرینہ۔ یعنی بیٹے۔

(۳) سونے اور چاندی کے جمع کردہ خزانے، بینک بیلنس وغیرہ۔

(۴) نشان دار گھوڑے اور عالی شان گاڑیاں۔

(۵) مال مویشی۔

(۶) کھیتی باڑی۔

گناہوں کی علامات

دولت کی کثرت گناہوں کی ایک علامت:

نافرمان آدمی کے پاس دولت کی کثرت، گناہوں کی ایک علامت ہے۔ چنانچہ سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا رَأَيْتَ اللّٰهُ يُعْطِيْ الْعَبْدَ مِنَ الدُّنْيَا عَلَى مَعَاصِيْهِ مَا يُحِبُّ فَإِنَّمَا هُوَ اِسْتِدْرَاجٌ ، ثُمَّ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ﴿ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ۭ حَتّٰى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ○ ﴾ (الانعام: ٤٤) .)) [1]

''جب تم دیکھو کہ اللہ ربّ العزت کسی بندے کو اُس کے گناہوں کے باوجود، اُس کی تمنا کے مطابق دنیاوی نعمتوں سے مالا مال کر رہا ہے تو سمجھ لینا کہ یہ اللہ ربّ العزت کی جانب سے مہلت ہے۔ پھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: '' پھر جب انھوں نے اُس چیز کو بھلا دیا جس کے ذریعہ

[1] مسند احمد: ٤/ ١٤٥، رقم: ١٧٣١١۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ٤١٣.

اُنہیں اللہ کی یاد دلائی گئی تھی، تو ہم نے اُن پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے، یہاں تک جب وہ اُن چیزوں پر جو اُنہیں دی گئیں تھیں، خوب خوش ہونے لگے تو ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا، پھر حسرت ویاس اُن کی قسمت بن گئی۔''

بعض سلف صالحین رحمہم اللہ کا کہنا ہے: ''جب تو مشاہدہ کرے کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر مسلسل اپنی نعمتیں نازل کر رہا ہے، اور تو اُس کی نافرمانی پر قائم ہے تو پھر تم ہوشیار ہو جاؤ، کیونکہ یہی اُس کی طرف سے مہلت ہے، جس کے ذریعہ وہ تمہیں ڈھیل دے رہا ہے۔''

مزید برآں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ لَوْلَآ اَنْ یَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ یَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُیُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّ مَعَارِجَ عَلَیْهَا یَظْهَرُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَ لِبُیُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّ سُرُرًا عَلَیْهَا یَتَّكِـُٔوْنَ ﴿۳۴﴾ وَ زُخْرُفًا ؕ وَ اِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ؕ وَ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِیْنَ ﴿۳۵﴾﴾ (الزخرف: ۳۳-۳۵)

''اور اگر ایسا نہ ہوتا کہ سارے لوگ ایک ہی جماعت ہو جائیں گے، تو ہم رحمٰن کا انکار کرنے والوں کے گھروں کی چھتیں چاندی کی بنا دیتے اور سیڑھیاں بھی، جن کے ذریعہ وہ بالا خانوں پر چڑھتے، اور اُن کے گھروں کے دروازے بھی، اور تخت بھی جن پر وہ ٹیک لگاتے اور سونے کے بنے دیگر اسباب زینت دیتے، اور یہ تمام چیزیں محض دنیاوی زندگی کا فائدہ ہیں، اور آخرت کی نعمتیں، آپ کے ربّ کے پاس صرف اُس سے ڈرنے والوں کے لیے ہیں۔''

ایک اور مقام پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن لوگوں کا ردّ فرمایا ہے جو یہ گمان کرتے ہیں کہ دنیاوی نعمتیں اُنہیں اُن کی اپنی محنت اور عزت وتوقیر کی وجہ سے میسر ہو رہی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ

وَنَعَّمَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ۝ وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ۝ ﴾ (الفجر : ١٤ ـ ١٦)

''بے شک آپ کا ربّ گھات میں ہے، لیکن انسان کو جب اس کا ربّ آزماتا ہے، پس اُسے عزت دیتا ہے اور اُسے نعمت سے نوازتا ہے، تو (وہ) کہتا ہے کہ میرے ربّ نے میرا اکرام کیا ہے۔ اور جب اُس کو آزماتا ہے تو اُس کی روزی تنگ کر دیتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے ربّ نے مجھے ذلیل ورسوا کر دیا۔''

معلوم ہوا کہ آزمائش وابتلا دو طرح سے ہوسکتی ہے:

اوّل: نعمتوں کی کثرت کے ساتھ

دوم: رزق کی تنگی کے ساتھ

لیکن یہ ضروری نہیں کہ جس شخص کے رزق میں کثرت وفراخی عطا کر دی گئی ہو، وہ کوئی اونچی شخصیت تھی، اُس سے کوئی حساب وکتاب نہیں لیا جائے گا، اور جس کے لیے رزق کے دروازے بند کر دیئے گئے ہوں اور رزق تنگ کر دیا گیا ہو، اُس کی تذلیل ہوگئی، بلکہ جس شخص کو زیادہ نعمتوں سے نوازا گیا، وہ نعمتوں کی کثرت اور رزق کی فراخی کے ساتھ آزمائش میں مبتلا کر دیا گیا، اور جس پر رزق کے دروازے بند کر دیئے گئے اُس سے رزق کی کمی کے سبب شاید بخش دیا جائے۔

قارون کو اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا مال دار بنایا تھا، اور یہی اس کے کفر وطغیانی کا سبب تھا، اور کبر کی انتہا کو پہنچ چکا تھا، اور کہتا تھا کہ میں نے یہ دولت اپنے زورِ بازو سے حاصل کی ہے۔ کہتے ہیں کہ اس نے اظہارِ کبر کے لیے غیروں کے مقابلے میں کپڑا ایک بالشت لمبا بنا لیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اس کی اس کافرانہ بات کا یہ جواب دیا کہ اگر طاقت اور مال اللہ کے نزدیک فضیلت کا سبب ہوتا تو گزشتہ زمانوں میں بہت سی قوموں کو اللہ ہلاک نہ کر دیتا، جو

قارون سے زیادہ طاقتور اوراس سے زیادہ مال دار تھیں، کثرتِ معاصی اور کثرتِ جرائم کے سبب جب کسی قوم کے ہلاک کیے جانے کا فیصلہ ہو جاتا ہے تو انہیں مہلت نہیں دی جاتی ہے، اوران سے پوچھا نہیں جاتا ہے کہ انہوں نے وہ گناہ کیوں کیے تھے، اوران کے پاس کیا عذر ہے؟ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ ؕ اَوَ لَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّ اَكْثَرُ جَمْعًا ؕ وَ لَا يُسْئَلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝۷۸ ﴾ (القصص : ۷۸)

''اس (قارون) نے کہا، یہ مال و جائیداد مجھے اپنے علم وصلاحیت کے ذریعہ ملی ہے۔ کیا اسے یہ بات معلوم نہیں تھی کہ اللہ نے اس سے پہلے بہت سی ایسی قوموں کو ہلاک کر دیا جو اس سے زیادہ طاقتور اورزیادہ مال و جائیداد والی تھیں، اورمجرموں سے ان کے گناہوں کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا۔''

مال وزر، مدح وثنا اورستر پوشی میں گناہوں کی علامت:

سلف صالحین رحمہم اللہ کا کہنا ہے: ''بعض اوقات نعمت الٰہیہ سے مالا مال آدمی کو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) مہلت دی جارہی ہوتی ہے، مگر وہ اس بات سے (بالکل) بے خبر ہوتا ہے، ٹھیک اسی طرح بعض اوقات آدمی کو لوگوں کی طرف سے مدح وثنا کے ساتھ فتنہ میں مبتلا کیا جارہا ہوتا ہے، لیکن اُسے اس بات کا احساس وادراک تک نہیں ہوتا۔''

علاوہ ازیں بعض اوقات اللہ کی جانب سے اُس آدمی کو ستر پوشی کے ساتھ فریب اور دھوکے میں رکھا جارہا ہوتا ہے، لیکن اُسے اس بات کا علم تک نہیں ہوتا۔

معلوم ہوا کہ ایسے حساس مواقع پر اللہ کے بندے کو چاہیے کہ کثرت سے استغفار کرے اورساتھ ساتھ نیک کاموں میں کشادہ دلی سے خرچ کرے۔

آخر زمانہ میں خطا کار لوگوں کی علامات:

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''جب قیامت قریب ہوگی تو اُس وقت نیک اور صالح لوگوں کی قدر نہیں کی جائے گی، بلکہ شرارتی قسم کے لوگوں کی تعظیم ہوگی۔ باتیں زیادہ کی جائیں گی، مگر عمل کم ہوگا، اور لوگ کتاب اللہ کو چھوڑ کر کثرت سے ناول پڑھیں گے، اُن میں کوئی اُن سے نفرت کرنے والا نہ ہوگا۔'' [1]

کفار سے دوستی کرنا بھی خطا کاروں کی ایک علامت:

کفار سے دوستی و مصاحبت کرنا گنہگار لوگوں کی علامت ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:
﴿تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝﴾

(المائدة: ٨٠)

''آپ ان میں سے بہت سوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ اہل کفر کو اپنا دوست بناتے ہیں، اُنھوں نے اپنے لیے جو کچھ آگے بھیج رکھا ہے وہ بہت برا ہے، اللہ اُن سے ناراض ہوا، اور وہ ہمیشہ کے لیے عذاب میں رہیں گے۔''

نیز ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:
﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَاۗءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝﴾ (المائدة: ٥١)

''اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست مت بناؤ، وہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں، اور تم میں سے جو کوئی اُنھیں اپنا دوست بنائے گا، وہ بے

[1] مستدرك حاكم: ٤ / ٥٠٢۔ امام حاکم، اور امام ذہبی نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔

شک انہی میں سے ہو جائے گا۔ بے شک اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا ہے۔''

جہاں تک حقوق کی بات ہے وہ کفار تو کیا، اسلام جانوروں کو بھی دیتا ہے۔ حقوق و فرائض کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ہماری مرتب کردہ کتاب ''اسلام کا نظام حقوق وفرائض''۔

انسان کے دل پر گناہ کی ایک علامت:

سیّدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ الْـعَبْدَ إِذَا أَخْطَأَ خَطِيْئَةً نُكِتَتْ فِيْ قَلْبِهِ نُكْتَةٌ سَودَاءُ ، فَإِذَا هُوَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ وَتَابَ صُقِلَ قَلْبُهُ وَإِنْ عَادَ زِيْدَ فِيْهَا حَتَّى تَعْلُوَ عَلَى قَلْبِهِ ، وَهُوَ الرَّانُ الَّذِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ: ﴿ كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلَىٰ قُلُوْبِهِمْ مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴾ (المطففين: ١٤) .)) [1]

''یقیناً مؤمن آدمی جب کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو اُس کے دل پر ایک سیاہ نشان پڑ جاتا ہے، اگر وہ آدمی توبہ واستغفار کر لے تو اُس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور اگر گناہ کثرت سے کرتا چلا جائے تو یہ سیاہ نشان (بھی) بڑھتا چلا جاتا ہے، حتی کہ اُس آدمی کے دل پر وہ غالب آ جاتا ہے۔

پس یہی وہ زنگ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر کیا ہے: [ہرگز نہیں، بلکہ اُن کی بداعمالیوں کی سیاہی اُن کے دلوں پر چڑھ گئی ہے۔'']

بعض سلف صالحین کا کہنا ہے: ''گناہ کفر تک ٹھیک اُسی طرح پہنچا دیتے ہیں، جس طرح بوس و کنار سے ہم آغوش ہونے کی، گانا سننے سے زنا کی، نظر سے عشق کی اور کسی مرض سے موت کی ڈاک آتی ہے۔''

❀❀❀❀

---

[1] مسند احمد: ٣/٢٩٧۔ سنن ترمذی، ابواب التفسیر، رقم: ٣٣٣٤۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ١٦٧٠.

باب نمبر 3

گناہوں کے نقصانات

گناہ انسان کے لیے انتہائی مضر اور خطرناک ہے، بلکہ انسان کی تباہی و بربادی کا سب سے بڑا اور قریبی راستہ ہے، لہٰذا جو شخص گناہ اور نافرمانی کا ارتکاب کرتا ہے، اُسے معاشرتی، معاشی، عملی اور سماجی نقصانات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ ان نقصانات کی فہرست تو خاصی طویل ہے، لیکن ہم یہاں سہولت کے لیے کچھ نقصانات درج کیے دیتے ہیں۔ (ان شاء اللہ)

(1) گناہ پر اصرار کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے محبت میں کمی:

گناہوں کے ارتکاب سے انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلالت اور مودت و محبت کم ہو جاتی ہے، اور جس طرح ایک انسان کے دل میں عظمت الٰہی اور محبت الٰہی ہونی چاہیے تھی وہ بالکل ختم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اگر دل میں اللہ تعالیٰ کی ہیبت ہوتی تو وہ کبھی بھی نافرمانی کی جرأت نہ کرتا۔ لہٰذا جو لوگ گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں، وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ اور اُس کے اوامر و نواہی کی کوئی عظمت و توقیر نہیں کرتے، اور جو لوگ اللہ کے اوامر و نواہی کی قدر و توقیر نہیں کرتے، وہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم نہیں کر سکتے۔

حقیقت یہ ہے کہ انسان کے دل میں جس قدر اللہ تعالیٰ کے لیے محبت ہوگی، اُسی قدر وہ اُس کی اطاعت کرے گا، جس قدر اُس کے دل میں خوف الٰہی ہوگا، اُسی قدر وہ اُس سے ڈرے گا گے۔ اور جو لوگ اللہ کو بھلا دیتے ہیں، اُسی طرح اللہ تعالیٰ اُنھیں بھلا دیتا ہے۔ اور جو لوگ دین الٰہی کو رسوا کرتے ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ اُنہیں رسوا کر دیتا ہے، اور جسے اللہ رسوا کر دے، اُسے کوئی عزت نہیں بخش سکتا۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَ مَنۡ یُّہِنِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنۡ مُّکۡرِمٍ ؕ﴾ (الحج : ۱۸)

''اور جسے اللہ رسوا کردے اُسے کوئی عزت نہیں دے سکتا۔''

جب لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہونے سے جی چرائیں، اور اس سجدہ کے حکم کی بے قدری کا مظاہرہ کریں، تو ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ ذلیل کر کے رکھ دیتے ہیں۔

یہ گناہوں کا پہلا اور سب سے بڑا نقصان ہے جو انسان کے دل سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور عظمت وتوقیر قطعاً ختم کردیتا ہے۔ اور آخر اُسے ہمیشہ کے لیے ناکام اور نامراد بنا دیتا ہے۔

(2) علم سے محرومی:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ ہے کہ گنہگار آدمی علم سے محروم ہوجاتا ہے۔ علم ایک روشنی ہے جو انسان کے دل سے ختم ہوجاتی ہے، چنانچہ جب امام شافعی رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ کے ہاں علم حاصل کرنے کی غرض سے حاضر ہوئے، اور ان سے درس لینے لگے، تو ان کی ذہانت وفطانت، اور فہم وادراک کی فراوانی نے امام مالک رحمہ اللہ کو انتہائی تعجب میں ڈال دیا۔

چنانچہ امام مالک رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ کو نصیحت فرمانے لگے:

((إِنِّيْ أَرَى اللّٰهَ تَعَالىٰ اَلْقٰى عَلىٰ قَلْبِكَ نُورًا فَلَا تُطْفِئْهُ بِظُلْمَةِ الْمَعْصِيَّةِ .))

''میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل کو نور بصیرت عطا کیا ہے، پس تم اُسے معاصی کی ظلمت سے بجھا نہ دینا۔''

(3) رزق سے محرومی:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ انسان بابرکت رزق سے محروم کردیا جاتا ہے، چنانچہ سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيبُهُ .)) [1]

[1] سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، رقم: ٤٠٢٢۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''حسن'' کہا ہے۔ مسند احمد: ٥/٢٧٧.

''یقیناً گناہ کے سبب آدمی رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔''

دراصل رزق کی وسعتیں اس کے وافر مقدار ہونے کی وجہ سے نہیں ہیں، بلکہ وسعت رزق تو یہ ہے کہ اس میں برکت پیدا ہو۔

دوسری بات یہ کہ گناہ اور نافرمانی کے سبب برکاتِ رزق ختم ہو جاتی ہیں، بلکہ سلب ہو جاتی ہیں، وہ اس لیے کہ گناہ اور گنہگار دونوں پر شیطان کا تسلط ہو جاتا ہے اور اس طرح وہ ان پر حکومت قائم کر بیٹھتا ہے۔ اور یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ شیطان کی دوستی جس شخص کو بھی حاصل ہوگی، اُس سے برکت سلب کر لی جائے گی۔

(4) حیاء کا ختم ہو جانا:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ جو شخص گناہ پر اصرار کرے، اُس کی حیا ختم ہو جاتی ہے، کیونکہ حیاء ہر قسم کی خیر اور بھلائی کی اصل اور منبع ہے، لہٰذا جب حیاء ختم ہوگی تو گویا ہر قسم کی خیر اور بھلائی ختم ہوگی۔ چنانچہ سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْحَیَاءُ خَیْرٌ کُلُّهُ .)) [1]

''حیاء سارے کی ساری بھلائی ہے۔''

نیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِيْ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ .)) [2]

''جب تو حیا (کرنا) چھوڑ دے تو جو چاہے سو کر گزر۔''

(5) دل میں گھبراہٹ کا پیدا ہونا:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ خطا کار آدمی کے دل میں

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ١٥٧.

[2] سنن ابی داؤد، کتاب الادب، رقم: ٤٧٩٧۔ اس روایت کو علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔

اپنی غلطیوں اور سیاہ کاریوں کی بدولت گھبراہٹ سی پیدا ہو جاتی ہے، جو اسے ہر قسم کے آرام و سکون اور لذتوں سے محروم کر دیتی ہے، بلکہ اُسے بے چین و بے قرار بنا دیتی ہے۔ پس اس وحشت و گبھراہٹ سے محفوظ رہنے کے لیے گناہوں کو چھوڑ نا انتہائی مفید ہے۔

بعض اہل علم سے کسی نے اپنی قلبی گھبراہٹ کی شکایت کی، تو اُنھوں نے فرمایا: ''جب تم گناہوں کی وجہ سے قلبی گھبراہٹ میں مبتلا ہوتے ہو تو گناہ ترک کیوں نہیں کر دیتے؟ جب تم گناہ چھوڑ دو گے تو تمھیں اللہ تعالیٰ سے پیار ہو جائے گا۔''

(6) دل و جان میں کمزوری کا آ جانا:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ گنہگار آدمی کا دل و جان گناہوں کے سبب کمزور پڑ جاتے ہیں۔

جسم کی کمزوری کی حقیقت یہ ہے کہ اہل ایمان کی طاقت وقوت کا انحصار اِس کے دل کی طاقت وقوت پر ہوتا ہے۔ جب اہل ایمان کا دل طاقت ور اور قوی ہو، تو ان کا جسم خود بخود طاقت ور اور پختہ ہوگا۔ جبکہ گنہگار آدمی کا حال اس سے بالکل مختلف ہوتا ہے، اگر چہ وہ جسم کے اعتبار سے کتنا ہی طاقت ور اور مضبوط کیوں نہ ہو، لیکن حقیقتاً وہ بزدل اور کمزور ہوتا ہے اور ضرورت کے وقت اُس کی جسمانی قوت بالکل بے کار ثابت ہوتی ہے اور جان کے تحفظ کے موقع پر اس کی تمام تر قوتیں اس سے بے وفائی کر جاتی ہیں۔ جیسا کہ اہل فارس اور اہل روم کے واقعہ سے واضح ہے کہ وہ انتہائی طاقت ور اور مضبوط تھے، لیکن عین تحفظ کے موقع پر اُن کی قوتوں نے ان کے ساتھ کیسی بے وفائی برتی، اور اہل ایمان نے اپنی قوتِ ایمانی اور جسم وقلب کی طاقت سے ان پر کس طرح غلبہ حاصل کر لیا۔

(7) بر و بحر اور کائنات میں فساد کا رونما ہونا:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ خطۂ ارضی پر مختلف قسم کی آفتوں اور مصیبتوں کا نزول ہوتا ہے، جو آدمی کے گناہ اور نافرمانی کے سبب اللہ تعالیٰ زمین

پر بھیجتا ہے۔ پانی، ہوا، زراعت، پھلوں اور آبادیوں پر آفتیں اور مصیبتیں آجاتی ہیں، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٤١﴾﴾ (الروم: ٤١)

''خشکی اور تری میں فساد پھیل گیا ہے اُن گناہوں کی وجہ سے جو لوگوں نے کیے ہیں، تا کہ اللہ ان کو ان کے بعض بداعمالیوں کا مزہ چکھائے، شاید کہ وہ (اپنے رب کی طرف) رجوع کریں۔''

اور امام مجاہد رحمہ اللہ کا قول ہے: ''ظالم حاکم جب ظلم اور فساد شروع کر دیتا ہے تو برسات کا سلسلہ روک دیا جاتا ہے، کھیتیاں اور نسلیں تباہ ہو جاتی ہیں، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کو ظلم اور فساد پسند نہیں۔''

(8) دل کی بصیرت کا ختم ہو جانا:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ گناہ گار آدمی کا دل بصیرت سے خالی اور اندھا ہو جاتا ہے۔ گناہ اگر دل کو بالکل اندھا نہیں کرتا تو کم از کم دل کی بصیرت کو کمزور ضرور کر دیتا ہے۔ جب دل اندھا اور کمزور ہو جائے تو انسان ہدایت کی معرفت سے محروم ہو جاتا ہے اور ایسا شخص نہ تو اپنی ذات پر حق کو نافذ کر سکتا ہے اور نہ کسی دوسرے پر، بلکہ اس میں حق کو نافذ کرنے کی قوت ہی مفقود ہو جاتی ہے، یعنی وہ ایک کھوکھلا جسم ہو کے رہ جاتا ہے، بس اُس میں نہ ایمان کی حرکت ہوتی ہے اور نہ عمل صالح کی قوت۔

(9) گنہگار کا نگاہِ الٰہی میں گر جانا:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ گنہگار آدمی اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں گر جاتا ہے، بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کی نگاہ ہی میں نہیں، بلکہ پوری مخلوق کی نگاہ میں بھی گر جاتا ہے، اور ایسے شخص کی عزت بالکل ختم ہو جاتی ہے، کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی

کرتا ہے، وہ اُس کی نگاہ اور اُس کے بندوں کی نگاہ دونوں میں گر جاتا ہے، اور مقام ومرتبہ صرف اور صرف اُس شخص کا بڑھتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے۔جس شخص کی اطاعت اور بندگی جس قدر ہوگی، اُسی قدر اُس کے مقام ومرتبہ میں اضافہ وترقی ہوگی۔مثال کے طور پر ایک شخص صرف فرضی عبادات ادا کرتا ہے اور سنن ونوافل ترک کر دیتا ہے۔جبکہ دوسرا شخص فرضی عبادت کے ساتھ ساتھ سنن ونوافل کا بھی پورا پورا اہتمام کرتا ہے،تو اللہ تعالیٰ کے ہاں ان دو شخصوں میں سے پہلے کی نسبت دوسرا شخص زیادہ مقام ومرتبے والا ٹھہرے گا۔

(10) ملائکہ کی دعا سے محرومی:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ گنہگار آدمی ملائکہ کی دعا سے محروم ہوجاتا ہے۔قرآن میں مومنین کے حقوق میں دعائے ملائکہ کا یوں تذکرہ ہوا ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَ مَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّ عِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَ اتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝ رَبَّنَا وَ اَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ؕ
اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ؕ﴾

(المومن: ۷۔۹)

''جو فرشتے عرش اٹھائے ہوئے ہیں،اور جو فرشتے اُس کے گرد جمع ہیں، یہ سب اپنے رب کی پاکی بیان کرتے ہیں، اور اس پر ایمان رکھتے ہیں، اور ایمان والوں کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں، (کہتے ہیں:) اے ہمارے رب! تو اپنی رحمت اور علم کے ذریعہ ہر چیز کو محیط ہے، پس تو اُن لوگوں کو معاف کر دے،

جنھوں نے توبہ کی، اور تیری راہ کی پیروی کی، اور تو انہیں جہنم کے عذاب سے نجات دے۔ اے ہمارے رب! اور تو اُنہیں ہمیشہ رہنے والے باغات میں داخل کر دے، جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے، اور اُن لوگوں کو بھی تو اُن جنتوں میں داخل کر دے جو اُن کے باپ دادوں، بیویوں اور اولاد میں سے نیک ہوں۔ تو بے شک زبردست بڑی حکمت والا ہے، اور تو اُنہیں گناہوں سے بچالے۔''

مذکورہ بالا آیت سے معلوم ہوا کہ ملائکہ کی یہ دعا ایمان والوں کے لیے ہے جو مذکورہ بالا صفات سے متصف اور ساتھ ساتھ قرآن وسنت کی اتباع کرنے والے ہوں۔ البتہ جن لوگوں میں یہ خوبیاں نہ پائی جاتی ہوں، وہ اس دعا کے مستحق نہیں۔

(11) زمین کی برکتوں کا ختم جانا:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ لوگوں کے گناہوں کے سبب زمین کی برکتیں ختم کر دی جاتی ہیں۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٩٦﴾﴾

(الاعراف: ٩٦)

''اور اگر بستیوں والے ایمان لے آتے، اور تقویٰ کی راہ اختیار کرتے، تو ہم آسمان و زمین کی برکتیں اِن پر کھول دیتے، لیکن انہوں نے تکذیب کی تو ہم نے ان کے اعمال کی وجہ سے ان کو پکڑ لیا۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ﴿١٦﴾ لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۭ وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ﴿١٧﴾﴾

(الجن: ۱۶۔۱۷)

''اگر وہ لوگ راہِ راست پر ثابت قدم رہتے تو یقیناً ہم اُن کے لیے موسلا دھار بارش بھیجتے، تا کہ ہم اس (نعمت) کے ذریعہ اُنہیں آزمائیں، اور جو شخص اپنے پروردگار کے ذکر سے منہ پھیر لے گا تو اللہ تعالیٰ اُسے سخت عذاب میں مبتلا کر دے گا۔''

مذکورہ بالا دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ پختگی اور ثابت قدمی کے ساتھ راہِ راست پر نہ رہنے اور تقویٰ کی راہ اختیار نہ کرنے کے سبب زمین کی نعمتوں کو سلب کرلیا جاتا ہے۔

(12) نعمت الٰہیہ کا زائل ہونا:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ گناہ موجودہ پائی جانے والی نعمتوں کو زائل کر دیتے ہیں، اور انسان کو نہ صرف یہ کہ موجودہ نعمتوں سے محروم کرتے ہیں، بلکہ مستقبل میں ملنے والی نعمتوں سے بھی محروم کر کے رکھ دیتے ہیں۔ ہاں! اگر وہ حالیہ انعاماتِ الٰہیہ کی حفاظت اور استقبالیہ انعامات کا حصول چاہتا ہے تو اُس کے لیے اطاعت الٰہی سے بڑھ کر اور کوئی بہتر راستہ نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اُس کی اطاعت سے ہی حاصل ہوسکتی ہیں، اور جب اطاعت کی بجائے نافرمانی کی جائے تو اُس کا نتیجہ جو نکلے گا وہ ظاہر ہے۔

(13) انسان کے دل کا خوف اور وحشت سے بھر جانا:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ گنہگار اور سرکش آدمی کے دل میں خوف اور وحشت پیدا کر دیتا ہے، تا کہ وہ خوف اور وحشت کی مصیبت میں کڑھتا رہے۔ یہی وجہ ہے کہ گنہگار آدمی ہمیشہ خوف زدہ اور وحشت زدہ رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہی ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو دونوں جہانوں کی سزاؤں اور عذابوں سے محفوظ رکھ کر کامیابی اور کامرانی کے راستہ سے ہمکنار کرسکتی ہے۔ علاوہ ازیں انسان کے کامیاب ہونے کا اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ اطاعت الٰہی ہی ایک ایسا مضبوط قلعہ

ہے کہ جو شخص بھی اس میں داخل ہوگیا، گویا وہ دونوں جہانوں کی سزاؤں اور عذابوں سے محفوظ ہوگیا اور جو اس قلعہ سے باہر نکل گیا، گویا وہ خوف، وحشت اور مصیبتوں کا لقمہ بن گیا۔ اس کے علاوہ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لے گا، تو اللہ تعالیٰ اُس کے قلبی خوف اور وحشت کو امن اور سکون سے بدل دے گا۔ اور گنہگار آدمی کی حالت تو یہ ہوتی ہے گویا اُس کے دل کو کسی پرندے کے پروں میں جوڑ دیا گیا ہو، جسے ہر موڑ، ہر جانب اور ہر آنے والی آواز سے یہ کھٹکا لگا رہتا ہے کہ میرا شکاری، میرا شکار کرنے آ گیا۔

(14) گناہوں کی نحوست کا عام ہو جانا:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ نافرمان اور گنہگار آدمی کے گناہوں کی نحوست اور بدبختی کے سبب بہت سارے بے گناہ انسان اور جانور تباہ و برباد ہو کے رہ جاتے ہیں، وہ اپنے گناہوں کی وجہ سے خود تو تباہی و بربادی سے دوچار ہوتا ہے، لیکن ساتھ میں دوسرے بھی اس کے گناہوں کی نحوست کی وجہ سے مستحق عقاب ٹھہرتے ہیں۔

امام مجاہد رحمہ اللہ کا فرمان ہے:

''جب قحط سالی ہوجائے، تو جانور ظالم انسانوں پر لعنت بھیجتے ہیں کہ اُن کے سبب سے بارشیں روک دی گئی ہیں۔'' [1]

(15) انسان کے لیے ذلت کے دروازے کا کھلنا:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ گناہ انسان کو ذلیل کر کے رکھ دیتے ہیں، اور اُس کے لیے بابِ ذلت ہمیشہ کے لیے کھول دیتے ہیں۔ یہ حتمی اور اٹل حقیقت ہے، کیونکہ جہان کی ساری عزتیں صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری سے وابستہ ہیں، جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا﴾ (فاطر: ١٠)

---

[1] العقوبات، لابن ابی دنیا: ٢٧١.

''جو شخص عزت چاہتا ہے، اُسے معلوم رہے کہ ساری عزت اللہ کے لیے ہے۔''

اس آیت مبارکہ سے یہ سبق ملتا ہے کہ انسان کو چاہیے کہ وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے وسیلہ سے عزت وتوقیر کا طلب گار رہے۔ اس لیے کہ عزت وتوقیر صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری سے مل سکتی ہے، اور کسی چیز سے نہیں، چنانچہ بعض سلف رحمہم اللہ سے یہ دُعا منقول ہے۔

((اَللّٰهُمَّ اَعِزَّنِیْ بِطَاعَتِكَ ، وَلَا تُذِلَّنِی بِمَعْصِيَتِكَ .))

''اے الٰہی! مجھے اپنی اطاعت کے وسیلہ سے عزت بخش، اور گناہ کے سبب سے مجھے ذلیل نہ کر۔''

اور امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ لوگ اگرچہ طاقتور اور خوبصورت خچروں پر سواری کر کے دوڑتے اور کھر بجاتے پھریں، اور اُن کی تیز رفتاری پر فخر کے ڈھول مارتے پھریں، لیکن معاصی و گناہوں کی ذلت جو اُن کے لیے لازم ہو چکی ہے، وہ اِن سے ہٹ نہیں سکتی۔'' [1]

(16) دل پر تاریکی کا چھا جانا:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ گنہگار آدمی کے دل پر ایک تاریکی سی چھا جاتی ہے، اور وہ اُسے اس طرح محسوس کرتا ہے، جس طرح کہ ایک تاریک اور اندھیری رات ہو، نیز اُس آدمی کے دل کے لیے گناہ اور نافرمانی کا اندھیرا اس طرح ہو جاتا ہے جس طرح اُسے آنکھوں کا اندھیرا محسوس ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اطاعت الٰہی ایک نور اور روشنی ہے، جبکہ معصیتِ الٰہی ایک تاریکی اور اندھیرا ہے، چنانچہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((إِنَّ لِلْحَسَنَةِ ضِيَاءً فِي الْوَجْهِ وَنُوْرًا فِي الْقَلْبِ وَسَعَةً فِيْ

[1] حلية الأولياء: ٢/١٤٩.

الرِّزْقِ وَقُوَّةً فِي الْبَدْنِ وَمُحَبَّةً فِي قُلُوْبِ الْخَلْقِ . وَاِنَّ لِلسَّيِّئَةِ سَوَادًا فِي الْوَجْهِ وَظُلْمَةً فِي الْقَبْرِ وَالْقَلْبِ وَوَهْنًا فِي الْبَدْنِ وَنَقْصًا فِي الرِّزْقِ وَبُغْضَةً فِي قَلُوْبِ الْخَلْقِ .))

''جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں کوشاں رہتا ہے، اُس کے چہرے پہ چمک دمک، دل میں نور، روزی میں فراخی، بدن میں طاقت وقوت اور لوگوں کے دل میں اس کے لیے محبت و مودت ہوتی ہے۔ اور جو شخص اطاعت الٰہی سے منہ موڑ کر نافرمانی اور طغیانی میں کوشاں رہتا ہے، اُس کے چہرے پہ نحوست، دل میں تاریکی، قبر میں اندھیرا، بدن میں کمزوری، روزی میں کمی اور لوگوں کے دلوں میں اُس کے لیے حسد، بغض اور کینہ پیدا ہو جاتا ہے۔''

(17) گناہ کا آدمی کی نظر میں چھوٹا ہو جانا:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ آدمی مسلسل گناہ کرنے سے اس کا عادی بن جاتا ہے، اور جب عادی بن جائے تو اُس کے دل سے گناہوں کی قباحت قطعاً ختم ہو جاتی ہے، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ گناہوں کو نہ تو برا جانتا ہے اور نہ غلط سمجھتا ہے، بلکہ کھلے عام، کھلے بندوں بغیر کسی کی پروا کیے گناہوں کا ارتکاب کرتا پھرتا ہے۔ اور جن لوگوں کو اُس کے جرائم کی خبر نہیں ہوتی، اُنھیں بڑے فخر اور مسرت کے ساتھ بتاتا ہے کہ اے فلاں! میں نے تو یہ یہ کام کیے ہیں، کیا کچھ تمھیں بھی خبر ہے؟

یاد رہے! جو لوگ اس وجہ سے مجرم بن جاتے ہیں، اُن کے لیے بھلائی کے دروازے بند اور مسدود ہو جاتے ہیں، توبہ اور استغفار کی راہیں بالکل منقطع ہو جاتی ہیں، اور ایسے مجرموں کے لیے توبہ وانابت کے دروازے دائمی طور پر مسدود ہو جاتے ہیں، جیسا کہ رسول اکرم ﷺ کا فرمان مبارک ہے:

((كُلُّ أُمَّتِي مُعَافًى إِلَّا الْمُجَاهِرِيْنَ ، وَإِنَّ مِنَ الْمُجَاهَرَةِ أَنْ

يَعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا ، ثُمَّ يُصْبِحُ وَقَدْ سَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَيَقُولَ: يَا فُلَانُ عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا ، وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللّٰهِ عَنْهُ .)) [1]

''کھلے عام گناہ کرنے والوں کے سوا میری اُمت کا ہر فرد بخش دیا جائے گا، اور علی الاعلان گناہوں میں سے اس کا بھی شمار ہے کہ ایک شخص رات میں کوئی گناہ کرے اور صبح اس حال میں کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کا پردہ رکھا ہوا تھا، اور وہ کسی سے یہ کہے: اے فلاں! میں نے گزشتہ رات میں یہ یہ گناہ کیا ہے، حالانکہ اُس کے رب نے اُس کی ستر پوشی کی تھی اور اُس نے صبح ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کے رکھے ہوئے پردے کو چاک کر دیا۔''

(18) نیک نامی کا بدنامی میں تبدیل ہو جانا:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ کل تک جو شخص عزت و احترام اور بزرگی کے جس قدر اچھے ناموں سے یاد کیا جاتا تھا، آج وہی شخص اپنے گناہوں اور نافرمانی کے سبب حقیر اور مذمت آمیز ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ مثلاً کل اُسے اگر مؤمن وموحد، متقی، صالح، عبادت گزار، صاحب کردار، پیکرِ اخلاقیات اور اللہ کا محبوب جیسے اچھے ناموں سے یاد کیا جاتا تھا، تو آج اسی شخص کو فاسق، فاجر، بدعمل، بداخلاق، بدکردار اور نافرمان جیسے خبیث اور مردود ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ سارے کے سارے نام فسق و فجور کے ناموں میں سے ہیں جو کہ انتہائی قبیح اور برے ہیں۔ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ ﴾ (الحجرات : ۱۱)

''ایمان لانے کے بعد فسق بُرا نام ہے۔''

اگر گنہگار آدمی کو گناہوں کی سزا دیئے بغیر صرف اُن برے ناموں کا ہی مستحق ٹھہرایا

[1] صحیح بخاري، کتاب الأدب، رقم: ٦٠٦٩ـ صحیح مسلم، کتاب الزھد، رقم: ٢٩٩٠.

جائے تو ممکن ہے کہ تب بھی وہ گناہوں سے باز رہے گا، اور اطاعت وفرمانبرداری اور عبادت گزاری کا صرف یہی صلہ اور بدلہ کافی ہے کہ نیک نامی حاصل ہو جائے اور اچھے اچھے ناموں سے یاد کیا جائے۔

(19) اللہ تعالیٰ سے تعلق منقطع ہو جانا:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ انسان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان جو تعلق اور ناطہ ہے، وہ گناہوں اور نافرمانیوں کے سبب کٹ جاتا ہے، اور جب یہ تعلق و ناطہ کٹتا ہے تو انسان کے لیے خیر کے تمام راستے بند ہو جاتے ہیں۔ اور دوسری جانب فساد کے اسباب و ذرائع جنم لینا شروع ہو جاتے ہیں، حتیٰ کہ انسان اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے، اور آہستہ آہستہ اپنے دشمنوں کے پھندے میں پھنس جاتا ہے۔ اور انسان کا سب سے بڑا دشمن ابلیس ملعون ہے۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَ ذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَ هُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ۝۵۰﴾ (الكهف: ٥٠)

''اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ تم آدم کو سجدہ کرو، تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا، وہ جنوں میں سے تھا، تو اُس نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی، کیا پھر بھی تم اسے اور اُس کی اولاد کو میرے سوا دوست بناؤ گے، حالانکہ وہ سب تمہارے دشمن ہیں۔ شیطان ظالموں کے لیے (اللہ کا) بڑا برا بدل ہے۔''

جو شخص اللہ تعالیٰ سے دوستی کرنے کی بجائے شیطان ابلیس سے دوستی کرے گا، اُسے یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ اُس کے لیے فلاح اور کامیابی کے تمام اسباب و ذرائع اور راستے بند ہو جائیں گے۔

(20) انسان کی توبہ اور استغفار سے دوری:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک موذی اور خطرناک نقصان یہ بھی ہے کہ گناہ انسان کے دل کو انتہائی کمزور بنا دیتے ہیں۔ اس میں معصیت و نافرمانی کا ارادہ تقویت پکڑتا رہتا ہے اور توبہ کا ارادہ آہستہ آہستہ کمزور ہونا شروع ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ اُس کے دل سے توبہ کا ارادہ پوری طرح ختم ہو جاتا ہے۔ پس ایسا آدمی اگر توبہ اور استغفار کی طرف مائل بھی ہوتا ہے تو اُس کی توبہ جھوٹ کے مترادف ہوتی ہے، کیونکہ جس آدمی کا آدھا دل مردہ ہو چکا ہو، اُس کی توبہ اور استغفار قطعاً سچی نہیں ہو سکتی۔ اِلَّا یہ کہ وہ جھوٹ پر مبنی ہوتی ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ ایسا آدمی زبان سے تو بہت کچھ کہتا ہے، لیکن اُس کا دل گناہوں سے زنگ آلود ہوتا ہے، اور باوجود توبہ و استغفار کی رٹ کے وہ گناہوں پر مصر رہتا ہے، نیز اُس کا قلبی ارادہ گناہوں کے مواقع کا متلاشی رہتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسی حالت و کیفیت انسان کے لیے بہت زیادہ مہلک اور تباہ کن ہوتی ہے۔

(21) گناہ گار لوگوں کا اُخروی برا انجام:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک بڑا نقصان یہ بھی ہے کہ گنہگار آدمی کا اُخروی انجام انتہائی خطرناک ہوتا ہے، جو سزا اُسے اپنی خطاؤں اور نافرمانیوں کی وجہ سے بھگتنا پڑتی ہے۔ گناہوں کی کچھ سزائیں وہ ہیں، جنھیں امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی ''صحیح، حدیث رؤیا'' میں ذکر کیا ہے۔ چنانچہ سیّدنا سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

((مَنْ رَأَى مِنْكُمُ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا قَالَ فَإِنْ رَأَى أَحَدٌ قَصَّهَا فَيَقُولُ مَا شَاءَ اللّٰهُ فَسَأَلَنَا يَوْمًا فَقَالَ هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِنْكُمْ رُؤْيَا قُلْنَا لَا قَالَ لَكِنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِي فَأَخَذَا بِيَدِي فَأَخْرَجَانِي إِلَى الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ فَإِذَا رَجُلٌ جَالِسٌ وَرَجُلٌ قَائِمٌ بِيَدِهِ كَلُّوبٌ مِنْ حَدِيدٍ قَالَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا عَنْ مُوسَى إِنَّهُ يُدْخِلُ ذَلِكَ

الْكَلُّوبَ فِي شِدْقِهِ حَتَّى يَبْلُغَ قَفَاهُ ثُمَّ يَفْعَلُ بِشِدْقِهِ الْآخَرِ مِثْلَ ذَلِكَ وَيَلْتَئِمُ شِدْقُهُ هَذَا فَيَعُودُ فَيَصْنَعُ مِثْلَهُ قُلْتُ مَا هَذَا قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتَّى أَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ مُضْطَجِعٍ عَلَى قَفَاهُ وَرَجُلٌ قَائِمٌ عَلَى رَأْسِهِ بِفِهْرٍ أَوْ صَخْرَةٍ فَيَشْدَخُ بِهِ رَأْسَهُ فَإِذَا ضَرَبَهُ تَدَهْدَهَ الْحَجَرُ فَانْطَلَقَ إِلَيْهِ لِيَأْخُذَهُ فَلَا يَرْجِعُ إِلَى هَذَا حَتَّى يَلْتَئِمَ رَأْسُهُ وَعَادَ رَأْسُهُ كَمَا هُوَ فَعَادَ إِلَيْهِ فَضَرَبَهُ قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا إِلَى ثَقْبٍ مِثْلِ التَّنُّورِ أَعْلَاهُ ضَيِّقٌ وَأَسْفَلُهُ وَاسِعٌ يَتَوَقَّدُ تَحْتَهُ نَارًا فَإِذَا اقْتَرَبَ ارْتَفَعُوا حَتَّى كَادَ أَنْ يَخْرُجُوا فَإِذَا خَمَدَتْ رَجَعُوا فِيهَا وَفِيهَا رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتَّى أَتَيْنَا عَلَى نَهَرٍ مِنْ دَمٍ فِيهِ رَجُلٌ قَائِمٌ عَلَى وَسَطِ النَّهَرِ قَالَ يَزِيدُ وَوَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ وَعَلَى شَطِّ النَّهَرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِي فِي النَّهَرِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِي فِيهِ فَرَدَّهُ حَيْثُ كَانَ فَجَعَلَ كُلَّمَا جَاءَ لِيَخْرُجَ رَمَى فِي فِيهِ بِحَجَرٍ فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ فَقُلْتُ مَا هَذَا قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى رَوْضَةٍ خَضْرَاءَ فِيهَا شَجَرَةٌ عَظِيمَةٌ وَفِي أَصْلِهَا شَيْخٌ وَصِبْيَانٌ وَإِذَا رَجُلٌ قَرِيبٌ مِنَ الشَّجَرَةِ بَيْنَ يَدَيْهِ نَارٌ يُوقِدُهَا فَصَعِدَا بِي فِي الشَّجَرَةِ وَأَدْخَلَانِي دَارًا لَمْ أَرَ قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهَا فِيهَا رِجَالٌ شُيُوخٌ وَشَبَابٌ وَنِسَاءٌ وَصِبْيَانٌ ثُمَّ أَخْرَجَانِي مِنْهَا فَصَعِدَا بِي الشَّجَرَةَ فَأَدْخَلَانِي دَارًا هِيَ أَحْسَنُ وَأَفْضَلُ فِيهَا شُيُوخٌ وَشَبَابٌ قُلْتُ طَوَّفْتُمَانِي اللَّيْلَةَ فَأَخْبِرَانِي

عَمَّا رَأَيْتُ قَالَا نَعَمْ أَمَّا الَّذِى رَأَيْتَهُ يُشَقُّ شِدْقُهُ فَكَذَّابٌ يُحَدِّثُ بِالْكَذْبَةِ فَتُحْمَلُ عَنْهُ حَتَّى تَبْلُغَ الْآفَاقَ فَيُصْنَعُ بِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَالَّذِى رَأَيْتَهُ يُشْدَخُ رَأْسُهُ فَرَجُلٌ عَلَّمَهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَنَامَ عَنْهُ بِاللَّيْلِ وَلَمْ يَعْمَلْ فِيهِ بِالنَّهَارِ يُفْعَلُ بِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَالَّذِى رَأَيْتَهُ فِى الثَّقْبِ فَهُمُ الزُّنَاةُ وَالَّذِى رَأَيْتَهُ فِى النَّهَرِ آكِلُوا الرِّبَا وَالشَّيْخُ فِى أَصْلِ الشَّجَرَةِ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَام وَالصِّبْيَانُ حَوْلَهُ فَأَوْلَادُ النَّاسِ وَالَّذِى يُوقِدُ النَّارَ مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ وَالدَّارُ الْأُولَى الَّتِى دَخَلْتَ دَارُ عَامَّةِ الْمُؤْمِنِينَ وَأَمَّا هَذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَاءِ وَأَنَا جِبْرِيلُ وَهَذَا مِيكَائِيلُ فَارْفَعْ رَأْسَكَ فَرَفَعْتُ رَأْسِى فَإِذَا فَوْقِى مِثْلُ السَّحَابِ قَالَا ذَاكَ مَنْزِلُكَ قُلْتُ دَعَانِى أَدْخُلْ مَنْزِلِى قَالَا إِنَّهُ بَقِىَ لَكَ عُمُرٌ لَمْ تَسْتَكْمِلْهُ فَلَوِ اسْتَكْمَلْتَ أَتَيْتَ مَنْزِلَكَ .)) [1]

''رسول مکرم ﷺ ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے اکثر طور پر جو باتیں کیا کرتے تھے اُن میں سے ایک بات یہ بھی تھی کہ تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ پھر جو چاہتا اپنا خواب بیان کرتا۔ رسول کریم ﷺ نے ایک روز خود صبح کے وقت فرمایا: آج میرے پاس دو آدمی آئے اور مجھے اُٹھا کر کہا: آپ ہمارے ساتھ تشریف لے چلیں، میں اُن کے ساتھ چل دیا۔ پھر ہم ایک چت لیٹے ہوئے آدمی کے پاس آئے، جس کے پاس ایک دوسرا شخص پتھر لیے کھڑا تھا جو اُس کے سر پر پتھر مارتا، تو اُس کا سر اُس سے پھٹ جاتا اور پتھر لڑھک کر دور جا گرتا، لیکن وہ شخص اُس پتھر کو پھر اٹھالاتا اور اُس لیٹے ہوئے شخص تک

[1] صحيح البخاري، كتاب التعبير، رقم: ٧٠٤٧.

پہنچنے سے قبل ہی اُس کا سر ٹھیک ہو چکا ہوتا، جیسا کہ پہلے تھا۔ کھڑا شخص پھر اس طرح پتھر مارتا اور وہی صورتیں پیش آتیں جو پہلے پیش آئی تھیں۔ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے اُن دونوں سے پوچھا کہ ''سبحان اللہ!'' یہ دونوں کون ہیں؟ انھوں نے کہا: آگے چلئے! ہم آگے بڑھے اور ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے جو پیٹھ کے بل لیٹا ہوا تھا جبکہ ایک دوسرا شخص اُس کے پاس لوہے کا آنکڑا لیے کھڑا تھا اور اُس کے چہرے کے ایک طرف آتا اور اُس کے ایک جبڑے، ناک اور اُس کی آنکھ کو گدی تک چیرتا، پھر وہ دوسری جانب جاتا اور اُس جانب سے بھی اسی طرح چیرتا جس طرح اُس نے پہلی جانب کیا تھا۔ وہ ابھی دوسری جانب سے فارغ ہی نہیں ہوتا تھا کہ پہلی جانب اپنی صحیح حالت میں لوٹ آتی۔ پھر دوبارہ وہ اسی طرح کرتا جس طرح اُس نے پہلی مرتبہ کیا تھا۔ (اسی طرح یہ سلسلہ برابر جاری رہا) میں نے کہا: سبحان اللہ! یہ دونوں کون ہیں؟ اُنھوں نے کہا کہ آگے چلئے! چنانچہ ہم آگے چلے۔ پھر ایک تنور جیسی چیز پر آئے اور اس میں جھانکا تو اُس میں کچھ برہنہ مرد اور عورتیں تھیں اور اُن کے نیچے سے آگ کی لپٹ آتی تھی جب آگ اُنھیں اپنی لپیٹ میں لیتی تو وہ چلانے لگتے۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اُن سے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا: آپ آگے چلئے! چنانچہ ہم آگے بڑھے اور ایک نہر پر آئے جو خون کی طرح سرخ تھی اور اُس نہر میں ایک شخص تیر رہا تھا جبکہ نہر کے کنارے ایک دوسرا شخص کھڑا تھا، جس نے اپنے پاس بہت سے پتھر جمع کر رکھے تھے جب تیرنے والا تیرتا ہوا اُس کے پاس پہنچتا تو اپنا منہ کھول دیتا اور وہ اُس کے منہ میں پتھر ڈال دیتا۔ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا: آگے چلئے۔ چنانچہ پھر ہم آگے بڑھے اور ایک نہایت بدصورت

آدمی کے پاس جا پہنچے۔ اُس کے پاس آگ جل رہی تھی اور وہ اُسے جلا رہا تھا اور وہ اُس آگ کے چاروں طرف دوڑتا تھا۔ میں نے اُن سے پوچھا: یہ کیا ہے؟ اُنھوں نے کہا: آگے چلئے! ہم آگے بڑھے اور ایک ایسے باغ میں جا پہنچے جو ہرا بھرا تھا اور اُس میں موسم بہار کے سب پھول تھے، اس باغ کے درمیان ایک بہت لمبا شخص کھڑا تھا، اتنا لمبا کہ میرے لیے اُس کا سر دیکھنا بھی دشوار تھا، وہ آسمان سے باتیں کرتا تھا اور اُس کے چاروں طرف بہت سے بچے تھے، اتنے (بچے میں نے) کبھی نہیں دیکھے تھے۔ میں نے پوچھا: یہ شخص اور اس کے ساتھ یہ بچے کون ہیں؟ اُنھوں نے کہا: آگے چلئے! پھر ہم آگے بڑھے اور ایک عظیم الشان اور خوبصورت درخت دیکھا کہ اس سے پہلے ہم نے ایسا درخت کبھی نہیں دیکھا تھا۔ انھوں نے کہا: اس پر چڑھ جایئے! ہم اُس پر چڑھ گئے اور ایک ایسا شہر دکھائی دیا، جس کی عمارتیں سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنی ہوئی تھیں۔ ہم شہر کے دروازے پر آئے اور اُسے کھلوایا اور اندر داخل ہوئے۔ ہم نے اُس میں ایسے لوگوں سے ملاقات کی، جن کے جسم کا آدھا حصہ تو نہایت خوبصورت تھا اور دوسرا آدھا حصہ نہایت بدصورت۔ چنانچہ میرے ساتھیوں نے اُن سے کہا کہ جاؤ اور اس نہر میں کود جاؤ۔ یہ نہر نہایت عمدہ اور چوڑی تھی اور اُس کا پانی انتہائی سفید تھا، وہ لوگ اس میں کود گئے اور پھر ہمارے پاس لوٹ کر آئے تو اُن کا پہلا عیب جاچکا تھا اور اُن کی بدصورتی خوبصورتی میں تبدیل ہوچکی تھی۔ میرے ساتھیوں نے مجھ سے کہا: یہ ''جنت عدن'' ہے، اور یہ آپ کا مقام وٹھکانہ ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: میری نظر اوپر کی طرف اُٹھی تو سفید بادل کی طرح ایک محل اور نظر آیا۔ اُنھوں نے کہا: یہ (بھی) آپ ہی کا مقام ہے۔ میں نے اُن سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمھیں برکت دے، مجھے اس

میں داخل ہونے دو۔ اُنھوں نے کہا: اس وقت تو آپ نہیں جا سکتے، لیکن ہاں! اس میں آپ ضرور جائیں گے۔ میں نے اُن سے کہا کہ آج رات میں نے بڑی عجیب وغریب چیزیں دیکھی ہیں، (میں نے پوچھا) یہ چیزیں کیا تھیں؟ انھوں نے کہا: پہلا شخص جس کا سر کچلا جا رہا تھا، یہ وہ شخص ہے جو قرآن سیکھتا اور اُسے چھوڑ دیتا اور فرض نماز کو ترک کر کے سو جاتا تھا۔ اور وہ شخص جس کا جبڑا، ناک اور آنکھ گدی تک چیری جا رہی تھی یہ وہ شخص ہے جو صبح اپنے گھر سے نکلتا اور جھوٹی خبر تراشتا، جو دنیا میں پھیل جاتی، اور وہ ننگے مرد اور عورتیں جو تنور میں آپ نے دیکھے، وہ زنا کار مرد اور عورتیں تھیں۔ اور وہ شخص جو نہر میں تیر رہا تھا اور پتھر اُس کے منہ میں دیا جاتا تھا وہ سود خور تھا۔ اور وہ بدصورت شخص جو آگ کے کنارے آگ بھڑکا رہا تھا وہ جہنم کا (مالک نامی) داروغہ ہے، اور وہ شخص جس کا سر آسمان سے لگا ہوا تھا وہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام تھے۔ اور اُن کے گرد جو لڑکے جمع تھے، وہ فطرت پر مرے ہوئے تھے۔ کچھ لوگوں نے اس موقع پر رسول کریم ﷺ سے پوچھا: مشرکین کے بچے بھی اُس میں داخل ہیں؟ فرمایا: ہاں! مشرکین کے بچے بھی اُن میں داخل ہیں۔ اب رہے وہ لوگ جن کا آدھا جسم خوبصورت اور آدھا جسم بدصورت تھا، تو یہ وہ لوگ تھے، جنھوں نے دُنیا میں اعمالِ صالحہ کے ساتھ ساتھ اعمالِ بد بھی کیے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے گناہوں کو بخش دیا۔''

اس طویل حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص اپنے نفس کو گناہ اور نافرمانی کے کاموں میں مشغول رکھتا ہے، اُس کے لیے دنیا میں ذلت ورسوائی کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی ذلت و رسوائی اور ہلاکت ہے۔ لہٰذا ہم سب کو چاہیے کہ ہم اپنے نفس کو گناہ اور نافرمانی والے کاموں سے بچائیں۔ نیک اور اچھے کاموں میں مشغول رکھیں، تاکہ ہماری دنیا اچھی ہونے کے ساتھ ساتھ آخرت بھی اچھی ہو جائے۔

باب نمبر 4

مہلک گناہ

(۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا:

سب سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ہے۔ جیسا کہ سیّدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَلا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟)) ثَلاثًا قَالُوْا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((اَلْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ .)) [1]

''کیا میں تمھیں سب سے بڑے گناہ کی خبر نہ دوں؟'' رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار یہی فرمایا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ضرور! اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(سب سے بڑا گناہ) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ہے۔''

دراصل لفظ ''شرک'' شرکت سے ماخوذ ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی مخلوق کو اس طرح اُس کا ہمسر ٹھہرائے کہ جو عبادت و بندگی اللہ تعالیٰ کے لیے کرتا ہے، اُس میں مخلوق کو بھی اس کا ساجھی بنائے، چاہے وہ شراکت ہر طرح کی عبادت میں ہو یا بعض عبادات میں۔

فی الحقیقت عبادت ایک ایسا جامع لفظ ہے، جس کا مفہوم اُن جملہ اقوال و افعال کی

[1] صحيح بخاري، كتاب الشهادات، باب ما قيل في شهادة الزور، رقم: ٥٦٥٤ ـ صحيح مسلم، كتاب الايمان، رقم: ٨٧.

بجا آوری ہے، جنھیں اللہ تعالیٰ اپنے لیے پسند فرماتا ہے؛ مثال کے طور پر نذر ماننا، قسم کھانا، فریاد کرنا، مرادیں مانگنا، قربانی کرنا، رکوع وسجود کرنا، نماز پڑھنا اور خوف کھانا وغیرہ وغیرہ۔

مشرک کی بخشش نہیں ہوگی، جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۭ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿١١٦﴾﴾ (النساء: ١١٦)

''اسے اللہ قطعاً نہ بخشے گا کہ اُس کے ساتھ شریک مقرر کیا جائے، ہاں شرک کے علاوہ گناہ جس کو چاہے معاف فرما دیتا ہے، اور اللہ کے ساتھ شریک کرنے والا بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔''

ہاں! اگر کوئی مرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ سے سچی توبہ کرلے اور ایمان لے آئے، عمل صالح کرے، اور سیدھے راستے پر چلنا شروع کردے تو اللہ تعالیٰ اُسے معاف فرمادے گا۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَاِنِّىْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ﴿٨٢﴾﴾ (طٰہٰ: ٨٢)

''ہاں! یقیناً میں انہیں بخش دینے والا ہوں جو توبہ کریں، ایمان لائیں، اور نیک عمل کریں، اور راہِ راست پر بھی رہیں۔''

اقسامِ شرک:

یہاں یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ شرک کی دو قسمیں ہیں:

(1) شرکِ اکبر (2) شرکِ اصغر

1۔ شرکِ اکبر:

اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات یا عبادت میں کسی کو شریک ٹھہرانا ''شرکِ اکبر'' کہلاتا ہے۔

یہ شرک بہت سی شکلوں اور مختلف صورتوں میں نظر آتا ہے، جن کی مختصر تفصیل حسب ذیل ہے۔

(1) غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا:

غیر اللہ کے تقرب کے لیے جانوروں کا ذبح کرنا بھی شرکِ اکبر ہے۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ﴾ (البقرة: ۱۷۲)

''اللہ نے تم پر مردار، خون، سور کا گوشت اور اُس جانور کو حرام کر دیا ہے، جسے غیر اللہ کے نام سے ذبح کیا گیا ہو۔''

نیز جو جانور اللہ تعالیٰ کے نام کے بغیر کسی غیر کے نام پر ذبح کیا جائے، مثال کے طور پر یوں کہا جائے: یہ جانور شیطان کے نام پر، فلاں بت کے نام پر یا کسی پیر، فقیر اور ولی کے نام پر یا پھر کسی نبی کے نام پر ہے تو وہ حرام ہوگا۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ﴾ (الانعام: ۱۲۱)

''اور اُس جانور کا گوشت نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو۔''

ایسے مذبوحہ جانور میں دو حرام چیزیں جمع ہوئی ہیں:

(1) غیر اللہ کے لیے ذبح کیا گیا۔

(2) غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا۔

لہٰذا یہ دونوں صورتیں شرک ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص پر لعنت کی ہے کہ جو اللہ کو چھوڑ کر کسی غیر کے نام پر جانور ذبح کرے۔ چنانچہ رسول رحمت ﷺ نے فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ .)) [1]

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الأضاحى، باب تحريم الذَّبحِ لِغَيْرِ اللّٰهِ، رقم: ٥١٢٦ـ سنن نسائى، باب من ذبح لغير اللّٰه، عزوجل، رقم: ٤٤٢٢.

''اللہ کی لعنت ہو اُس شخص پر جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرے۔''

(2) قبر پرستی:

قبروں کی عبادت کرنا، اُن کی پوجا پاٹ کرنا، اُن کے گرد طواف کرنا، اُن کی چوکھٹوں کو بوسہ دینا، اور ساتھ یہ اعتقاد رکھنا کہ فوت شدگان ہستیاں ہماری تمام حاجات کو پورا کرنے والی اور ہماری پریشانیوں اور مشکلات کو آسان بنا دینے والی ہیں۔ نیز انبیاء کرام علیہم السلام اور صالحین اُمت رحمہم اللہ کو شفاعت یا مصیبتوں اور پریشانیوں سے نجات پانے کے لیے پکارنا، مثلاً یا محمد کہنا، یا علی کہنا، یا حسین کہنا، یا شیخ عبدالقادر جیلانی کہنا، یا علی ہجویری کہنا، یا شہباز قلندر کہنا، اور یا نوشو پاک کہنا اور اِن کے نام کے نعرے لگانا وغیرہ۔ یہ سب ''شرکِ اکبر'' ہے۔ چنانچہ ارشادِ ربّ العالمین ہے:

﴿وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ﴾ (الإسراء: ٢٣)

''اور آپ کے رب نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ لوگو! تم اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔''

اور ایک دوسرے مقام پر یوں ارشاد فرمایا:

﴿وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَ هُمْ عَنْ دُعَآىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝﴾ (الأحقاف: ٥)

''اور اُس آدمی سے بڑھ کر گمراہ کون ہوگا جو اللہ کی بجائے اُن معبودوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اُس کی پکار کو نہ سن سکیں گے، اور وہ اُن کی فریاد و پکار سے یکسر غافل ہیں۔''

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ مشرکین سے الزامی سوال کرتے ہوئے مخاطب ہے:

﴿اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ يَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝﴾ (النمل: ٦٢)

''بے کس کی پکار کو جب کہ وہ پکارے، کون قبول کرکے اُس کی تکلیف کو دور کردیتا ہے، اور تمھیں زمین کا جانشین بناتا ہے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی یہ کام کرتا ہے۔ تم بہت ہی کم نصیحت وعبرت قبول کرتے ہو۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے قبر پرستوں پر لعنت کرتے ہوئے فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَآءِ هِمْ مَسَاجِدَ .)) ❶

''یہود ونصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو، اُنھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا ڈالا۔''

(3) ستاروں میں تاثیر کا عقیدہ رکھنا:

انسانی زندگیوں میں نجوم وافلاک کے اثر انداز ہونے کا عقیدہ رکھنا بھی بہت بڑا گناہ، اور شرکِ اکبر ہے۔ چنانچہ سیّدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ عَلَى إِثْرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ ، فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: هَلْ تَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ: أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ ، فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللَّهِ وَرَحْمَتِهِ ، فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ ، وأَمَّا مَنْ قَالَ بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا ، فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِي وَمُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ .)) ❷

---

❶ صحيح البخاري، كتاب الصلوٰة، باب: ٥٥، رقم: ٤٣٥، ٤٣٦ـ صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب النهى عن بناء المساجد على القبور، رقم: ٥٣١.

❷ صحيح بخاري، كتاب الاستسقاء، رقم: ١٠٣٨.

''رسول اکرم ﷺ نے حدیبیہ میں ہمیں صبح کی نماز پڑھائی۔رات کو بارش ہو چکی تھی۔ نماز کے بعد رسول کریم ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور اُن سے فرمایا: معلوم ہے تمہارے رب نے کیا فیصلہ کیا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم کہنے لگے: اللہ اور اُس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: پروردگار فرماتا ہے کہ؛ آج میرے دو طرح کے بندوں نے صبح کی ہے: ایک مؤمن ہے اور دوسرا کافر۔ جس نے کہا کہ اللہ کے فضل اور رحمت سے ہم پر بارش برسی ہے۔ تو وہ مجھ پر ایمان لایا اور ستاروں کا منکر ہو۔ اور جس نے کہا کہ اس بارش میں فلاں ستارے کی تاثیر ہے، تو وہ میرے ساتھ کفر کرنے والا اور ستاروں پر ایمان لانے والا ہے۔''

واضح رہے کہ بعض لوگ اخبارات میں شائع ہونے والے نجوم و افلاک کی برجوں سے نصیب اور قسمت کے احوال معلوم کرتے ہیں، اِن کا ایسا کرنا از قبیل شرک ہے۔ لہٰذا اخبار و مجلّات کے ایسے مضامین سے بچنا چاہیے جو انسان کو شرک کے گھاٹ اُتار دیں۔

(4) اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو حلال اور حلال کو حرام ٹھہرانا:

اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو حلال، اور حلال کردہ اشیاء کو حرام ٹھہرانا بھی شرکِ اکبر کی ایک صورت ہے، جو ہمارے معاشرہ میں عام ہے۔ نیز کسی شخص کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ اُسے کسی چیز کو حلال اور حرام ٹھہرانے کا پورا پورا اختیار ہے، یہ بھی شرک کی قبیل سے ہے، چاہے وہ کسی جرگے کی صورت میں ہو یا عدالت کی صورت میں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس کلام میں اس شرک کا یوں تذکرہ کیا ہے:

﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ (التوبة: ٣١)

''اُن لوگوں نے اپنے عالموں اور اپنے عابدوں کو اللہ کے بجائے رب بنالیا۔''

سیّدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے جب ان آیات کی تلاوت سنی، تو متعجبانہ انداز سے

کہنے لگے: ہم لوگ ان کی عبادت تو نہیں کیا کرتے تھے؟ اس پر رسول معظم ﷺ نے فرمایا:

((أَجَلْ وَلٰكِنْ يُّحِلُّوْنَ لَهُمْ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيَسْتَحِلُّوْنَ ، وَيُحَرِّمُوْنَ عَلَيْهِمْ مَّا أَحَلَّ اللّٰهُ فَيُحَرِّمُوْنَهُ فَتِلْكَ عِبَادَتُهُمْ لَهُمْ .)) [1]

''ٹھیک ہے، لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو اُن کے لیے حلال کرتے تھے جسے وہ لوگ حلال مان لیتے تھے، اور وہ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ اشیاء کو حرام کرتے تھے جسے وہ لوگ حرام مان لیتے تھے، پس یہی تو اُن کی عبادت ہے۔''

علاوہ ازیں ایسے لوگوں کے متعلق جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی حرام کردہ چیزوں کو حرام قرار نہیں دیتے، ارشاد فرمایا:

﴿وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ﴾

(التوبة: ٢٩)

''اور جس چیز کو اللہ اور اس کے رسول نے حرام ٹھہرایا ہے، اُسے وہ حرام نہیں سمجھتے ہیں، اور نہ دینِ حق کو قبول کرتے ہیں۔''

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ۝۵۹﴾ (یونس: ٥٩)

''آپ پوچھئے کہ تمہارا کیا خیال ہے، اللہ نے تمہارے لیے جو روزی بھیجی ہے اُس میں سے کچھ کو حلال بناتے ہو، اور کچھ کو حرام۔ آپ پوچھئے کہ کیا اللہ نے تمھیں اُس کی اجازت دی ہے، یا تم اللہ پر افترا پردازی کرتے ہو۔''

ان تمام مذکورہ بالا آیاتِ قرآنی پر غور کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کسی بھی

---

[1] سنن الكبرىٰ للبيهقي: ١١٦/١٠، كتاب تفسير القرآن عن رسول الله ﷺ، باب " ومن سورة التوبة " رقم: ٣٠٩٥.

فقیہہ، امام اور مجتہد کو تحلیل وتحریم کا اختیار دینا شرک ہے۔

(5) جادو اور علم نجوم:

جادو، کہانت اور علم نجوم کو سیکھنا بھی شرکِ اکبر ہے۔ بلکہ جہاں تک جادو کا تعلق ہے تو یہ کفر ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جادو کی کلی طور پر مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۭ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۭ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۭ وَمَا هُمْ بِضَاۗرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ۭ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ڜ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٠٢﴾﴾ (البقرۃ: ۱۰۲)

''اور وہ پیچھے ہولئے اُن باتوں کے جو شیاطین، سلیمان کے عہدِ سلطنت میں پڑھا کرتے تھے، اور سلیمان نے کفر نہیں کیا، بلکہ شیاطین نے کفر کیا کہ وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے، اور اُس چیز کے پیچھے ہولئے جو بابل میں ہاروت و ماروت دو فرشتوں پر اُتاری گئی۔ اور وہ دونوں کسی کو جادو سکھانے سے پہلے بتایا کرتے تھے کہ ہم تو صرف آزمائش کے طور پر بھیجے گئے ہیں، اس لیے کفر نہ کرو، پھر بھی وہ لوگ اُن دونوں سے وہ کچھ سیکھتے تھے، جس کے ذریعہ آدمی اور اُس کی بیوی کے درمیان تفریق پیدا کرتے تھے، اور وہ اُس (جادو) کے ذریعہ بغیر اللہ کی مشیت کے کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے، اور لوگ اُن سے وہ چیز سیکھتے تھے جو اُن کے لیے نقصان دہ تھی اور نفع نہ پہنچا سکتی تھی، حالانکہ وہ جانتے تھے کہ جو کوئی جادو کو اختیار کرے گا اُس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا، اور

بہت ہی بری شے تھی، جس کے بدلے اُنھوں نے اپنے آپ کو بیچ ڈالا، کاش! وہ اس بات کو سمجھتے۔''

علاوہ ازیں جادو کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے جادوگر کو بھی ناکامیاب بتایا ہے۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَ اَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ؕ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ؕ وَ لَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى ۝﴾ (طٰہٰ: ٦٩)

''اور آپ کے دائیں ہاتھ میں جو لاٹھی ہے اُسے زمین پر ڈال دیجیے، وہ اُن کے تمام بناوٹی سانپوں کو ہڑپ کر جائے گی، اُنھوں نے جو بنایا ہے، وہ ایک جادوگر کا مکر وفریب ہے، اور جادوگر جدھر سے آئے کامیاب نہیں ہوگا۔''

اور جہاں تک کاہن اور نجومی کا تعلق ہے تو ایسے دونوں شخص بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنے والے ہیں۔ اس لیے کہ یہ دونوں علم غیب کے دعوے دار ہیں، جبکہ غیب کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کے اور کسی کو نہیں، لیکن افسوس کہ بے شمار لوگ کاہن اور جادوگر جیسے جھوٹے اور مکار لوگوں پر اعتماد کیے بیٹھے ہیں، اور مستقبل کے حالات معلوم کرنے کے لیے ان کا رُخ کرتے ہیں، مثلاً کوئی شادی کی غرض سے جا رہا ہے، تو کوئی ملازمت کی غرض سے، کوئی تجارت کی غرض سے جا رہا ہے، تو کوئی ترقی وغیرہ کی غرض سے جا رہا ہے۔ رسول مکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَنْ أَتٰى كَاهِنًا اَوْ عَرَّافًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُوْلُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ .))[1]

---

[1] مسند احمد: ٢/ ٤٢٩، ٤٠٨۔ سنن ابی داؤد، کتاب الطب، باب فی الکاھن، رقم: ٣٩٠٤۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔ سنن ترمذی، کتاب الطھارۃ، باب ماجآء فی کراھیة اتیان الحائض، رقم: ١٣٥.

''جو کوئی کسی کاہن یا نجومی کے پاس جائے اور جو بات وہ کہے اُس کی تصدیق کرے تو اُس نے محمد ﷺ پر نازل کردہ شریعت کے ساتھ کفر کیا۔''

اور جو شخص ان کی باتوں کی نہ تو تصدیق کرتا ہو، اور نہ ہی اُنھیں عالم الغیب جاننے کا اعتقاد رکھتا ہو، بلکہ محض تجربہ کے طور پر سوال کرے تو ایسا شخص کافر تو نہیں ہوتا، لیکن چالیس روز تک اُس کی کوئی نماز قبول نہیں کی جائے گی۔ جیسا کہ رسول کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((مَنْ أَتَى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلٰوةٌ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً .)) ❶

''جو کوئی کسی کاہن کے پاس آئے، اور اس سے (غیب کے بارے میں) کوئی سوال کرے تو اس شخص کی چالیس روز تک کوئی نماز قبول نہیں کی جائے گی۔''

(6) بعض اشیاء میں نفع کی موجودگی کا عقیدہ رکھنا:

کچھ لوگ بعض اشیاء میں نفع کی موجودگی کا عقیدہ رکھتے ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان میں کسی قسم کا کوئی نفع نہیں رکھا ہوتا تو ایسا کرنا شرک ہے، اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کے منافی ہے۔ مثال کے طور پر بعض لوگ مختلف نگینوں والی انگوٹھیاں پہنے ہوتے ہیں، بعضوں نے معدنی کڑے، بعضوں نے مختلف قسم کے منکے اور بعضوں نے تعویذ لٹکائے ہوتے ہیں، جن میں واضح طور پر شرکیہ عبارتیں لکھی جاتی ہیں، مثلاً جنوں اور شیاطین سے استغاثہ وغیرہ۔ لہٰذا کسی قسم کا کوئی (شرکیہ) تعویذ گردن میں لٹکانا، گھر میں آویزاں کرنا یا گاڑی وغیرہ میں رکھنا بہت بڑا گناہ، بلکہ شرک ہے۔ چنانچہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ عَلَّقَ تَمِيْمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ .)) ❷

''جس کسی نے تعویذ لٹکایا تحقیق اُس نے شرک کیا۔''

---

❶ صحيح مسلم، كتاب السلام، باب تحريم الكهانة واتيان الكهان، رقم: ٥٨٢٢.

❷ مسند احمد: ٤/ ١٥٦، رقم: ١٧٤٢٢ـ سلسلة الاحاديث الصحيحة، رقم: ٤٩٢.

نیز رسول مکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((اِنَّ الرُّقٰی وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ .)) [1]

جھاڑ پھونک، تعویذ گنڈے اور محبت (کے لیے کیے جانے) والے منتر سب شرک ہیں۔ نیز جو لوگ ان شرکیہ تعویذوں کی طرف رجوع کرتے ہیں، اُن کے حق میں سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے بددعا فرمائی ہے:

((مَنْ تَعَلَّقَ تَمِيْمَةً فَلَا أَتَمَّ اللّٰهُ لَهُ، وَمَنْ تَعَلَّقَ وَدْعَةً، فَلَا وَدَعَ اللّٰهُ لَهُ .)) [2]

''جس نے تعویذ لٹکایا، اللہ تعالیٰ اُس کا کوئی کام پورا نہ کرے، اور جس نے کوئی سیپی لٹکائی اللہ تعالیٰ اُسے کبھی آرام نہ دے۔''

(7) قومیت پرستی:

قومیت پرستی ایک بہت بڑا شرک کا دروازہ اور دین کی موت ہے۔ کسی بھی دور میں جب لوگ قومیت پرستی کے فتنے میں مبتلا ہوتے ہیں، اور اپنا سارا سرمایۂ حیات اس کو سمجھ بیٹھتے ہیں، تو وہ اُس وقت شرک کا طوق اپنے گلے میں ڈال کر ربّ رحمان کو ناراض کر بیٹھتے ہیں، جس کے سبب وہ ہمیشہ کی تنزلی کا شکار ہو کر اپنی دنیا اور عاقبت دونوں خراب کر بیٹھتے ہیں، جیسا کہ قزمان بن حارث ''غزوۂ اُحد'' میں بے باکی اور بہادری سے لڑا اور کئی مشرکین کو موت کے گھاٹ بھی اُتارا، لیکن رسول مکرم ﷺ نے اُسے اہل دوزخ میں شمار کیا۔

((أَمَا إِنَّهُ مِنْ اَهْلِ النَّارِ .))

''یقیناً وہ (قزمان ......) اہل جہنم میں سے ہے۔''

---

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الطب، باب فی تعلیق التمائم، رقم: ۳۸۸۳۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] مسند احمد، رقم: ۱۷٤۰٤۔ شیخ شعیب ارناؤط نے اس حدیث کو ''حسن'' کہا ہے۔

اس لیے کہ قزمان بن حارث کا بے باکی سے لڑنا اور مشرکین کو موت کے گھاٹ اُتارنا محض اپنی قوم کی نام وری کے لیے تھا، جیسا کہ اُس نے خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے سامنے اس بات کا اظہار کیا۔

((وَاللّٰهِ مَا قَاتَلْنَا إِلَّا عَلَى الْأَحْسَابِ .)) [1]

''اللہ کی قسم! ہم نے خاندانی شرافت اور حسب کے لیے لڑائی لڑی ہے۔''

واضح رہے کہ قومیت پرستی کو اقوامِ عالم کے جملہ مذاہب نے مختلف صورتوں اور شکلوں میں قائم رکھا ہے۔ مثال کے طور پر کسی قوم کے افراد کے دماغوں میں یہ تصور قائم کیا گیا کہ شاہانِ مملکت رحمان کا سایہ ہوتے ہیں، جن کے سامنے کسی متنفس کو چون و چراں کرنے کی کوئی مجال نہیں ہوتی، اور انہیں ہمیشہ ظل الٰہی کہہ کر پکارا گیا۔

کسی قوم میں یہ تصور تھا کہ مذہبی پیشواؤں کے ساتھ دینی مسائل پر مکالمہ اور گفتگو کرنا کسی انسان کے لیے جائز نہیں۔

اور کسی قوم میں یہ تصور تھا کہ اَشراف، رذیل اور بدکردار لوگوں سے بالاتر مخلوق ہوتے ہیں۔ لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے نسلی اور شخصی امتیازات کو ختم کرتے ہوئے اور ایسی حد بندیاں توڑتے ہوئے فرمایا:

((أَيُّهَا النَّاسُ اَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ ، وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ ، اَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ ، وَلَأَحْمَرَ عَلٰى اَسْوَدَ وَلَأَسْوَدَ عَلٰى أَحْمَرَ إِلَّا بِالتَّقْوٰى .)) [2]

''یقیناً تمہارا رب بھی ایک ہے، اور تمہارا باپ بھی ایک ہے۔ یاد رکھو! کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر، (نیز) سرخ کو سیاہ فام پر اور سیاہ فام کو سرخ پر

---

[1] الإصابه لابن حجر: ٥/٣٣٥، ترجمة رقم: ٧١٢٣.

[2] مسند احمد: ٥/٤١١، رقم: ٢٣٤٨٩۔ شیخ ارناؤط نے اسے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے۔

کوئی برتری حاصل نہیں، البتہ جس میں تقویٰ زیادہ ہو، وہ عزت والا ہے۔''

(8) عقیدہ'' نُوْرٌ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰهِ '':

امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ یا کسی اور جلیل القدر ہستی کو'' نُوْرٌ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰهِ '' یعنی اللہ تعالیٰ کے نور میں سے نور کہنا حقیقتاً اللہ تعالیٰ کا جز وٹھہرانے کے مترادف ہے جو کہ شرک ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی نہ کوئی اولاد ہے، اور نہ ہی کوئی جزو، بلکہ وہ یکتا اور اکیلا ہے۔

جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ ① اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ ② لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ ③ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۚ ④ ﴾ (الاخلاص)

'' (اے پیغمبر! اُن لوگوں سے جو اللہ کا حال پوچھتے ہیں یوں) کہہ دیجیے وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اُس نے کسی کو جنا (نہ کوئی اُس کی اولاد) ہے نہ اُس کو کسی نے جنا (نہ وہ کسی کی اولاد) ہے، اور اُس کے برابر والا (جوڑ کا ہم سر) کوئی نہیں ہے۔''

یہ عقیدہ یعنی رسول اللہ ﷺ کو'' نُوْرٌ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰهِ '' کہنا قرآنی آیات اور احادیثِ صحیحہ کے صریح مخالف ہے۔

چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ ﴾

(الکھف: ۱۱۰)

'' آپ کہہ دیجیے کہ میں تو تمہارے جیسا ہی ایک انسان ہوں، مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود صرف ایک ہے۔''

اور'' سورۃ توبہ'' میں رسول اللہ ﷺ کو انسانی جنس ہی میں شمار کیا گیا ہے۔ جس سے اس باطل عقیدے کا قلع قمع ہوتا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ﴾ (التوبة: ١٢٨)

''(مسلمانو!) تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول آئے ہیں۔''

اور سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ .)) [1]

''میں تمہاری طرح کا انسان ہوں جس طرح تم بھول جاتے ہو (اسی طرح) میں بھی بھول جاتا ہوں۔''

اور سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے انسان و بشر ہونے کی دلیل دیتی ہوئی فرماتی ہیں:

''رسول اللہ ﷺ بشر کے سوا کوئی دوسری مخلوق نہ تھے (اس لیے کہ) وہ اپنے کپڑے خود دھوتے، اپنی بکری کا دودھ خود دھوتے اور اپنی خدمت آپ کیا کرتے تھے۔'' [2]

مذکورہ بالا دلائل سے یہ بات آفتاب نیم روز کی طرح عیاں ہوگئی کہ رسول معظم ﷺ اور دیگر انبیاء ورسل علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور اُس کی مخلوق ہیں۔ اور ان کے متعلق ''نور من نور اللہ'' کا عقیدہ رکھنا صریحاً باطل اور شرک ہے۔ لیکن مقام، شان و مرتبہ کے لحاظ سے، بعد از خدا توئی قصہ مختصر۔

2۔ شرکِ اصغر:

اللہ تبارک وتعالیٰ کے علاوہ کسی غیر کی خوشنودی کے لیے یا دکھلاوے کے لیے کوئی نیکی کرنا، ''شرکِ اصغر'' کہلاتا ہے، اور یہ شرک کی دوسری قسم ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

[1] صحيح بخاري، كتاب الصلوٰة، باب التوجّه نحو القبلة حيث كان، رقم: ٤٠١ـ صحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلوٰة، باب السهو في الصلوٰة والسجود له، رقم: ٥٧٢.

[2] شمائل ترمذی، رقم: ٣٤٤ـ الأدب المفرد للبخاری، رقم: ٥٤١ ـ صحيح ابن حبان ٥٦٧٥ـ ابن حبان نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

﴿إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَإِذَا قَامُوْٓا إِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ إِلَّا قَلِيْلًا ﴿١٤٢﴾﴾

(النسآء: ١٤٢)

''بے شک منافقین اللہ سے چالبازیاں کررہے ہیں، اور وہ اُنھیں اس چالبازی کا بدلہ دینے والا ہے، اور جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں، تو کاہل بن کر کھڑے ہوتے ہیں، لوگوں سے ریاکاری کرتے ہیں، اور اللہ کو برائے نام یاد کرتے ہیں۔''

اور ریاکار آدمی کا جو عمل بھی ہوگا وہ برباد ہوجائے گا۔ چنانچہ اللہ جل جلالہ نے اسے ایک مثال دے کر سمجھایا۔ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٦٤﴾﴾

(البقرة: ٢٦٤)

''اُس آدمی کی مانند جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرتا ہے، اور یومِ آخرت پر ایمان نہیں رکھتا، اس کی مثال اُس چٹان کی ہے جس پر مٹی ہو، پھر اُس پر زور کی بارش ہو جو اُسے صرف ایک سخت پتھر چھوڑ دے۔ ان ریاکاروں نے جو کمایا تھا اُس میں سے اُنھیں کچھ بھی ہاتھ نہ آئے گا۔ اور اللہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا۔''

شرکِ سب سے زیادہ خطرے اور خوف والی چیز ہے۔ جیسا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ . قَالُوْا: وَمَا الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ؟ قَالَ: اَلرِّيَاءُ؟ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِأَصْحَابِ ذٰلِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِذَا جَازَى النَّاسَ: اِذْهَبُوْا إِلَى الَّذِيْنَ كُنْتُمْ

تُرَاؤُوْنَ فِی الدُّنْیَا؛ فَانْظُرُوْا هَلْ تَجِدُوْنَ عِنْدَهُمْ جَزَاءً؟)) ❶

''سب سے زیادہ خوف والی چیز جس کا مجھے تم پر خوف ہے، وہ ''شرکِ اصغر'' ہے۔ لوگوں نے پوچھا: (اے اللہ کے رسول!) ''شرکِ اصغر'' کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دکھاوا'' جس روز لوگوں کو اُن کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا، اُس روز اللہ تعالیٰ اُن سے فرمائے گا: جاؤ، اُن لوگوں کے پاس جنھیں دکھانے کے لیے تم دنیا میں عمل کیا کرتے تھے اور دیکھو! تمھیں اُن کے پاس سے کوئی بدلہ ملتا ہے؟''

جو شخص عبادت مثلاً نماز وغیرہ میں ریا کاری کا مرتکب ہو، وہ دنیا اور آخرت دونوں میں ناکام ونامراد ہوجاتا ہے۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝﴾ (الماعون: ٤-٦)

''پس ویل یا ہلاکت ہے اُن نمازیوں کے لیے جو اپنی نمازوں سے غفلت برتتے ہیں، جو لوگوں کو دکھاتے ہیں۔''

چنانچہ ڈاکٹر محمد لقمان سلفی اس کی تفسیر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اُن منافقین کی حقیقت کھول دی کہ؛ ''ان کی نماز لوگوں کے دکھاوے کے لیے ہوتی ہے۔'' چونکہ وہ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے، اس لیے وہ اپنی اس نماز سے نہ ثواب کی اُمید رکھتے ہیں، اور نہ عذاب وعقاب کا خوف۔'' ❷

علاوہ ازیں رسول اللہ ﷺ نے ریا کار نمازیوں کی وہ شرمندگی جو اُنھیں روزِ قیامت پیش آنی ہے، اُس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

---

❶ سلسلة الاحاديث الصحيحة، رقم: ٩٠١.

❷ تيسير الرحمان: ١٧٧٣/٢.

((يَكْشِفُ رَبُّنَا عَنْ سَاقِهِ ، فَيَسْجُدُ لَهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَّمُؤْمِنَةٍ ، وَيَبْقَىٰ مَنْ كَانَ يَسْجُدُ فِي الدُّنْيَا رِيَاءً وَسُمْعَةً ، فَيَذْهَبُ لِيَسْجُدَ ، فَيَعُودُ ظَهْرُهُ طَبَقًا وَّاحِدًا .)) ❶

''روزِ قیامت ہمارا رب اپنی پنڈلی ظاہر کرے گا تو (تمام) مؤمن مرد وعورتیں (اسے دیکھ کر) سجدہ ریز ہو جائیں گے، اور (وہاں صرف) وہ لوگ رہ جائیں گے جو دنیا میں لوگوں کو دکھانے اور سنانے کے لیے سجدہ کیا کرتے تھے، وہ بھی سجدہ ریز ہونا چاہیں گے، لیکن اُن کی پیٹھ اکڑ کر ایک تختہ بن جائے گی۔''

اس سے معلوم ہوا جو کوئی عزت و مرتبہ اور لوگوں سے داد حاصل کرنے یا اپنے آپ کو نیک باور کروانے کے لیے عبادت کرتا ہے، وہ قطعاً فلاح نہیں پا سکتا۔ فلاح پانا تو درکنار وہ دنیا و آخرت دونوں میں رسوائی سے دوچار ہوتا ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ اُسے اُس کے عمل کے مطابق عزت و شہرت بھی دے دیتا ہے، اور لوگوں میں اس کو اپنا عمل بھی دکھا دیتا ہے۔ جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ ، وَمَنْ رَاءٰى رَاءٰى اللّٰهُ بِهٖ .)) ❷

''جو کوئی اپنے عمل سے شہرت کمانا چاہے اللہ اُسے شہرت دے دیتا ہے، اور جو اپنا عمل لوگوں کو دکھانا چاہے اللہ تعالیٰ اُسے دکھا دیتا ہے۔''

لیکن یہاں ایک بات کی وضاحت کرنا ضروری ہے وہ یہ کہ بسا اوقات آدمی ثواب کی نیت سے اور وہ بھی لوگوں کو دکھا کر نیک کام کر رہا ہوتا ہے، لیکن اُس کے دکھانے میں غرض و غایت یہ ہوتی ہے کہ لوگ بھی اُسے دیکھ کر نیک اور اچھا عمل کریں، تا کہ وہ بھی ثواب کے مستحق ٹھہریں، تو ایسی صورت نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ہے، اور جتنے لوگ بھی اُس کو دیکھ کر یہ

❶ صحيح بخاري، كتاب التفسير، باب (يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ)، رقم: ٤٩١٩.
❷ صحيح مسلم، كتاب الزهد، باب تحريم الرياء: ٧٤٧٦.

عمل کریں گے اُن کے ثواب میں یہ بھی شریک ہوگا۔ارشادِ الٰہی ہے:

﴿اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَ اِنْ تُخْفُوْهَا وَ تُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ﴾ (البقرة: ٢٧١)

''اگر تم صدقات وخیرات کو ظاہر کرتے ہو تو اچھی ہی بات ہے، اور اگر محتاجوں کو دیتے وقت اُسے چھپاتے ہو، تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔''

اور اسی طرح اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے اچھا عمل کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں اُس کی محبت ڈال دے، اور وہ اُس کی مدح وثنا اور تعریفیں کرنے لگیں اور اُس پر وہ مسرت وخوشی محسوس کرے تو اس میں کوئی مضائقہ والی بات نہیں، بلکہ یہ اُس آدمی کے لیے دنیا میں بشارتِ الٰہی ہے۔جیسا کہ سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: أَرَءَيْتَ الرَّجُلَ يَعْمَلُ الْعَمَلَ مِنَ الْخَيْرِ وَيَحْمَدُهُ النَّاسُ عَلَيْهِ؟ قَالَ: تِلْكَ عَاجِلُ بُشْرَى الْمُؤْمِنِ .)) [1]

''رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ آپ اُس آدمی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں، جو نیک عمل کرتا ہے اور لوگ (اس عمل پر) اس کی تعریف کرتے ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ مؤمن کے لیے ایک خوشخبری ہے (جو اُسے جلدی مل جانی والی ہے)۔''

(9) غیر اللہ کی قسم کھانا:

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی مخلوقات میں سے جس کی چاہتا ہے قسم کھاتا ہے، لیکن مخلوق کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی اور کی قسم کھانا قطعاً حرام ہے، مگر افسوس کہ بے شمار لوگوں کی زبان پر غیر اللہ کی قسمیں جاری رہتی ہیں، مثلاً کسی رسول، نبی، ولی، پیر یا فرشتے کی قسم کھانا

[1] صحيح مسلم، كتاب البر، باب إذآ أثنى على الصالح فهي بشرى ولا تفره، رقم: ٦٧٢١.

اور اسی طرح اپنے آباؤ اجداد یا ان کی عزت وشرافت کی قسم کھانا یا ان کے علاوہ ایسی کوئی بھی قسم کھانا جو جاہل کھایا کرتے ہیں ۔ قطعاً ناجائز ہے ۔ دراصل ''قسم''، تعظیم کی ایک قسم ہے اور ایسی تعظیم کا حق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو روا ہے ۔ جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَلَا إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ ، مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ .)) ❶

''خبردار! اللہ تعالیٰ نے تمھیں اپنے باپ دادا کی قسم کھانے سے منع فرمایا ہے، لہٰذا جو قسم کھانا چاہے، وہ صرف اللہ کی قسم کھائے ۔''

اس سے معلوم ہوا کہ قسم صرف اللہ تعالیٰ کی ہی کھانی چاہیے، اس کے سوا کسی اور کی قسم کھانا قطعاً شرک ہے ۔ جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ أَشْرَكَ .)) ❷

''جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی تحقیق اس نے شرک کیا ۔''

لہٰذا کسی آدمی کو قسم کھانا ہو تو اُسے چاہیے کہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی قسم کھائے، وگرنہ خاموش رہے ۔ اور اگر اللہ کے سوا کسی اور کی قسم کھالے، تو اسے چاہیے کہ فوراً بطورِ کفارہ '' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ '' کہے ۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِيْ حَلْفِهِ: بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى ، فَلْيَقُلْ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ .)) ❸

---

❶ صحيح البخاري، كتاب الإيمان والنذور، رقم: ٦٦٤٦.

❷ سنن ابي داؤد، كتاب الايمان والنذور، رقم: ٣٢٥١ ـ سنن الترمذي، كتاب النذور والأيمان، رقم: ١٥٣٥ ـ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٦٢٠٤ ـ ارواء الغليل، رقم: ٢٥٦١.

❸ صحيح بخاري، كتاب الأيمان والنذور، باب: لا يحلف باللّات والعزى ولا بالطواغيت، رقم: ٦٦٥٠.

''جو کوئی قسم کھاتے وقت لات وعزیٰ کی قسم کھا بیٹھا ہو اُسے چاہیے کہ وہ فوراً ''لا الٰہ الا اللہ'' کہہ دے۔''

(10) بدشگونی لینا:

نبی مکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی جب بعثت ہوئی تو دنیا جہالت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں غرق تھی اور طرح طرح کے شیطانی وسوسوں اور شرکیہ توہمات میں پھنسی ہوئی تھی۔ جاہلیت کے شرکیہ عقائد میں جہاں بتوں کو معبود بنانا، انبیاء علیہم السلام کو مشکل کشا ماننا، جنات کی پناہ مانگنا تھا، وہاں بدشگونی لینے کا عقیدہ بھی قائم تھا۔

بدشگونی کے لیے لغت عرب میں لفظ '' اَلطِّیَرَۃْ '' استعمال ہوتا ہے، جس کے معنی ''کسی چیز کو باعث نحوست و بدشگونی قرار دینے'' کے ہیں۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿فَإِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ۗ أَلَآ إِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٣١﴾﴾ (الأعراف: ۱۳۱)

''پس جب اُنھیں کوئی اچھی چیز ملتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو ہیں ہی اس کے حقدار، اور اگر اُن کو کوئی بد حالی پیش آتی، تو موسیٰ اور اُن کے ساتھیوں کی نحوست بتلاتے، حالانکہ اُن کی نحوست تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے، لیکن اُن کے اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

اہل عرب جب کسی اہم کام کا ارادہ کرتے مثلاً کسی ملک یا علاقے کو سفر کرنا چاہتے، تو کوئی پرندہ پکڑ لیتے اور پھر اُسے چھوڑ دیتے تھے۔ اگر وہ دائیں جانب کو جاتا تو اسے نیک شگون سمجھتے اور وہ اپنا مطلوبہ کام یا سفر جاری رکھتے تھے، اور اگر وہ پرندہ بائیں جانب کو جاتا تو اُسے بدشگون قرار دیتے تھے، اور اپنا سفر یا ارادہ وغیرہ ترک کر دیا کرتے تھے۔

اس عقیدے میں اور بھی بہت ساری چیزیں شامل کی جاسکتی ہیں، مثلاً مہینوں میں سے

کسی مہینے کو بدشگون قرار دینا، جیسے کہ بعض لوگ ماہِ صفر کو نحوست اور بدشگونی کا مہینہ قرار دیتے ہیں اور اس میں شادی وغیرہ نہیں کرتے۔

بہرحال بدشگونی کا عقیدہ قطعی حرام ہے، اور توحید کے یکسر منافی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس عقیدہ کی تردید میں فرمایا:

((اَلطِّيَرَةُ شِرْكٌ .)) ❶

''بدشگونی شرک ہے۔''

نیز رسول مکرم ﷺ نے ایسے شرک کے تمام مرتکبین سے اظہارِ برأت فرمایا ہے۔ چنانچہ سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَطَيَّرَ أَوْ تُطُيِّرَ لَهُ أَوْ تَكَهَّنَ أَوْ تُكُهِّنَ لَهُ .)) ❷

''وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جس نے نحوست پکڑی یا جس کے لیے نحوست پکڑی گئی، (اور) نہ وہ شخص جو کہانت کرے یا اُس کے لیے کہانت کی جائے۔''

بہرحال ہر آدمی کو چاہیے کہ بدشگونی سے بچ کر قرآن اور سنت کی سچی اتباع کرے، تاکہ دونوں جہانوں میں اُسے کامیابی و کامرانی کی سعادت حاصل ہو سکے۔

(11) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمید ہونا:

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمید اور مایوس ہونا قطعاً اہل ایمان اور اہل اسلام کا طریقہ نہیں ہے، بلکہ گمراہ اور کافر قوم کا طریقہ ہے، جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ﴾ (الحجر : ٥٦)

''سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے کہا: گمراہوں کے سوا اپنے رب کی رحمت سے کون

---

❶ سنن ابی داؤد، كتاب الطب، باب فی الطِّيرة، رقم: ٣٩١٠۔ سنن الترمذي، كتاب السير، باب ماجآء فی الطيرة، رقم: ١٦١٤۔ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٣٩٦٠۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ٤٢٩.

❷ طبرانی کبیر: ١٦٢/١٨۔ مسند بزار، رقم: ٣٠٤٤۔ مجمع الزوائد: ٥/ ١٤٣۔ علامہ ہیثمی نے اس کے رجال کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

نا اُمید ہوسکتا ہے۔''

نیز ایک اور مقام پر جناب سیّدنا یعقوب علیہ السلام کی نصیحت (جو انھوں نے اپنے بیٹوں کو کی تھی) کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴾

(يوسف : ٨٧)

''اے میرے بیٹو! تم جاؤ اور یوسف اور اُس کے بھائی کا پتہ لگاؤ، اور اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو، اللہ کی رحمت سے صرف کافر لوگ نا اُمید ہوتے ہیں۔''

علاوہ ازیں سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما گناہوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بڑے گناہوں میں سے ایک گناہ یہ بھی ہے:

((اَلْقَنُوْطَ مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ .)) [1]

''(بڑے گناہوں میں سے ایک گناہ) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمید ہو جانا ہے۔''

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

((إِنَّ إِبْلِيْسَ قَالَ لِرَبِّهٖ: بِعِزَّتِكَ وَجَلَالِكَ لَا أَبْرَحُ أُغْوِيْ بَنِيْ آدَمَ مَا دَامَتِ الْأَرْوَاحُ فِيْهِمْ ، فَقَالَ لَهُ اللّٰهُ: فَبِعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ لَا أَبْرَحُ اَغْفِرُ لَهُمْ مَا اسْتَغْفَرُوْنِيْ .)) [2]

''ابلیس نے اپنے رب سے کہا: تیری عزت وجلال کی قسم! میں اولادِ آدم کو اُس

[1] طبراني كبير، رقم: ٨٦٩٥، ٨٦٩٧، ٨٦٩٨۔ علامہ ہیثمی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔ مجمع الزوائد: ١٣٧/١.

[2] مسند احمد: ٢٩/٣، رقم: ١١٢٤٤۔ شیخ ارناؤط نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔ مسند أبي يعلى: ٣٩٩/١، رقم: ١٢٧٤.

وقت تک گمراہ کرتا رہوں گا جب تک اُن میں روح پائی جائے گی، تو اللہ تعالیٰ نے اُسے جواباً فرمایا: مجھے میری عزت وجلال کی قسم! میں اُنھیں اُس وقت تک بخشتا رہوں گا جب تک وہ مجھ سے بخشش طلب کرتے رہیں گے۔''

اس فرمانِ نبوی سے معلوم ہوا کہ جو آدمی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اُمید رکھتے ہوئے سچے دل سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرے گا، تو اللہ تعالیٰ اُسے بخش دیں گے، اور اس کے برعکس اگر اللہ کی رحمت سے جو نا اُمید اور مایوس ہوگیا، تو شیطانی چکر میں پھنس کر گمراہ ہوجائے گا اور دونوں جہانوں کی ہلاکت اُس کا مقدر بن جائے گی۔

(12) اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرنا:

اللہ تعالیٰ کے تمام بنی آدم، بلکہ تمام مخلوقات پر بے پایاں انعامات واحسانات ہیں، جو شخص ان انعامات واحسانات کی پاسداری اور خیال کرتے ہوئے اللہ کا شکر کرے تو اللہ تعالیٰ اُسے تمام اُمور میں کامیابی اور مزید ترقی عطا فرمائے گا، اور اس کے برعکس اگر وہ اللہ کی ناشکری کرنے پہ اُتر آیا جو کہ ایک بہت بڑا جرم اور گناہ ہے، تو اللہ تعالیٰ اُسے تمام انعامات سے محروم کرکے عذاب میں مبتلا کردے گا۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ۞﴾ (ابراهيم: ۷)

''اور جب تمہارے رب نے یہ خبر دی کہ اگر تم شکرگزاری کروگے، تو بے شک میں تمھیں زیادہ دوں گا، اور اگر تم ناشکری کروگے تو یقیناً میرا عذاب بہت سخت ہے۔''

ایک دوسرے مقام پر یوں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا ۝٢ إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا ۝٣ إِنَّا أَعْتَدْنَا

لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَا۟ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا ④ اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ⑤﴾ (الدھر: ۲-٦)

''بے شک ہم نے انسان کو مخلوط نطفہ سے پیدا کیا ہے، تا کہ ہم اُسے آزمائیں پس ہم نے اُسے سنتا دیکھتا بنایا۔ بے شک ہم نے راہِ راست کی طرف اُس کی رہنمائی کر دی ہے، اب خواہ وہ شکر گزار بنے یا ناشکرا۔ بے شک ہم نے کافروں کے لیے زنجیریں، طوق اور بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔ بے شک نیک لوگ (جنت میں) ایسے جام پئیں گے جس میں کافور ملا ہوگا۔''

نیز ایک جگہ انتہائی تفہیمی انداز میں ارشاد فرمایا:

﴿مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ⑭⑦﴾ (النسآء: ۱٤٧)

''اگر تم شکر ادا کرو گے اور ایمان لاؤ گے، تو اللہ تمھیں عذاب دے کر کیا کرے گا؟ اور اللہ بڑا قدر کرنے والا، اور بڑا علم والا ہے۔''

ان مذکورہ بالا تمام آیات پر غور کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آدمی کو چاہیے کہ ناشکری اور نافرمانی کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ پر ایمان اور عمل صالح کے ذریعہ اُس کے بے پایاں انعامات و احسانات کا شکریہ ادا کرے، اور اللہ کے ہاں مزید اجر و ثواب اور ترقیوں کا مستحق ٹھہرے، وگرنہ سراسر تباہی اور ہلاکت ہے۔

(13) اللہ تعالیٰ کی صفات کا انکار اور تاویل کرنا:

اللہ تعالیٰ کی ذات پر جس طرح ایمان رکھنا فرض ہے، ٹھیک اسی طرح اُس کے صفات پر ایمان رکھنا بھی فرض ہے، لیکن انتہائی افسوس کہ بعض لوگ اللہ تعالیٰ کے ذاتی ناموں پر تو ایمان رکھتے ہیں، لیکن صفاتی ناموں سے چڑتے اور ان کا انکار کرتے ہیں، چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کفارِ قریش کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿ كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَاْ عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ۭ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ۝ ﴾ (الرعد : ۳۰)

''ہم نے اسی طرح آپ کو ایسی قوم کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے، جن سے پہلے بہت سی قومیں گذر چکی ہیں، تاکہ آپ اُنھیں وہ قرآن پڑھ کر سنائیں جو ہم نے آپ کو بذریعہ وحی دیا ہے، اور وہ لوگ جو اللہ رحمان کے منکر ہیں، آپ کہہ دیجیے کہ وہی میرا رب ہے، اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، میں نے اسی پر بھروسہ کیا ہے، اور اسی کی طرف میرا لوٹنا ہے۔''

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ کفارِ قریش اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ''رحمٰن'' کے انکاری تھے۔ اور اس پر مستزاد صحیح بخاری میں سیّدنا مخرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے:

''صلح حدیبیہ کے موقع پر جب نبی مکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح نامہ کے آغاز میں '' بسم الله الرحمن الرحيم ''تحریر کروایا تھا، تو اس پر قریش کے نمائندے سہیل بن عمرو نے یہ اعتراض کر دیا کہ یہ ''رحمٰن'' کون ہے، ہم اسے نہیں جانتے۔ جب یہ اختلاف بڑھنے لگا، تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا؛ یہ جملہ مٹا کر قریش کے دستور کے مطابق '' بِإِسْمِكَ اللّٰه ''لکھ دیا جائے۔'' [1]

اور امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ایک قول نقل کیا ہے، جو اُنھوں نے ایک ایسے آدمی کو دیکھ کر فرمایا جسے صفاتِ الٰہی کے بارے میں ایک حدیث سن کر یوں گھبراہٹ ہوئی، جیسے یہ حدیث اُس آدمی کو پسند ہی نہ آئی ہو۔ چنانچہ جب اُنھوں نے اُسے اس حالت میں دیکھا، تو فرمانے لگے:

((مَا فَرق مِنْ هٰؤُلَاءِ يَجِدُوْنَ عِنْدَ مُحْكَمِهِ ، وَيَهْلِكُوْنَ عِنْدَ

[1] صحیح بخاري، کتاب الشروط، باب الشروط فی الجهاد والمصالحه مع اهل الحرب، رقم: ۲۷۳۱.

مُتَشَابِهِهٖ .)) ❶

''ایسے لوگوں سے دُور رہنا چاہیے جو اللہ تعالیٰ کی محکم آیات سن کر ان پر ایمان لاتے ہیں، لیکن متشابہہ آیات سن کر ہلاکت میں پڑ جاتے ہیں، یعنی تاویل کرتے ہیں۔''

(14) اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلانا:

اللہ تبارک وتعالیٰ کی آیات کی تکذیب اور ان کا مذاق اُڑانا انتہائی خطرناک جرم اور بہت بڑا گناہ ہے، جو انسان کو اُس کے مقصدِ حقیقی (دُنیا میں آنے کا مقصد) سے دور کر کے اُس کے تمام نیک اور اچھے اعمال کا صفایا کر کے رکھ دیتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہدایت سے محرومی، ہمیشہ کا خسارہ اور دنیا وآخرت میں نقصان اُٹھانا اُس کا مقدر بن جاتا ہے۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٠٤﴾﴾ (النحل: ١٠٤)

''جو لوگ اللہ کی آیات پر ایمان نہیں لاتے، اللہ اُنہیں ہدایت نہیں دیتا، اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔''

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٦٣﴾﴾

(الزمر: ٦٣)

''اور جو لوگ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں، وہی خسارہ اُٹھانے والے ہیں۔''

نیز ایک مقام پر ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات کی تکذیب کرتے ہیں وہ

❶ مصنف عبدالرزاق، كتاب الجامع، باب صفة أهل النّار، رقم: ٢٠٨٩٥.

جہنمی ہیں، لیکن یہ بات واضح رہے کہ تکذیب کسی بھی صورت میں ہو، چاہے تمسخر و مذاق کی صورت میں، یا تکبر و غرور کی صورت میں یا پھر کھلے انکار کی صورت میں، بہر حال وہ جہنم میں دخول کا باعث ہے۔

﴿وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴾
(المائدۃ: ۱۰)

''اور جو لوگ کفر کریں، اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں وہی جہنمی ہیں۔''

اور یہ بھی یاد رہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات کی تکذیب کرتے ہیں، ہلاکت و تباہی کے بھنور میں اس طرح پھنس جاتے ہیں کہ اُنھیں پتہ تک نہیں ہوتا۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾
(الأعراف: ۱۸۲)

''اور جو لوگ ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں، ہم اُنھیں بتدریج (گرفت میں) لیے جا رہے ہیں اس طور پر کہ اُنھیں خبر بھی نہیں ہوتی۔''

(15) اللہ تعالیٰ کی ذات پر جھوٹ باندھنا:

اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس پر افتراء پردازی یعنی جو بات اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمائی، لیکن اُسے اللہ کی طرف منسوب کرنا، یقیناً بہت بڑا گناہ اور ظلم ہے، اور اللہ تعالیٰ کو اذیت و تکلیف پہنچانا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴾ (العنکبوت: ٦٨)

''اور اُس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے، یا جب حق اُس کے پاس آ جائے، تو وہ اُسے جھٹلائے، کیا ایسے کافروں کا ٹھکانہ جہنم نہیں ہے؟''

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ﴾ (الزمر: ٦٠)

''اور آپ قیامت کے دن دیکھیں گے کہ جن لوگوں نے (دنیا میں) اللہ پر افترا پردازی کی تھی، اُن کے چہرے سیاہ ہوں گے، کیا جہنم میں تکبر کرنے والوں کے لیے کوئی ٹھکانہ نہیں ہے؟''

اللہ تعالیٰ کی ذات پر جھوٹ باندھنا اللہ تعالیٰ کو اذیت وتکلیف پہنچانے کے مترادف ہے، اور جو کوئی اللہ یا اُس کے رسول ﷺ کو اذیت وتکلیف پہنچائے وہ لعنت اور دردناک عذاب کا مستحق ہے۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا﴾ (الاحزاب: ٥٧)

''بے شک جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں، اللہ اُن پر دنیا اور آخرت میں لعنت بھیجتا ہے، اور اُن کے لیے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

(16) سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنا:

رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس پر افترا پردازی یعنی جو بات رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمائی، وہ آپ ﷺ کی طرف منسوب کرنا، انسان کو جہنم میں لے جاتا ہے۔ چنانچہ سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلىٰ أَحَدٍ، مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ .)) [1]

---

[1] صحيح بخاري، كتاب الجنائز، باب مَا يُكْرَهُ مِنَ النِّيَاحَةِ عَلَى الْمَيِّتِ، رقم: ١٢٩١ـ صحيح مسلم، المقدمة، باب تغليظ الكذب علىٰ رسول الله ﷺ، رقم: ٥.

''مجھ پر جھوٹ باندھنا کسی دوسرے پر جھوٹ باندھنے کی مانند نہیں ہے، جو کوئی مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھے اُس کو اپنا ٹھکانہ جہنم بنا لینا چاہیے۔''

نیز رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ يَّقُلْ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ .)) [1]

''جو کوئی مجھ پر ایسی بات منسوب کرے جو میں نے نہیں کہی، اُسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ آگ بنالے۔''

لیکن افسوس کہ بڑے بڑے واعظین، خطباء اور مقررین اپنے اپنے وعظوں، خطبوں اور تقریروں میں ضعیف، موضوع اور من گھڑت قسم کی روایات لوگوں کو سنا کر اُن کے ایمان و یقین کو خراب کرتے اور بگاڑتے ہیں۔ (اس طرح وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرتے ہیں۔)

(17) اطاعت رسول اللہ ﷺ پر تقلید کو ترجیح دینا:

نبی مکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری تمام بنی آدم پر فرض اور لازم ہے، اس لیے کہ وہ انسانی ہدایت کا سرچشمہ ہیں۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١٣﴾﴾ (النساء: ١٣)

''اور جو اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرے گا، تو وہ اُسے جنتوں میں داخل کرے گا، جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، اُن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور یہ بہت بڑی کامیابی ہوگی۔''

ایک دوسرے مقام پر فرضیت اطاعت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ

[1] صحیح بخاري، کتاب العلم، باب من کذب علی النبي ﷺ، رقم: ١٠٨.

فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ فَرُدُّوۡهُ اِلَی اللّٰهِ وَ الرَّسُوۡلِ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَیۡرٌ وَّ اَحۡسَنُ تَاۡوِیۡلًا ﴿۵۹﴾ (النسآء: ۵۹)

''اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، اور رسول کی اطاعت کرو اور تم میں سے جو ارباب حل وعقد ہیں اُن کی، پھر اگر کسی معاملہ میں تمہارا اختلاف ہو جائے، تو اُسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو، اسی میں بھلائی ہے اور انجام کے اعتبار سے یہی اچھا ہے۔''

اس آیت شریفہ سے یہ آشکارا ہو گیا کہ اطاعت مستقل بالذات صرف اور صرف اللہ اور اُس کے رسول جناب محمد ﷺ کی ہے اور کسی کی نہیں۔ بقیہ اَعیانِ سلطنت یا اہل علم کی اطاعت تب کی جائے گی، جب وہ اللہ اور اُس کے رسول کے بتائے ہوئے احکامات کے مطابق فتویٰ، مسئلہ یا پھر کوئی فیصلہ کریں گے۔

لیکن یہ بات یاد رہے کہ جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت وفرمانبرداری پر علماء، صلحاء، آئمہ، اُمراء اور اپنے آباؤ اجداد کی تقلید کو ترجیح اور اہمیت دیتے ہیں، جو کہ ایک بہت بڑا گناہ ہے۔ وہ قطعاً ہدایت یافتہ نہیں ہو سکتے، اور نہ ہی وہ دونوں جہانوں میں کامیاب ہو سکتے ہیں، بلکہ اُن کے لیے اللہ نے آخرت میں رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔ نیز جو علماء اور پیر اپنی پیٹ پوجا اور اکاؤنٹ بیلنس بڑھانے کے لیے اپنا تقلیدی جال بچھا کر لوگوں کو ضعیف، موضوع اور من گھڑت روایات سنا سنا کر اور اسی طرح مختلف حیلے تراش تراش کر اُنھیں اللہ اور اُس کے رسول کے سچے دین سے روکتے ہیں۔ اُن کے لیے بھی اللہ تعالیٰ نے بڑا سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔

قارئین کرام! اب ہم سطورِ ذیل میں چند آیات نقل کر رہے ہیں جو اس مسئلہ کی مزید وضاحت کے لیے کافی ہوں گی۔ ان شاء اللہ!

جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لانے کا دعویٰ تو کرتے ہیں، لیکن جب اُنھیں

قرآن وسنت کے مطابق فیصلہ کرنے کے لیے بلایا جائے، تو اعراض کر جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالرَّسُوْلِ وَ اَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَ مَاۤ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝﴾ (النور: ٤٧-٤٨)

''اور (منافق) کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لے آئے ہیں، اور ہم نے اطاعت قبول کر لی ہے، پھر اُس کے بعد اُن میں سے ایک گروہ روگردانی کرتا ہے، اور وہ لوگ کبھی ایمان والے تھے ہی نہیں۔ اور جب اُنھیں اللہ اور اُس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے، تاکہ وہ اُن کے درمیان فیصلہ کر دے، تو اُن کا ایک گروہ منہ موڑنے والا ہوتا ہے۔''

اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا اپنے علماء اور پیروں کو اشیاء کے حلال وحرام کا اختیار (جس کو انھوں نے حلال کہا اُسے حلال سمجھ لینا اور جس کو انھوں نے حرام کہا اُسے حرام سمجھ لینا) دے بیٹھتے ہیں، اُن کی مذمت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿اِتَّخَذُوْۤا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ (التوبة: ٣١)

''اُن لوگوں نے اپنے عالموں اور عابدوں کو اللہ کی بجائے رب بنالیا۔''

جو عالم اور پیر (اپنی تقلید کا جال بچھا کر) دنیاوی مفادات کی خاطر لوگوں کی مرضی کے مطابق فتویٰ دیتے ہیں، جب کہ حقیقتاً وہ اس طرح کر کے لوگوں کو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے سچے دین سے روک رہے ہوتے ہیں، ایسے لوگوں کی مذمت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَ الرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ

وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٣٤﴾ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ﴿٣٥﴾﴾

(التوبۃ: ٣٤-٣٥)

''اے ایمان والو! بہت سے علماء اور عابد (گرجوں کے پجاری) لوگوں کا مال ناجائز کھاتے ہیں، اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں، اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں، اور اُسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، تو آپ اُنھیں دردناک عذاب کی خوشخبری دے دیجیے۔ جس دن اسے جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا، پھر اُس کے ذریعے اُن کی پیشانیوں اُن کے پہلوؤں اور اُن کی پیٹھوں کو داغا جائے گا (اور اُن سے کہا جائے گا کہ) یہی ہے وہ مال جو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا، تو اب چکھو اُس کا مزہ جو تم جمع کرتے تھے۔''

اور جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کی بجائے اپنے آباؤ اجداد کی اندھی تقلید (جو کہ ایک گمراہی ہے) کرتے ہیں، اور اسی کو ترجیح دیتے ہیں۔ اُن کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ﴿٢٣﴾﴾

(الزّخرف: ٢٣)

''اور اسی طرح ہم نے آپ سے پہلے جب بھی کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا (نبی) بھیجا، تو اُن کے عیش پرستوں نے کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک طریقہ پر چلتے پایا ہے، اور ہم یقیناً اُنہی کے نقش قدم کی پیروی کرنے والے ہیں۔''

مذکورہ بالا تمام آیات سے واضح ہوا کہ جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت سے انحراف کر کے کسی غیر کی تقلید کرتے ہیں، وہ قطعاً ہدایت یافتہ نہیں ہو سکتے، اور نہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نبی مکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی سچی اطاعت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) کیوں کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی گویا اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔ جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (النسآء: ٨٠)

''جس نے رسول کی اطاعت کی اسی نے اللہ کی اطاعت کی۔''

اور سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَطَاعَنِيْ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ ، وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ .)) [1]

''جس نے میری فرمانبرداری کی (گویا) اُس نے اللہ کی فرمانبرداری کی، اور جس نے میری نافرمانی کی (گویا) اُس نے اللہ کی نافرمانی کی۔''

(18) رسول اللہ ﷺ کی شان کو گھٹانا یا بڑھانا:

اللہ تبارک وتعالیٰ کے تمام انبیاء و رسل علیہم السلام انتہائی معظم ومکرم اور درجہ کے اعتبار سے تمام بنی آدم و دیگر مخلوقات سے بلند تر ہوتے ہیں، لیکن کسی اُمتی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی نبی یا رسول یعنی سیّدنا آدم علیہ السلام سے لے کر آخر الزماں پیغمبر جناب محمد رسول اللہ ﷺ تک، کسی نبی یا رسول کے مقام ومرتبہ میں غلو اور مبالغہ آمیزی سے کام لیتے ہوئے اُنھیں ''مقامِ عبودیت'' سے ''مقام اُلوہیت'' تک پہنچا دے، یا اللہ کا بیٹا قرار دے، یا پھر اُن

[1] صحيح بخاري، كتاب الأحكام، باب قول الله تعالىٰ " اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى الأمر منكم "، رقم: ٧١٣٧.

سے متعلق ''عالم الغیب'' اور ''نورٌ من نور اللہ'' کا عقیدہ قائم کرلے۔

یاد رہے کہ کسی بھی نبی یا رسول کے مقام کو اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مقام سے بڑھانا یا کم کرنا اپنے ایمان کو خراب کرنے کے مترادف ہے۔ چنانچہ نصاریٰ کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝﴾

(المائدۃ: ۷۲)

''یقیناً وہ لوگ کافر ہوئے جنھوں نے کہا کہ بے شک ''اللہ'' مسیح ابن مریم ہی ہیں، اور مسیح نے کہا: اے بنی اسرائیل! تم لوگ اللہ کی عبادت کرو، جو میرا اور تم سب کا رب ہے۔ بے شک جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک ٹھہرائے گا، تو اللہ نے اُس پر جنت حرام کردی ہے، اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔''

نیز ایک دوسرے مقام پر یہود و نصاریٰ کا ردّ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُۨ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِــــُٔـوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۭ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ڽ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝﴾ (التوبۃ: ۳۰)

''اور یہود نے کہا کہ عزیز اللہ کے بیٹے ہیں، اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح اللہ کے بیٹے ہیں، یہ اُن کے منہ کی بکواس ہے، اُن لوگوں کے قول کی مشابہت اختیار کرتے ہیں، جنھوں نے ان سے پہلے کفر کیا تھا، اللہ اُنھیں ہلاک کردے، کس طرح حق سے پھرے جا رہے ہیں۔''

غلو (زیادتی) چاہے انبیاء و رسل علیہم السلام کی عظمت وشان میں ہو یا دیگر دینی معاملات میں بہر حال ناجائز اور غلط ہے۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿يَاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ﴾

(النسآء: ١٧١)

''اے اہل کتاب! اپنے دین میں غلو نہ کرو، اور اللہ کی شان میں حق بات کے علاوہ کچھ نہ کہو۔''

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ يَاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ﴾

(المائدة: ٧٧)

''آپ کہہ دیجیے کہ اے اہل کتاب! تم لوگ اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو، اور اُن لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرو، جو اس سے پہلے خود گمراہ ہو گئے، اور بہتوں کو گمراہ کیا، اور راہِ راست سے بھٹک گئے۔''

علاوہ ازیں رسول اللہ ﷺ نے بھی غلو کرنے والوں کی بڑی سخت مذمت فرمائی ہے۔ چنانچہ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:

((هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ . قَالَهَا ثَلَاثًا .)) [1]

''غلو کرنے والے ہلاک ہو گئے۔ رسول اکرم ﷺ نے تین مرتبہ یہی کلمات دھرائے۔''

نیز سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تُطْرُوْنِيْ كَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰى ابْنَ مَرْيَمَ فَإِنَّمَا اَنَا عَبْدُهُ

[1] صحيح بخاري، كتاب العلم، باب هلك المتنطعون، رقم: ٦٧٨٠.

فَقُوْلُوْا: عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ .)) ❶

''میری تعریف میں مبالغہ مت کرنا جس طرح نصاریٰ نے عیسیٰ کی تعریف میں مبالغہ کیا تھا۔ میں ایک بندہ ہوں، لہٰذا مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔''

اور جو لوگ سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ یا کسی اور نبی یا رسول ﷺ کی عظمت و شان میں کمی کرتے ہیں، چاہے وہ کسی بھی صورت میں ہو، استہزا اور ٹھٹھہ کی صورت میں یا کسی اور صورت میں، وہ سخت مجرم اور سزا کے مستحق ہوتے ہیں۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ۚ قُلْ أَبِاللّٰهِ وَآيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٦٥﴾ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيْمَانِكُمْ ۚ إِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿٦٦﴾﴾

(التوبة: ٦٥-٦٦)

''اور اگر آپ اُن سے پوچھیں گے تو وہ صاف کہہ دیں گے کہ ہم تو یونہی آپس میں ہنس بول رہے تھے، آپ کہیے کہ کیا تم لوگ اللہ، اُس کی آیات اور اُس کے رسول کا مذاق اُڑاتے تھے۔ تم بہانے نہ بناؤ یقیناً تم لوگ ایمان لانے کے بعد دوبارہ کافر ہوگئے ہو، اگر ہم تم میں سے ایک گروہ کو (اُن کے تائب ہو جانے کے بعد) معاف کر دیں گے، تو کچھ لوگوں کو، ان کے جرم کی سزا دیں گے۔''

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے ایک واقعہ مروی ہے، جس میں ایک عیسائی کو اہانتِ رسول پر اللہ کی جانب سے سخت سزا دی گئی۔ فرماتے ہیں:

((كَانَ رَجُلٌ نَصْرَانِيًّا ، فَأَسْلَمَ ، وَقَرَأَ الْبَقَرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ ، فَكَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ ﷺ ، فَعَادَ نَصْرَانِيًّا ، فَكَانَ يَقُولُ مَا يَدْرِي

❶ صحيح بخاري، كتاب أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالىٰ: ﴿ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا ﴾ [مريم: ١٦] رقم: ٣٤٤٥.

مُحَمَّدٌ إِلَّا مَا كَتَبْتُ لَهُ ، فَأَمَاتَهُ اللَّهُ فَدَفَنُوهُ ، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ فَقَالُوا: هٰذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ ، لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ ، نَبَشُوا عَنْ صَاحِبِنَا فَأَلْقَوْهُ ، فَحَفَرُوا لَهُ فَأَعْمَقُوا ، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ ، فَقَالُوا: هٰذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ ، نَبَشُوا عَنْ صَاحِبِنَا لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ فَأَلْقَوْهُ خَارِجَ الْقَبْرِ ، فَحَفَرُوا لَهُ ، وَأَعْمَقُوا لَهُ فِي الْأَرْضِ مَا اسْتَطَاعُوا ، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ ، فَعَلِمُوا أَنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ ، فَأَلْقَوْهُ .)) [1]

'' ایک شخص پہلے عیسائی تھا، پھر وہ اسلام میں داخل ہوگیا، اور اُس نے سورۃ بقرہ اور آلِ عمران پڑھ لی تھی، اور وہ نبی ﷺ کے لیے کتابت کیا کرتا تھا، لیکن پھر وہ مرتد ہوکر عیسائی ہوگیا اور کہنے لگا: میں نے جو کچھ آپ ﷺ کے لیے تحریر کردیا ہے اُس کے سوا محمد ﷺ کو اور کچھ بھی معلوم نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُس کی موت واقع ہوگئی، اور اُس کے دوستوں نے اُسے دفنادیا، جب صبح ہوئی تو اُنھوں نے دیکھا کہ اُس کی لاش قبر سے نکل کر زمین کے اوپر پڑی ہے۔ عیسائی لوگوں نے کہا کہ یہ محمد (ﷺ) اور اُس کے ساتھیوں کا کام ہے، چونکہ اُن کا دین اس نے چھوڑ دیا تھا، اس لیے اُنھوں نے اس کی قبر کھودی ہے اور نعش کو باہر نکال کر پھینک دیا ہے۔ چنانچہ دوسری قبر اُنھوں نے کھودی جو بہت زیادہ گہری تھی، لیکن جب صبح ہوئی تو پھر نعش باہر تھی، اس مرتبہ بھی اُنھوں نے یہی کہا کہ یہ محمد (ﷺ) اور اُن کے ساتھیوں کا کام ہے، پھر اُنھوں نے قبر کھودی اور جتنی گہری اُن کے بس میں تھی گہری کی اور اُس میں ڈال دیا، لیکن صبح ہوئی تو پھر نعش باہر تھی۔ اب کی بار اُنھیں یقین آیا

[1] صحيح بخاري، كتاب المناقب، باب علامات النبوة فى الإسلام، رقم: ٣٦١٧.

کہ یہ کسی انسان کا کام نہیں ہے، (بلکہ یہ عذابِ خداوندی میں گرفتار ہے)
چنانچہ اُنھوں نے اُسے یونہی (زمین پر) ڈال دیا۔''

(19) رسول اللہ ﷺ کو اپنی جان اور مال سے زیادہ محبوب نہ سمجھنا:

نبی مکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنا ایمان کا اوّلین تقاضا ہے، اور جو شخص اپنے والدین، اپنی اولاد اور مال و دولت سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ سے محبت کرتا اور تمام اُمور میں اُنھیں اپنا فیصل مانتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اُس کی ایسی محبت کے بدلہ میں اُس کے تمام گناہوں کو معاف کر کے اُسے جنت میں داخل کر دیتا ہے، اور یہی ایک سچے اور پکے مومن و مسلمان کی علامت ہے، اس کے برعکس جو شخص رسول اللہ ﷺ سے سچے دل سے محبت نہیں کرتا، اور انہیں اپنا مقتدیٰ اور پیشوا نہیں مانتا، وہ قطعاً صاحب ایمان نہیں ہوسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳۱﴾ (آل عمران : ۳۱)

''آپ کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ معاف کردے گا۔ اور اللہ بڑا معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔''

نیز سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ .)) [1]

''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا، جب تک کہ اُسے

---

[1] صحيح بخاري، كتاب الإيمان، باب حب الرسول صلى الله عليه وسلم، من الإيمان، رقم: ١٥۔ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، رقم: ١٦٩.

اپنے والدین، اپنی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ میں محبوب نہ ہو جاؤں۔''
اور جو لوگ رسول اللہ ﷺ کو سب سے بڑھ کر اپنا محبوب سمجھتے ہیں، اور نہ جملہ اُمور میں اپنا مقتدیٰ اور حاکم مانتے ہیں، تو وہ مومن نہیں ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمانِ عالی شان ہے:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴾ (النسآء: ٦٥)

''پس آپ کے رب کی قسم! وہ لوگ مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک آپ کو (اپنے اختلافی اُمور میں) اپنا فیصل نہ مان لیں، پھر آپ کے فیصلے کے بارے میں اپنے دلوں میں کوئی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں، اور پورے طور سے اُسے تسلیم کر لیں۔''

اور سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ .)) [1]

''جس نے میری سنت سے بے رغبتی کی وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔''

قرآنی آیات اور احادیث سے معلوم ہوا کہ آدمی کا ایمان دار ہونا رسول اللہ ﷺ سے تمام چیزوں سے بڑھ کر محبت کرنے پر منحصر اور موقوف ہے۔

(20) رسول اللہ ﷺ کا نامِ نامی سن کر درود وسلام نہ پڑھنا:

ہر مؤمن ومسلمان کا فریضہ ہے کہ جب نبی مکرم ﷺ کے اسم مبارک کی آواز اُس کے کانوں تک پہنچے تو اُسے فوراً نبی مکرم پر تحفۃً، گلدستہ درود وسلام پیش کرنا چاہیے۔ مؤمن ومسلمان تو کجا، خود اللہ تعالیٰ اور اُس کے تمام فرشتے بھی نبی مکرم ﷺ کو درود کے گلدستے

---

[1] صحيح بخاري، كتاب النكاح، باب الترغيب في النكاح، رقم: ٥٠٦٣ ـ صحيح مسلم، كتاب النكاح، رقم: ٣٤١٠.

اور سلام کے تحائف بھیجتے رہتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓىِٕكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝۵۶﴾ (الاحزاب: ۵۶)

''بے شک اللہ اور اُس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی اُن پر درود وسلام بھیجو۔''

جو لوگ نبی مکرم ﷺ پر درود وسلام پیش کرتے ہیں۔ اُن کے لیے پیغامِ مسرت ہے۔ چنانچہ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلٰوةً وَاحِدَةً؛ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ، وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيْئَاتٍ، وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ.)) [1]

''جس نے میری ذات پر ایک مرتبہ درود بھیجا۔ اللہ تعالیٰ اُس پر دس مرتبہ رحمتیں نازل فرمائے گا، دس گناہ معاف فرمائے گا، اور دس درجات بلند فرمائے گا۔''

اور جو لوگ نبی مکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا اسم مبارک سننے کے باوجود اُن پر درود وسلام نہیں بھیجتے، اُن کے لیے پیغام رسوائی ہے۔ سیّدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (تین آدمیوں کی رسوائی کا ذکر کرتے ہوئے) فرمایا:

((رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ.)) [2]

''وہ آدمی رسوا ہو، جس کے سامنے میرا نام لیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ

---

[1] سنن نسائي، كتاب السهو، باب الفضل في الصلوٰة على النبى صلى الله عليه وسلم، رقم: ۱۲۹۵۔ علامہ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] سنن ترمذي، كتاب الدّعوات، باب قول رسول الله صلى الله عليه وسلم، رغم انف رجلٍ، رقم: ۳۵۴۵۔ امام ابن حبان اور علامہ البانی نے اس روایت کو ''صحیح'' کہا ہے۔ مسند أحمد: ۲/ ۲۵۴، رقم: ۷۴۵۱۔ صحيح ابن حبان، كتاب الرقائق، باب الأدعيه، رقم: ۹۰۵.

پڑھے۔''

اور سیّدنا حسین بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْبَخِيْلُ الَّذِىْ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَىَّ .)) [1]

''جس آدمی کے سامنے میرا نام لیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے، وہ بخیل ہے۔''

علاوہ ازیں سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ نَسِىَ الصَّلٰوةَ عَلَىَّ خَطِئَ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ .)) [2]

''جو شخص مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا (گویا) اُس نے جنت کا راستہ کھو دیا۔''

(21) روزِ قیامت کا مذاق اُڑانا اور انکار کرنا:

قیامت کا دن صرف دین اسلام میں نہیں، بلکہ تمام اَدیانِ عالم میں بنیادی اہمیت کا حامل ہے، کیونکہ اُس دن عدل وانصاف اور دیانت داری کا ترازو، قائم کیا جائے گا، جس میں ہر عمل، محنت، مشقت اور کاوش کا مقدارِ اخلاص کے مطابق بدلہ دیا جائے گا۔ یا دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیجیے کہ قیامت کا دن تمام بنی آدم کے دنیاوی اَعمال کے نتیجہ کا دن ہے جس میں ہر آدمی کو اپنے عمل کے مطابق بدلہ دیا جائے گا۔

اور یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ، اس کے تمام رسل علیہم السلام، تمام آسمانی کتابوں اور فرشتوں پر ایمان لانا فرض ہے، ٹھیک اُسی طرح قیامت کے دن پر بھی ایمان لانا فرض ہے۔ جیسے اُن میں سے کسی ایک کے انکار سے کفر لازم آتا ہے، اسی طرح

---

[1] سنن ترمذي، كتاب الدعوات، رقم: ٣٥٤٦۔ علامہ البانی نے اس روایت کو ''صحیح'' کہا ہے۔ مسند احمد: ١/ ٢٠١، رقم: ١٧٣٦۔ شعب الإيمان، باب في تعظيم النبى صلى الله عليه وسلم، وإجلاله وتوقيره، رقم: ١٥٦٧، ١٥٦٨.

[2] سنن ابن ماجه، كتاب إقامة الصلوٰة والسنة فيها، باب الصلوٰة على النبى، رقم: ٩٠٨۔ سلسلة الاحاديث الصحيحة، رقم: ٢٣٣٧.

روزِ قیامت کا مذاق اُڑانے یا انکار کرنے سے بھی کفر لازم آتا ہے۔ لہٰذا جو شخص روزِ قیامت کا تمسخر کرے یا انکار کرے، تو اُس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ اِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ السَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّ مَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ۝ وَ بَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَ حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ وَ قِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝﴾

(الجاثية: ٣٢۔٣٤)

''اور جب کہا جاتا تھا کہ بے شک اللہ کا وعدہ برحق ہے، اور قیامت کی آمد میں کوئی شبہ نہیں ہے، تو تم کہتے تھے کہ ہم نہیں جانتے کہ قیامت کیا چیز ہے؟ ہم اُسے ایک ظن محض سمجھتے ہیں، اور ہم اُس پر بالکل یقین نہیں کرتے ہیں۔ اور اُن کے اعمال کی برائیاں اُن کے سامنے ظاہر ہوگئیں اور جس عذاب کا وہ مذاق اُڑا رہے تھے اس نے اُنھیں گھیر لیا اور اُن سے کہا جائے گا کہ آج ہم تمھیں اُسی طرح بھول جائیں گے، جس طرح تم نے اپنے اس دن کی ملاقات کو فراموش کر دیا تھا اور تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے، اور تمہارا کوئی مددگار نہیں۔''

ایک دوسرے مقام پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے قومِ ھود کا روزِ قیامت کے بارے میں تمسخر ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَ كُنْتُمْ تُرَابًا وَّ عِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ۝ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ۝ اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَ نَحْيَا وَ مَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّ مَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝﴾ (المؤمنون: ٣٥۔٣٨)

''کیا وہ تم سے (اللہ کی طرف سے) اس بات کا وعدہ کرتا ہے کہ جب تم

مر جاؤ گے اور مٹی اور ہڈیاں بن جاؤ گے، تو اپنی قبروں سے نکالے جاؤ گے۔ تم سے جو وعدہ کیا جاتا ہے، وہ بڑی ہی انہونی بات ہے، ہماری دنیاوی زندگی کے علاوہ اور کوئی زندگی نہیں ہے، ہم مرتے جیتے رہتے ہیں، اور ہم دوبارہ اُٹھائے نہیں جائیں گے، یہ آدمی اللہ کے خلاف محض جھوٹ بول رہا ہے۔ اور ہم اُس پر ایمان لانے والے نہیں ہیں۔''

(22) عذابِ قبر کا انکار کرنا:

عذابِ قبر دین اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے اور اس کے برحق ہونے میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں اور اس پر ایمان لانا واجب ہے۔ جو لوگ اس عقیدہ کے برحق نہ ہونے کا اعتقاد رکھتے ہوئے اس کا انکار کرتے ہیں، ان کا یہ عمل قرآن وسنت کی تعلیم کے صریح مخالف ہے۔

''عذابِ قبر'' برحق ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙۗ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ﴿٢٧﴾ ﴾

(ابراهيم: ٢٧)

''اللہ ایمان والوں کو دُنیا کی زندگی میں اور آخرت میں حق بات، یعنی کلمہ طیبہ پر ثابت قدم رکھتا ہے، اور اللہ ظالموں کو گمراہ کر دیتا ہے، اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔''

اس آیت کی تفسیر سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی وہ روایت ہے، جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا أُقْعِدَ الْمُؤْمِنُ فِيْ قَبْرِهٖ أَتَاهُ مَلِكَان اَذْرَقَان ثُمَّ شَهِدَ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ ، فَذٰلِكَ قَوْلُهُ: ﴿ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ ﴾ [ابراهيم: ٢٧] .))

''مؤمن جب اپنی قبر میں بٹھایا جاتا ہے، تو اُس کے پاس دو فرشتے نیلی آنکھوں والے آتے ہیں۔ وہ شہادت دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور نبی مکرم جناب محمد رسول اللہ (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں تو یہ اُس فرمانِ الٰہی کی تعبیر ہے جو سورۂ ابراہیم میں ہے کہ؛ اللہ ایمان والوں کو دنیا کی زندگی اور آخرت میں ٹھیک بات یعنی توحید پر مضبوط رکھتا ہے۔''

اور آلِ فرعون کو صبح وشام عذاب دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَ حَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ﴿٤٥﴾ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِيًّا ۚ وَ يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۫ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿٤٦﴾﴾ (المؤمن: ٤٥ـ٤٦)

''پس اسے اللہ تعالیٰ نے تمام بدیوں سے محفوظ رکھ لیا جو انہوں نے سوچ رکھی تھیں، اور فرعونیوں کو برے عذاب نے گھیر لیا، وہ لوگ صبح وشام نارِ جہنم پر پیش کیے جاتے ہیں اور جس دن قیامت آئے گی، (اللہ کہے گا) فرعونیوں کو سب سے سخت عذاب میں داخل کرو۔''

اور کفار کو موت کے وقت ہی سے عذاب ملنا شروع ہو جاتا ہے۔ اس کی دلیل اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ ارشادِ گرامی ہے:

﴿وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَ كُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٩٣﴾﴾

(الأنعام: ٩٣)

''اور اگر آپ دیکھیں جب ظالم لوگ موت کی سختیاں جھیل رہے ہوتے ہیں،

1 صحيح بخاري، كتاب الجنائز، رقم: ١٣٦٩ـ مسند احمد: ٤/ ٢٩١.

اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے کہتے ہیں کہ، آج ہاں اپنی جانیں نکالو تمھیں ذلت و رسوائی کا عذاب اس لیے دیا جائے گا کہ تم اللہ کے بارے میں ناحق باتیں کہتے تھے اور تم اللہ کی آیات سے تکبر کرتے تھے۔''

مزید فرمایا:

﴿وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ یَتَوَفَّى الَّذِیْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰٓىِٕكَةُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ ۝۵۰﴾ (الأنفال: ٥٠)

''کاش کہ آپ دیکھتے جب کہ فرشتے کافروں کی روح نکالتے ہیں، اُن کے چہروں اور اُن کی پیٹھوں پر ضربیں لگاتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ چکھوتم جلنے کا عذاب۔''

عذابِ قبر کے برحق ہونے پر رسول اللہ ﷺ کے فرامین مندرجہ ذیل ہیں۔ چنانچہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ؛

((أَنَّ يَهُودِيَّةً دَخَلَتْ عَلَيْهَا فَذَكَرَتْ عَذَابَ الْقَبْرِ فَقَالَتْ لَهَا أَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَأَلَتْ عَائِشَةُ (رضي الله عنها) رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ، فَقَالَ: نَعَمْ! عَذَابُ الْقَبْرِ ، قَالَتْ عَائِشَةُ رضي الله عنها فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَعْدُ صَلَّى صَلَاةً إِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ زَادَ غُنْدَرٌ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ .)) [1]

''ایک یہودی عورت اُن کے پاس آئی، اُس نے عذابِ قبر کا ذکر چھیڑ دیا اور کہا کہ اللہ تجھ کو عذابِ قبر سے محفوظ رکھے۔ اس پر سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے عذابِ قبر کے بارے میں دریافت کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے اُس کا جواب یہ دیا کہ ہاں، عذابِ قبر حق ہے۔ نیز سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان

[1] صحيح بخاري، كتاب الجنائز، باب ما جآء في عذاب القبر، رقم: ١٣٧٢.

کیا کہ پھر میں نے کبھی ایسا نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی نماز ایسی پڑھی ہو اور اُس میں عذابِ قبر سے اللہ کی پناہ نہ مانگی ہو۔ اور امام غندر رحمہ اللہ نے اس روایت میں " عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ " کے الفاظ زائد بیان کیے ہیں۔"

اور سیّدنا ایوب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ؛

((خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ، فَسَمِعَ صَوْتًا . فَقَالَ: يَهُوْدُ تُعَذَّبُ فِي قُبُوْرِهَا .)) [1]

" رسول اللہ ﷺ (ایک روز) سورج غروب ہونے کے بعد (گھر سے) نکلے تو ایک آواز سنی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہود کو اُن کی قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔"

(23) تقدیر کو جھٹلانا:

عذابِ قبر کی طرح " مسئلہ تقدیر " بھی بنیادی حیثیت کا حامل ہے۔ جس طرح عذابِ قبر کے برحق ہونے پر ایمان لانا واجب ہے، اسی طرح تقدیر پر ایمان لانا بھی واجب اور ضروری ہے۔ نیز سلف وخلف رحمہم اللہ کا یہ عقیدہ ہے کہ جو شخص تقدیر الٰہی کو پوری صداقت سے قبول کرتا ہے یعنی جس میں کسی قسم کا کوئی تردّد نہ ہو، تو وہ سچا اور پکا مؤمن ہے۔ لہٰذا جو شخص تقدیر الٰہی میں متردد (شک کرتا) ہے اُسے اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے۔

مسئلہ تقدیر کے ثبوت میں چند قرآنی آیات اور احادیث پیش خدمت ہیں۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَٰهُ بِقَدَرٍ ۝٤٩ وَمَآ أَمْرُنَآ إِلَّا وَٰحِدَةٌ كَلَمْحٍۭ بِٱلْبَصَرِ ۝٥٠﴾

(القمر: ٤٩ـ٥٠)

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الجنة، وصفة نعيمها وأهلها، رقم: ٧٢١٥.

'' ہم نے ہر چیز کو ٹھیک اندازے کے مطابق پیدا کیا ہے، اور ہمارا حکم صرف ایک دفعہ (کا ایک کلمہ) ہی ہوتا ہے، جیسے آنکھ کا جھپکنا۔''

ایک دوسرے مقام پر یوں ارشادِ گرامی ہے:

﴿مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴾ (الحدید : ٢٢)

'' جو مصیبت بھی زمین پر نازل ہوتی ہے، یا تمہاری جان پر، تو وہ لوحِ محفوظ میں قبل اس کے کہ ہم اُسے پیدا کریں، لکھی ہوئی ہے۔ بے شک ایسا کرنا اللہ کے لیے آسان ہے۔''

ایک مقام پر اس سے ذرا مختلف انداز میں ارشاد فرمایا:

﴿اَلَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ۭ قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴾ (ال عمران : ١٦٨)

'' انہی لوگوں نے اپنے بھائیوں سے کہا اور بیٹھ گئے کہ اگر ہماری بات مانتے تو قتل نہ کیے جاتے، آپ کہہ دیجیے کہ اگر تم سچے ہو تو پھر موت کو اپنے آپ سے ٹال دو۔''

مزید برآں رسول اللہ ﷺ نے قبولیت انفاق کو ایمان بالقدر سے معلق کرتے ہوئے فرمایا:

((لَوْ أَنَّ اللّٰهَ عَذَّبَ أَهْلَ سَمَوَاتِهِ وَأَهْلَ أَرْضِهِ: عَذَّبَهُمْ وَهُوَ غَيْرُ ظَالِمٍ لَهُمْ، وَلَوْ رَحِمَهُمْ كَانَتْ رَحْمَتُهُ خَيْرًا لَّهُمْ مِنْ أَعْمَالِهِمْ وَلَوْ أَنْفَقْتَ مِثْلَ أُحدٍ ذَهَبًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ مَا قَبِلَهُ اللّٰهُ مِنْكَ حَتَّى تُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ، وَتَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لَيَخْطَئَكَ، وَأَنَّ مَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ، فَلَوْ مِتَّ عَلٰى غَيْرِ هٰذَا لَدَخَلْتَ

النَّارَ .)) [1]

''اگر اللہ تعالیٰ تمام آسمان و زمین (میں رہنے) والوں کو عذاب دے، تو وہ اُن کے لیے ظالم نہیں ٹھہرے گا اور اگر اُن پر رحمت کرے، تو یہ اُن کے لیے اُن کے اعمال سے بہتر ہے، اگر تم اُحد پہاڑ یا اُحد پہاڑ کی مثل سونا راہِ الٰہی میں خرچ کردے۔ تو اللہ تعالیٰ اُسے اس وقت تک قبول نہیں فرمائے گا، جب تک وہ (اچھی یا بری) تقدیر پر ایمان نہیں لے آتا اور اُسے یہ یقین نہ ہو جائے کہ جو کچھ اُسے مل گیا، وہ کسی صورت میں اس سے ضائع نہیں ہوسکتا تھا، اور جو کچھ نہیں ملا وہ کسی صورت میں اس کو نہیں مل سکتا تھا، اگر تم اس عقیدے کو تسلیم کیے بغیر مر گئے، تو تمہیں ضرور آگ میں داخل کیا جائے گا۔''

(24) صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو گالی دینا:

صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) سے محبت کرنا، نہ صرف جزوِ ایمان بلکہ عین ایمان ہے۔ کیونکہ انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت نصیب ہوئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے، آپ کے دین کو تقویت پہنچائی، آپ سے خیر خواہی کی الغرض کہ ہر میدان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پورے خلوص کے ساتھ ساتھ دیا، یہی وجہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے راضی ہو گیا۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾ (المجادلة : ٢٢)

''اللہ اُن سے راضی ہو گیا، اور وہ اُس سے راضی ہو گئے، وہی اللہ کی جماعت کے لوگ ہیں، آگاہ رہیے کہ اللہ کی جماعت کے لوگ ہی کامیاب ہونے والے ہیں۔''

[1] سنن أبي داؤد، كتاب السنة، باب في القدر: ٤٦٩٩۔ علامہ البانی نے اس روایت کو ''صحیح'' کہا ہے۔

ایک دوسرے مقام پر مہاجرین و انصار صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۱۰۰﴾

(التوبة: ١٠٠)

''اور مہاجرین و انصار میں سے وہ اوّلین لوگ، جنھوں نے ہجرت کرنے اور ایمان لانے میں دوسروں پر سبقت کی۔ اور وہ دوسرے لوگ، جنھوں نے اُن سابقین کی اخلاص کے ساتھ پیروی کی، اللہ اُن سب سے راضی ہوگیا، اور وہ سب اللہ سے راضی ہوگئے، اور اللہ نے اُن کے لیے ایسی جنتیں تیار کی ہیں، جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، اُن میں وہ ہمیشہ کے لیے رہیں گے، یہی عظیم کامیابی ہے۔''

جس شخص نے ان سے محبت کی، گویا اُس نے رسول اللہ ﷺ سے محبت کی۔ اور اس کے برعکس یعنی جس شخص نے صحابہ کو گالی دی یا ان سے بغض رکھا گویا اُس نے رسول اللہ ﷺ کو گالی دی یا بغض رکھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((لَا تَسُبُّوْا أَصْحَابِيْ ، فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهُ .)) [1]

''میرے اصحاب کو گالی مت دو، اگر کوئی اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا (اللہ کی راہ میں) خرچ کرڈالے تو ان کے ایک مد (پیمانہ) غلہ کے برابر بھی نہیں ہوسکتا، اور نہ اُن کے نصف مد کے برابر۔''

[1] صحيح بخاري، كتاب فضائل أصحاب النبي، باب قول النبي: ﴿لو كنت متخذا خليلا﴾، رقم: ٣٦٧٣.

علاوہ ازیں جو شخص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سب وشتم کا نشانہ بنائے، اُس پر اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے اور تمام لوگوں کی لعنت برستی ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

((مَنْ سَبَّ أَصْحَابِيْ ، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ .)) ❶

''جس نے میرے صحابہ کو گالی دی، اُس پر اللہ تعالیٰ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔''

اور سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرمایا:

((إِنَّمَا فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّي ، يُؤْذِيْنِيْ مَا آذَاهَا وَيُنْصِبُنِيْ مَا أَنْصَبَهَا .)) ❷

''فاطمہ میرا ایک حصہ ہے، جس نے اُسے تکلیف پہنچائی یا کمزور کیا، (گویا) وہ مجھے تکلیف پہنچاتا ہے اور کمزور بناتا ہے۔''

اور اسی طرح جو کوئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک کے جہنم میں جانے کا عقیدہ رکھتا ہو، اُس کا یہ عقیدہ قطعاً بے بنیاد اور غلط عقیدہ ہے۔ اور اس کی دلیل سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کی وہ روایت ہے، جس میں سیّدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا ایک غلام اُن کی شکایت لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا، اور آپ سے عرض کی: اے اللہ کے رسول! حاطب ضرور جہنم میں داخل ہوگا۔ غلام کی یہ بات سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

❶ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٦٢٨٥۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ٢٣٤٠.

❷ سنن ترمذي، كتاب المناقب، باب ما جآء في فضل فاطمة رضى الله عنها، رقم: ٣٨٦٩۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

((كَذَبْتَ لا يَدْخُلُهَا فَإِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَةَ .)) ❶

''تو نے جھوٹ بولا، وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا، کیونکہ وہ تو بدر اور حدیبیہ میں شریک ہوا ہے۔''

(25) اہل بیت کا احترام نہ کرنا:

اہل بیت کا احترام اور اُن سے محبت کرنا اُسی طرح ایمان کا جزو ہے، جس طرح کہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت اور اُن کا احترام کرنا جزوِ ایمان ہے، اور کوئی شخص اُس وقت تک سچا مسلمان اور مؤمن نہیں بن سکتا جب تک کہ وہ صدق دل سے اہل بیت کا احترام نہ کرے، لیکن افسوس کہ بعض لوگ اپنے آپ کو مؤمن و مؤحد کہنے کے باوجود ''مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم '' میں دخل اندازی اور پھر مبالغہ آمیزی سے کام لیتے ہوئے گمراہی کا شکار ہیں۔ بہرحال اہل بیت کا احترام اور ان سے محبت کرنا، ایمان کا جزو ہے۔ نیز جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل بیت سے محبت کرتے تھے، تو پھر کون بدبخت ہے جو اہل بیت سے محبت نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج اور اولاد کے حق میں دُعا بھی فرمائی ہے، چنانچہ سیّدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس سوال پر (کہ ہم آپ کی ذات پر کس طرح درود بھیجیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ .)) ❷

''اے اللہ! محمد اور آپ کی ازواجِ (مطہرات) اور آپ کی اولاد پر رحمت نازل فرما۔''

علاوہ ازیں سیّدنا ابواسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنین

---

❶ سنن ترمذي، كتاب المناقب، رقم: ٣٨٦٤۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحيح بخاري، كتاب الدعوات، باب هل يصلى على غير النبى صلی اللہ علیہ وسلم، رقم: ٦٣٦٠.

یعنی سیّدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو فرمانے لگے:

((أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُحِبُّهُمَا فَأَحَبَّهُمَا وَأَحَبَّ مَنْ يُّحِبُّهُمَا .)) [1]

''اے اللہ! میں ان دونوں یعنی حسن و حسین سے محبت کرتا ہوں، تو بھی ان دونوں سے محبت فرما، اور اُس سے بھی محبت فرما جو اُن دونوں سے محبت کرتا ہے۔''

معلوم ہوا حسنین اور دیگر اہل بیت رضی اللہ عنہم سے محبت کرنا، محبت الٰہی کا ایک بہت بڑا وسیلہ اور ذریعہ ہے۔ اور جو شخص ان سے محبت نہیں کرتا، وہ محبت الٰہی کا قطعاً مستحق نہیں ہوسکتا، بلکہ گناہ گار ہوتا ہے۔

(26) اَمر بالمعروف ونہی عن المنکر نہ کرنا:

" امر بالمعروف اور نهی عن المنكر " اچھے کاموں کا حکم دینا اور برے کاموں سے بچنے کی تلقین کرنا دین اسلام کا نہایت اہم فریضہ ہے، جو لوگ اخلاص کے ساتھ اس فریضہ کی ادائیگی میں ہمہ تن مشغول ہیں۔ وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑے اجر و ثواب کے مستحق ہیں۔ اور جو لوگ اس میں کوتاہی یا اس کی تبلیغ سے اعراض کرتے ہیں یا صرف گناہ کی بات کا حکم دیتے ہیں۔ وہ بلا شبہ گناہ کے مرتکب ہیں۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝﴾ (آل عمران: ١٠٤)

''اور تم میں سے ایک گروہ ایسا ہو جو بھلائی کی طرف بلائے، اچھے کاموں کا حکم دے اور برے کاموں سے روکے، اور وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔''

---

[1] سنن ترمذي، كتاب المناقب، رقم: ٣٧٦٩۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''حسن'' کہا ہے، اور ابن حبان نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔ صحيح ابن حبان، رقم: ٥٩٢٤.

علاوہ ازیں ایک دوسرے مقام پر اُمت محمدیہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ﴾ (آل عمران : ۱۱۰)

''(اے مسلمانو!) تم بہترین لوگ ہو، جو انسانوں کے لیے پیدا کیے گئے ہو، بھلائی کا حکم دیتے ہو، برائی سے روکتے ہو، اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔''

ایک مقام پر تمام مؤمن مرد اور عورتوں کا وصف بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۷۱ ﴾

(آل عمران : ۱۱۰)

''اور مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہوتے ہیں، بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں، اور اللہ اور اُس کے رسول کی بات مانتے ہیں، اللہ انہی لوگوں پر رحم کرے گا۔ بے شک اللہ زبردست، بڑی حکمتوں والا ہے۔''

اور جو لوگ اچھے کاموں کا حکم دینے اور برے کاموں سے بچنے کی تلقین کرنے کی بجائے محض برے کاموں کے کرنے کا حکم دیتے ہیں، جو کہ ایک بہت بڑا گناہ ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی مذمت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ؕ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ؕ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۶۷ ﴾ (التوبۃ : ٦٧)

'' تمام منافق مرد اور منافق عورتیں آپس میں ایک ہی ہیں، سبھی برائی کا حکم دیتے ہیں، اور بھلائی سے روکتے ہیں، اور اپنی مٹھی بند رکھتے ہیں، وہ اللہ کو بھول گئے تو اللہ بھی اُنھیں بھول گیا۔ بے شک منافقین ہی فاسق و بدکردار ہیں۔''

اور بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے محض اس لیے ملعون قرار دیا کہ وہ '' نہی عن المنکر '' کا فریضہ سرانجام نہیں دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿٧٨﴾ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿٧٩﴾﴾ (المائدة : ٧٨-٧٩)

'' بنی اسرائیل کے جن لوگوں نے کفر کیا، ان پر داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبانی لعنت بھیج دی گئی۔ ایسا اُن کی نافرمانی کی وجہ سے ہوا، اور وہ لوگ حد سے تجاوز کرتے تھے، وہ لوگ جس گناہ کا ارتکاب کرتے تھے، اُس سے ایک دوسرے کو روکتے نہیں تھے۔ یقیناً وہ جو کچھ کرتے تھے وہ بہت برا تھا۔''

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے متعلق احادیث کثرت سے موجود ہیں، لیکن ہم اختصار کے پیش نظر دو احادیث سطورِ ذیل میں نقل کر رہے ہیں۔ چنانچہ سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَالَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَأْمُرَنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ أَوْ لَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِّنْهُ ثُمَّ تَدْعُوْنَهُ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ .))

'' اُس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم ضرور نیکی کا حکم

---

[1] سنن ترمذي، كتاب الفتن، باب ما جآء في الأمر بالمعروف والنهى عن المنكر، رقم: ٢١٦٩۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

دیتے رہو، اور بدی کے کام سے روکتے رہو، وگرنہ بہت جلد اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب نازل فرمائے گا، پھر اگر تم اللہ تعالیٰ سے دُعا بھی مانگو گے، تو تمہاری دُعا مقبول نہ ہوگی۔''

اور نہی عن المنکر یعنی برے کاموں سے منع کرنے کی بہت زیادہ اہمیت ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمانِ مبارک سے واضح ہوتا ہے۔ سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُّنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيْمَانِ.)) [1]

''جو کوئی برائی دیکھے، تو اُسے چاہیے کہ اُسے اپنے ہاتھ سے بدل دے، اور جس سے یہ نہ ہو سکے تو وہ اپنی زبان ہی سے بدل دے، اور جس سے یہ بھی نہ ہو سکے، تو وہ اپنے دل سے اس کو برا سمجھے اور یہ ایمان کا سب سے کم تر درجہ ہے۔''

(27) حدود اللہ کا مذاق اُڑانا:

دین اسلام ایک عالم گیر دین ہے، اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کے لیے جہاں عقائد، اعمال اور اخلاق وغیرہ کے متعلق بیان کیا ہے، وہاں انسانی معاشرہ کی اصلاح اور اسے امن کا گہوارہ بنانے کے لیے شرعی سزاؤں اور حدود کا تعین بھی فرمایا ہے، تاکہ ظالم کے ظلم، فاسق کے فسق، مجرم کے جرم کو روکا جا سکے۔

چنانچہ ان میں سے چند مثال کے طور پر درج ذیل ہیں تاکہ اس بات کی پوری وضاحت ہو جائے کہ ان خطرناک جرائم کی سزائیں عادلانہ حکمت اور مصالح امن کے عین مطابق ہیں۔

زنا:

یہ جرم ان جرائم میں سے ایک ہے جن کی مضرتیں انسانی تمدن اور نظامِ امن پر حملہ آور ہو کر تہذیب ومعاشرت کی متاع تاراج کر ڈالتی ہیں۔ چنانچہ اس کے لیے سزا بھی سخت رکھی گئی کہ اس کا مرتکب اگر شادی شدہ ہے تو اسے سنگسار کیا جائے، اور اگر غیر شادی شدہ ہے تو اسے سو (۱۰۰) کوڑے لگائے جائیں۔

قذف:

کسی شریف مرد یا عورت پر زنا کی تہمت اور جھوٹا الزام لگانے سے خاندانی عداوت کا شاخسانہ اُٹھ کھڑا ہوتا ہے، اور انتقامی جذبے کی آگ بھڑک کر جنگ و جدال کی نوبت آجاتی ہے، علاوہ ازیں زوجین کے ازدواجی تعلقات بھی ایک بے بنیاد شبہ کی بناء پر ناخوش گوار ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا اس کے مرتکب کو اسّی (۸۰) کوڑے لگانے کا حکم صادر ہوا۔

چوری:

چوری بھی انسانوں کے لیے ہلاکت وتباہی کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کے لیے سزا بھی سخت ترین تجویز کی گئی کہ ایسے مجرم کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔

رہزنی وقزاقی:

ڈاکہ، رہزنی وقزاقی ایسی ظالمانہ حرکتوں سے لوگوں کا سکون برباد ہو جاتا ہے، اور کوئی شخص بھی جان و مال اور عصمت کو محفوظ نہیں پاتا، اور ان کی حفاظت کی فوری تدبیر سے بالکل قاصر و مجبور ہوتا ہے۔ لہٰذا اس جرم کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے جلا وطنی اور قتل کی سزا رکھی گئی۔

شراب نوشی:

شراب نوشی انسانیت کو عقل سے معطل اور تعقل وتفکر سے محروم کر دیتی ہے، جس کا

لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ شرابی سے عالم بدمستی میں وہ حرکتیں سرزد ہوتی ہیں جو انسانیت کے لیے ننگ و عار اور امن اجتماعی کے لیے مفسدہ عظیم بن جاتی ہیں۔ چنانچہ ایسے جرم کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے جرم کی نوعیت کے مطابق (۴۰) یا (۸۰) کوڑے سزا متعین کی گئی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے کسی شخص کو بھی ان حدود میں تنسیخ و ترمیم کرنے کا حق دیا ہے اور نہ تغیر وتبدل کا۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا﴾ (البقرة: ۱۸۷)

''یہ اللہ کی حدود ہیں ان کے قریب نہ جاؤ۔''

اور جو لوگ حدود اللہ کو پھلانگتے اور ان سے تجاوز کرتے ہیں، وہ ظالم ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ (البقرة: ۲۲۹)

''یہ اللہ کی حدود ہیں، انھیں تجاوز نہ کرو اور جو لوگ اللہ کی حدود سے تجاوز کرتے ہیں وہی لوگ ظالم ہیں۔''

حدود اللہ سے تجاوز کرنا اپنے نفس پر ظلم کرنے کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ﴾ (الطلاق: ۱)

''اور جو شخص اللہ کی حدود سے تجاوز کرے گا، وہ اپنے نفس پر ظلم کرے گا۔''

نیز حدود اللہ سے تجاوز کرنا جہنم میں جانے کا سبب ہے، جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا

(1) صحیح مسلم، کتاب الإیمان، رقم: ۱۷۷.

وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۴﴾ (النسآء: ١٤)

''اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا، اور اس کی (مقرر کردہ) حدود سے تجاوز کرے گا، اُسے اللہ آگ میں داخل کرے گا، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اور اس کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔''

ان مذکورہ بالا تمام قرآنی آیات سے معلوم ہوا کہ حدود اللہ کو پھلانگنا اور اُن سے تجاوز کرنا سراسر زیادتی اور ظلم ہے، بلکہ حدود اللہ سے تجاوز کرنے والا شخص جہنمی ہے۔

جو لوگ حدود اللہ کی حفاظت کرتے ہیں، وہ نیک بشارت کے مستحق ہیں، چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مؤمنین کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾﴾

(التوبة: ١١٢)

''(مؤمنین) برائی سے روکنے والے، اور اللہ کے حدود کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ اور آپ مؤمنوں کو خوشخبری دے دیجیے۔''

لیکن انتہائی افسوس ناک بات یہ ہے کہ ہمارے ملک ''پاکستان'' میں فحاشی وعریانی کو فروغ دینے کی سازش کے تحت اور عورتوں کے حقوق کے استحصال کی خاطر ''تحفظِ خواتین ایکٹ'' بنایا گیا ہے، جو اللہ سے بغاوت اور کتاب وسنت میں موجود حدود اللہ سے سراسر تجاوز ہے۔ ہم بطورِ ثبوت اور نمونہ ''تحفظ خواتین ایکٹ'' ۲۰۰۶ء کا مختصر تقابلی جائزہ پیش کر دیتے ہیں۔

حدود اللہ: حدود اللہ میں ترمیم وتنسیخ کا اختیار اللہ نے کسی کو نہیں دیا۔ (الاحزاب:٣٦)

تحفظ خواتین ایکٹ ۲۰۰۶ء: ایکٹ میں حدود زنا اور تہمت میں ترمیم وتنسیخ کر کے اللہ کی بغاوت کی گئی ہے۔ (ایکٹ نمبر ۴۵، بابت ۱۸۶۰، دفعہ ۳۶۷)

حدوداللہ: اسلام میں حد زنا کی تقسیم شادی شدہ اور غیر شادی شدہ کی گئی ہے۔ (صحیح بخاری)

تحفظ خواتین ایکٹ ۲۰۰۶ء: ایکٹ میں زنا بالرضا اور زنا بالجبر کی باطل اصطلاح گھڑی گئی ہے۔

حدوداللہ: اسلام میں زانیہ (عورت) اور زانی (مرد) کی سزا سو کوڑے مقرر ہے۔ (سورۂ نور: ۲) ...... شادی شدہ کے لیے سزا سنگسار مقرر کی گئی ہے۔'' (صحیح مسلم)

تحفظ خواتین ایکٹ ۲۰۰۶ء: ایکٹ میں زیادہ سے زیادہ زنا کی سزا ۵ سال قید اور ۱۰ ہزار روپے جرمانہ مقرر کی گئی ہے۔

(ایکٹ نمبر ۴۵، بابت ۱۸۶۰، نئی دفعہ ۴۹۶ ب)

حدوداللہ: اسلام میں حد زنا کے نفاذ کے لیے ۴ گواہ مقرر ہیں۔

(سورۂ نور: ۴)

تحفظ خواتین ایکٹ ۲۰۰۶ء: ایکٹ میں زنا کی سزا کے لیے ۵ گواہ مقرر کیے گئے ہیں۔

(ایکٹ نمبر ۵، بابت ۱۸۹۸، دفعہ ۲۰۳ الف)

حدوداللہ: اسلام میں ملزم کے اعتراف پر حد زنا قائم کردی جاتی ہے۔ (صحیح بخاری)

تحفظ خواتین ایکٹ ۲۰۰۶ء: ایکٹ میں ملزم کے اعتراف کو ویسے ہی نکال دیا گیا ہے۔ (ایکٹ ترمیم نمبر ۲۵)

حدوداللہ: اسلام میں قذف (تہمت زنا) کی سزا ۸۰ کوڑے اور قاذف ہمیشہ کے لیے گواہی نہیں دے سکتا ہے۔ (النور: ۴)

تحفظ خواتین ایکٹ ۲۰۰۶ء: ایکٹ میں زیادہ سے زیادہ تہمت زنا کی سزا ۵ سال قید اور ۱۰ ہزار جرمانہ ہے۔

(ایکٹ ترمیم نمبر ۴۵، بابت ۱۸۶۰، نئی دفعہ ۴۹۶ ج)

حدود اللہ: اسلام میں جرم ثابت ہونے پر حد کے نفاذ میں کوئی معافی نہیں دے سکتا۔ (صحیح بخاری)

تحفظ خواتین ایکٹ ۲۰۰۶ء: ایکٹ میں صوبائی حکومت اور صدر مجرم کو معافی دینے کے مجاز ہیں۔ (دفعہ ۴۹۶ ب، دفعہ ۴۹۶ ج)

(28) دین اسلام کا مذاق اُڑانا:

دین اسلام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے، اور اُمت محمدیہ کے لیے اسی دین کا انتخاب کیا گیا ہے، اسی لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر مؤمن کو اس بات کا حکم دیا ہے کہ جو لوگ دین اسلام کو ہنسی کھیل بنائے ہوئے اور اس کا مذاق اُڑاتے ہیں، اُن کی دوستی سے قطعی گریز کرو، نیز جس محفل میں دین اسلام کا مذاق اُڑایا جارہا ہو، اس میں شرکت سے اجتناب کرنا چاہیے اور یہی ایک سچے مسلمان اور مؤمن کی علامت ہے۔ اور جو لوگ ایسی محافل میں شرکت کرتے ہیں، اور دل بہلانے کے لیے دین اسلام کا مذاق اُڑاتے ہیں، جو کہ ایک بہت بڑا گناہ ہے، تو ایسے لوگوں کو اس کی سخت سزا دی جائے گی۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَتَّخِذُوا۟ ٱلَّذِينَ ٱتَّخَذُوا۟ دِينَكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِّنَ ٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْكِتَٰبَ مِن قَبْلِكُمْ وَٱلْكُفَّارَ أَوْلِيَآءَ ۚ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٥٧﴾﴾ (المائدة: ٥٧)

''اے ایمان والو! جن اہل کتاب اور کافروں نے تمہارے دین کا مذاق اُڑایا اور اُس کا تماشہ بنایا، انھیں اپنا دوست نہ بناؤ۔ اور اگر تم مؤمن ہو تو اللہ سے

ڈرتے رہو۔''

جن محافل میں دین اسلام کا مذاق اُڑایا جا رہا ہو اُن میں شرکت کرنا قطعاً منع ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَۨا ﴾

(النساء: ١٤٠)

''اور اللہ قرآن کریم میں تمہارے لیے اُتار چکا ہے کہ جب تم سنو کہ اللہ کی آیتوں کا انکار اور ان کا مذاق اُڑایا جا رہا ہے، تو اُن کے ساتھ نہ بیٹھو۔ یہاں تک کہ وہ کفار اُس کے علاوہ کوئی اور بات کرنے لگیں، ورنہ تم اُنہی جیسے ہو جاؤ گے، بے شک اللہ تمام منافقین اور کافروں کو جہنم میں اکٹھا کرنے والا ہے۔''

اور جو لوگ بطورِ گپ شپ، اور دل بہلانے کے لیے دین اسلام کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ ان کی مذمت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ۭ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ۭ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَاۗىِٕفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَاۗىِٕفَةًۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ۝﴾

(التوبة: ٦٥ـ٦٦)

''اور اگر آپ ان سے پوچھیں گے تو وہ صاف کہیں گے کہ ہم تو یونہی آپس میں ہنس بول رہے تھے، آپ کہیے کہ کیا تم لوگ اللہ، اُس کی آیات اور اُس کے رسول کا مذاق اُڑاتے تھے۔ تم بہانے نہ بناؤ تم لوگ ایمان لانے کے بعد

دوبارہ کافر ہوگئے ہو، اگر ہم تم میں سے ایک گروہ کو (ان کے تائب
ہوجانے کے بعد) معاف کردیں گے، تو کچھ لوگوں کو ان کے جرم کی سنگین
سزادیں گے۔''

(29) اسلام کو دورِ جدید میں ناقابل عمل قرار دینا:

دین اسلام ہمہ گیر اور عالمگیر دین ہے، جس میں انسانی زندگی کے جملہ اُمور کا ٹھیک ٹھیک اور آسان حل موجود ہے۔ خواہ وہ عقائد کے اعتبار سے ہو، اعمال کے اعتبار سے ہو، معاملات کے اعتبار سے ہو، اخلاقیات کے اعتبار سے ہو، اقتصادیات کے اعتبار سے ہو، سیاسیات کے اعتبار سے ہو یا معاشیات وغیرہ کے اعتبار سے ہو، دین اسلام انسانی زندگی کے تمام اُمور پر محیط ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدة: ۳)

''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کردیا، اور اپنی نعمت تم پر پوری
کردی اور اسلام کو بحیثیتِ دین تمہارے لیے پسند کرلیا۔''

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر دین اسلام کامل اور اکمل صورت میں نازل فرمادیا ہے، اب نہ تو کسی نئے دین کی ضرورت ہے، اور نہ اُس میں تغیر وتبدل کی حاجت۔ بس اس میں جو کچھ بیان ہوا ہے بنی نوعِ انسان کی رشد وہدایت اور اصلاح کے لیے کافی ہے۔

لیکن صد افسوس کہ بعض عناصر اپنی نافہمی کی وجہ سے دین اسلام کو نامکمل اور ادھورا سمجھتے ہوئے آئے دن اُس میں کوئی نہ کوئی تبدیلی لا کھڑی کرتے ہیں۔ بعض اشتراکیت کا درس دیتے ہیں، تو بعض انفرادیت کا، بعض حِلّت شراب کا فتویٰ صادر کرتے ہیں، تو بعض مرد و زن کے اختلاط کے جواز کا، بعض اسلام میں موسیقی کو جائز قرار دیتے ہیں، تو بعض (رقص)

کوجسم کی شاعری سے تعبیر کرتے ہیں، اوراسی طرح بعض " خلافت علی منہاج النبوۃ " کا دلفریب نعرہ بلند کرتے ہیں۔ الغرض ایسے لوگوں کے دماغوں پر روشن خیالی کا ایسا بھوت سوار ہے کہ جس کی وجہ سے وہ حدیث رسول اللہ ﷺ کا صراحتاً، یا کم از کم اشارۃً انکار کر دیتے ہیں، اور اسلام کو مغربی علوم وفنون اور مغربی تہذیب کے سانچے میں ڈھال کر لوگوں کو اس کی تبلیغ کرتے ہیں۔

یادرہے! جولوگ دین اسلام کو چھوڑ کر کسی دوسرے دین کی جستجو میں رہیں، یا سچا راستہ واضح ہوجانے کے بعد بھی سنت رسول ﷺ کی مخالفت کریں، وہ بلا ریب خسارے میں ہیں۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ مَنۡ یَّبۡتَغِ غَیۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِیۡنًا فَلَنۡ یُّقۡبَلَ مِنۡہُ ۚ وَ ہُوَ فِی الۡاٰخِرَۃِ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ﴿۸۵﴾﴾ (آل عمران : ۸۵)

''اور جوشخص اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا دین چاہے گا، تو وہ اُس کی طرف سے قبول نہیں کیا جائے گا، اور وہ آخرت میں گھاٹا پانے والوں میں سے ہوگا۔''

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَ مَنۡ یُّشَاقِقِ الرَّسُوۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الۡہُدٰی وَ یَتَّبِعۡ غَیۡرَ سَبِیۡلِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَ نُصۡلِہٖ جَہَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتۡ مَصِیۡرًا ﴿۱۱۵﴾﴾

(النسآء: ۱۱۵)

''اور جوشخص راہِ ہدایت واضح ہوجانے کے بعد رسول کی مخالفت کرے گا، اور مؤمنوں کی راہ چھوڑ کر کسی دوسری راہ کی اتباع کرے گا، تو وہ جدھر جانا چاہے گا ہم اُسے اُسی طرف پھیر دیں گے، اور اُسے جہنم میں ڈال دیں گے، اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔''

ان ہر دو آیات کے بعد ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس عنوان کی تائید میں دو احادیث بھی نقل کر دیں، تا کہ اس عنوان کی مکمل وضاحت ہو جائے۔ چنانچہ سیّدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَالَّـذِيْ نَـفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ! لَا يَسْمَعُ بِيْ أَحَدٌ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ يَهُوْدِيٌّ وَلَا نَصْرَانِيٌّ، ثُمَّ يَمُوْتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِيْ أُرْسِلْتُ بِهٖ، إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ .)) ❶

''قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! اس اُمت کا کوئی (بھی) فرد خواہ وہ یہودی ہو یا نصرانی میرے متعلق سننے کے باوجود مجھ پر ایمان نہ لائے، اور اس تعلیم کو نہ مانے جسے دے کر میں بھیجا گیا ہوں، تو وہ اہل جہنم میں سے ہے۔''

نیز سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَمَّـا بَعْدُ! فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ، وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ، وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ .)) ❷

''حمد و ثنا کے بعد! سب سے بہتر بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، اور بہترین راستہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ ہے، اور سب سے بدتر کام دین میں کوئی نئی بات ایجاد کرنا ہے، اور ہر ایجاد شدہ بات گمراہی وضلالت ہے۔''

بہر حال آج سے قریباً چودہ سو سال قبل دین اسلام کامل اور اکمل صورت میں نازل ہو چکا ہے، اور اس میں تمام عالم انسانیت کی رشد و ہدایت اور اصلاح کا سامان مہیا ہے۔ لہٰذا اب کسی کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ روشن خیالی کا تصور دے کر (مسائل منصوصہ میں)

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب وجوب الإيمان، برسالة نبينا محمد ﷺ، رقم: ٣٨٦.

❷ صحيح مسلم، كتاب الصلوٰة، باب تخفيف الصلوٰة والخطبة، رقم: ٢٠٠٥.

کسی قسم کی کوئی تبدیلی کرے۔

مندرجہ بالا صحیح مسلم کی حدیث سے بات بالکل واضح ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ذات بھی سب سے اعلیٰ ہے، اور بات بھی سب سے بہتر۔ تو پھر در بدر بھٹکنے کی کیا ضرورت ہے؟

(30) مسلمان کو کافر کہنا:

کسی شخص کے لیے یہ قطعاً جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو کافر قرار دے، کیونکہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہتا ہے، جبکہ اُس میں کفر والی کوئی ایسی بات نہ پائی جاتی ہو، تو وہ خود کفر کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِأَخِيْهِ: يَا كَافِرُ فَقَدْ بَآءَ بِهِ أَحَدُهُمَا .)) [1]

''جب کوئی شخص اپنے بھائی سے یہ کہتا ہے: اے کافر! تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہو گیا۔''

اور سیّدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَرْمِيْ رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوْقِ ، وَلَا يَرْمِيْهِ بِالْكُفْرِ إِلَّا إِرْتَدَّتْ عَلَيْهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبُهُ كَذٰلِكَ .)) [2]

''کوئی آدمی، دوسرے آدمی کو فاسق یا کافر نہ کہے، کیونکہ اگر وہ (درحقیقت) کافر یا فاسق نہ ہوا، تو خود کہنے والا فاسق یا کافر ہو جائے گا۔''

(31) مسلمان کو ناحق قتل کرنا:

کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی مسلمان کو ناحق قتل کرے، کیوں کہ جو

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب من کفر أخاه من غير تأويل فهو كما قال، رقم: ٦١٠٣.

[2] صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب من يُنهى من السباب واللعن، رقم: ٦٠٤٥.

شخص کسی مسلمان کو ناحق قتل کرتا ہے، اُس کے لیے اللہ تعالیٰ نے جہنم میں ٹھکانہ تیار کر رکھا ہے، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اور اُس پر اللہ کا غضب اور اُس کی لعنت برستی رہے گی۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَ مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۝٩٣﴾ (النساء: ٩٣)

''اور جو شخص کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کر دے گا، تو اُس کا بدلہ جہنم ہے، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اور اُس پر اللہ کا غضب اور اُس کی لعنت ہوگی، اور اُس نے اُس کے لیے ایک بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

اور سیّدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَان بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِي النَّارِ .))

''جب دو مسلمان تلوار کھینچ کر ایک دوسرے سے لڑیں تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخ میں جائیں گے۔''

نیز سیّدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ایک تو قاتل تھا، لیکن مقتول کو سزا کیوں ملے گی؟ اس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّهُ كَانَ حَرِيْصًا عَلٰى قَتْلِ صَاحِبِهٖ .)) [1]

''وہ بھی اپنے قاتل کے قتل پر آمادہ تھا۔''

مطلب یہ ہے کہ جب بغیر عذر شرعی ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو قتل کرنے کی کوشش کرے۔

اور سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ .)) [2]

---

[1] صحيح بخاري، كتاب الديات، باب قول الله تعالىٰ: ﴿ وَمَنْ أَحْيَاهَا ﴾ (المائدة: ٣٢) رقم: ٦٨٧٥.

[2] صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب ما ينهى من السباب واللعن، رقم: ٦٠٤٤.

''مسلمان کو گالی دینا گناہ، اور اُسے قتل کرنا کفر ہے۔''

(32) مسلمان پر اسلحہ اُٹھانا:

کسی مسلمان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنے مسلمان بھائی پر ہتھیار اُٹھائے یا ہتھیار سے اس کی طرف اشارہ کرے، خواہ وہ ہتھیار اُٹھانا یا ہتھیار سے اشارہ کرنا مذاق کے طور پر ہی کیوں نہ ہو۔ اس لیے کہ یہ صرف منع، بلکہ حرام ہے، ممکن ہے غلطی سے وہ ہتھیار چل جائے اور جس سے دوسرا مسلمان مر جائے، اور وہ خود اس غلطی کے سبب جہنم کی آگ میں جا پڑے، جیسا کہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لَا يُشِيْرُ أَحَدُكُمْ إِلٰى أَخِيْهِ بِالسَّلَاحِ ، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِيْ أَحَدُكُمْ لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِيْ يَدِهِ ، فَيَقَعُ فِيْ حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ .)) [1]

''تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے، ممکن ہے شیطان اُس کا ہاتھ چلا دے، اور وہ (اس کے نتیجے میں) جہنم کی آگ کے گڑھے میں جا پڑے۔''

اور مزید یہ کہ جو شخص اپنے بھائی کی طرف لوہے کے ہتھیار سے اشارہ کرتا ہے، اُس پر ملائکہ لعنت کرتے ہیں، جیسا کہ رسول مکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((مَنْ أَشَارَ إِلٰى أَخِيْهِ بِحَدِيْدَةٍ ، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَلْعَنُهُ ، حَتّٰى يَدَعَهُ وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ لِأَبِيْهِ وَأُمِّهِ .)) [2]

''جو شخص اپنے بھائی کی طرف لوہے کے ہتھیار سے اشارہ کرتا ہے، ملائکہ اُس پر لعنت کرتے ہیں، خواہ یہ سگا بھائی ہی کیوں نہ ہو۔''

کیونکہ حقیقی مسلمان تو وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الأدب، باب النهي عن الإشارة بالسلاح، رقم: ٦٦٦٨.

[2] صحيح مسلم، كتاب الأدب، رقم: ٦٦٦٦.

جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ .)) [1]

''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔''

(33) مسلمان کو ناحق تکلیف پہنچانا:

مؤمن و مسلمان مردوں اور عورتوں کو بغیر کسی شرعی سبب کے تکلیف و ایذا پہنچانا، قطعی طور پر حرام ہے۔ اور اس میں ہر وہ کام اور بات داخل ہے، جس سے مؤمن و مسلمان کی دل آزاری ہو۔ خواہ وہ بے عزتی کے حوالہ سے ہو یا کسی اور حوالہ سے۔ اور جو لوگ کسی کو ناحق ایذا پہنچاتے ہیں، وہ دنیا میں تو بدنام ہو کر رہتے ہیں، آخرت میں بھی ان کا شمار بدترین لوگوں میں ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿٥٨﴾﴾ (الأحزاب: ٥٨)

''اور جو لوگ مؤمن مردوں اور مومن عورتوں کو بغیر کسی قصور کے ایذا پہنچاتے ہیں، وہ بہتان اور کھلے گناہ کا بوجھ اُٹھاتے ہیں۔''

اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ شَـرَّ الـنَّـاسِ عِـنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اِتِّقَاءَ شَرِّهِ .)) [2]

''اللہ کے نزدیک روزِ قیامت سب سے بدتر لوگ وہ ہوں گے، جن کے شر سے ڈرتے ہوئے لوگ اُن سے ملنا چھوڑ دیں۔''

(35) مسلمان سے قطع کلامی کرنا:

مسلمانوں کے مابین قطع کلامی اور بگاڑ پیدا کرنا شیطان کا اہم ترین منصوبہ ہے۔ بہت

---

[1] صحيح بخاري، كتاب الإيمان، باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده، رقم: ١٠.

[2] صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب لم يكن النبي ﷺ، فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا، رقم: ٦٠٣٢.

سے لوگ جو شیطانی قدموں کے مقلد ہیں، اپنے مسلمان بھائیوں سے کنارہ کشی اختیار کر بیٹھتے ہیں۔ اور بعض اوقات تو رنجشوں اور ناراضگیوں کا سلسلہ ایک عرصہ تک قائم رہتا ہے، بلکہ بعض سخت طبیعت کے لوگ تو اپنے بھائی سے ہم کلام نہ ہونے، اور کبھی اُس کے گھر نہ جانے کی قسم کھا بیٹھتے ہیں، کبھی اُسے راہ چلتے دیکھ لیں تو اُس سے اعراض کر لیتے ہیں۔

بہرحال ایسا رویہ اور عمل اسلامی معاشرے میں بگاڑ پیدا کرنے کا انتہائی خطرناک ذریعہ ہے۔ اسی لیے رسول اکرم ﷺ نے اس سے متعلق سخت وعید بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَّهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ ، فَمَنْ هَجَرَ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ .)) [1]

''کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے، جس نے تین دن سے زیادہ چھوڑا اور اسی حال میں مرگیا، تو وہ جہنم میں جائے گا۔''

اور سیّدنا ابوخراش الاسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ هَجَرَ أَخَاهُ سَنَةً ، فَهُوَ كَسَفْكِ دَمِهِ .)) [2]

''جس شخص نے اپنے کسی بھائی کو سال بھر چھوڑے رکھا (گویا) اس نے اُسے قتل کر دیا۔''

بہرحال ایسے گناہ سے قطعی طور پر بچنا چاہیے، اور ایسے گناہ سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنے بھائی کے پاس حاضر ہوکر اُسے سلام کہے۔ اگر وہ ملاقات کرنے سے انکار یا

[1] سنن ابی داؤد، كتاب الأدب، رقم: ٤٩١٤ـ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٧٦٥٩ـ المشكوٰة، رقم: ٥٠٣٥.

[2] سنن ابی داؤد، كتاب الأدب، رقم: ٤٩١٥ـ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٦٥٨١ـ سلسلة الصحيحة، رقم: ٩٢٨.

اعراض کرے، تو ایسی صورت میں سلام کہنے والے شخص پر کوئی مواخذہ نہیں ہوگا، بلکہ وہ اس سے بریٔ الذمہ ہوگا۔ اور سارا گناہ دوسرے شخص کے سر ہوگا، جس نے ملاقات کرنے سے انکار کیا۔ سیّدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَّهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ ، يَلْتَقِيَانِ ، فَيُعْرِضُ هٰذَا وَيُعْرِضُ هٰذَا ، وَخَيْرُهُمَا الَّذِیْ يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ .)) ❶

''کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ اپنے کسی بھائی سے تین دن سے زیادہ کے لیے ملاقات چھوڑ دے، اس طرح کہ جب دونوں کا سامنا ہوجائے، تو یہ اس طرف منہ پھیر لے، اور وہ اس طرف منہ پھیر لے۔ اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔''

اور قرآنی آیت: ﴿ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ أَحْسَنُ ﴾ کا یہی مطلب ہے کہ باہمی ناچاقی کو انتہائی خوش اسلوبی سے ختم کر دینا ہی اچھا ہے۔

(35) بلاوجہ لعنت کرنا:

اکثر لوگ غصے کے وقت اپنی زبانوں پر قابو نہیں رکھتے، اور بلاوجہ لعنت و ملامت کرنا شروع کر دیتے ہیں، انسانوں، چوپایوں، جمادات، ایام اور گھڑیوں، بلکہ بعض اوقات تو اپنی ذات اور اپنی اولاد تک پر لعنتیں بھیج ڈالتے ہیں، اور اس طرح شوہر، بیوی پر، اور بیوی، شوہر پر۔ بہرحال بلاوجہ لعن وطعن کا یہ معاملہ انتہائی خطرناک ہے، جیسا کہ سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا لَعَنَ صَعِدَتِ اللَّعْنَةُ إِلَى السَّمَآءِ فَتُغْلَقُ أَبْوَابُ السَّمَآءِ دُوْنَهَا ، ثُمَّ تَهْبِطُ إِلَى الْأَرْضِ ، فَتُغْلَقُ أَبْوَابُهَا دُوْنَهَا ، ثُمَّ تَأْخُذُ يَمِيْنًا وَشِمَالًا ، فَإِذَا لَمْ تَجِدْ مَسَاغًا رَجَعَتْ إِلَى الَّذِیْ لُعِنَ ، فَإِنْ كَانَ لِذَالِكَ أَهْلًا وَإِلَّا رَجَعَتْ إِلٰى قَائِلِهَا .)) ❷

❶ صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب الهجرة، رقم: ٦٠٧٧.

❷ سنن ابي داؤد، كتاب الأدب، باب في اللعن، رقم: ٤٩٠٥ ـ صحيح الجامع الصغير، رقم: ١٦٧٢.

''جب بندہ کسی پر لعنت کرتا ہے، تو وہ لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے، اُس کے لیے آسمان کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، پھر وہ زمین کی جانب گرتی ہے، تو اُس کے لیے زمین کے دروازے (بھی) بند کر دیئے جاتے ہیں، پھر وہ دائیں بائیں چکر کاٹتی ہے، جب اُسے کوئی راستہ نہیں ملتا تو جس پر لعنت کی گئی ہو، اُس کی جانب پلٹتی ہے، اگر وہ اُس کا مستحق ہو تو فبھا، وگرنہ کہنے والے کی جانب پلٹ آتی ہے۔''

اور سیّدنا ابو زید ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَمَنْ لَعَنَ مُؤْمِنًا فَهُوَ كَقَتْلِهِ .)) [1]

''جس نے کسی مؤمن پر لعنت بھیجی، وہ اُسے قتل کرنے کے برابر ہے۔''

لعن وطعن کا معاملہ چونکہ خواتین میں زیادہ پایا جاتا ہے، اس لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خواتین کے جہنم میں داخلے کا ذریعہ بتایا ہے، اور جو لوگ زیادہ لعنتیں کرتے ہیں، وہ روزِ قیامت شفاعت نہیں کر پائیں گے، جیسا کہ سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللَّعَّانِيْنَ لَا يَكُوْنُوْنَ شُهَدَاءَ وَلَا شُفَعَاءَ ، يَوْمَ الْقِيَامَةِ .)) [2]

''یقیناً زیادہ لعنتیں بھیجنے والے قیامت کے روز نہ گواہ بن سکیں گے، اور نہ سفارش کر سکیں گے۔''

(36) نماز میں سستی اور کاہلی کرنا:

نماز دین اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک نہایت ہی اہم رکن ہے۔ نماز

[1] صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب ما ينهى من الاسباب واللعن، رقم: ٦٠٤٧.

[2] صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، رقم: ٢٥٩٨.

بلاشبہ ایک مکمل عبادت ہے جو بدنی، قولی عبادات کا ایک حسین امتزاج ہے۔ نیز نماز ہر مومن کی آنکھوں کا سرور اور ایمان کی علامت ہے، لہٰذا ہر مؤمن مسلمان کو چاہیے کہ نماز خوش و خرم، شاداب چہرے اور قلبی سکون کے ساتھ ادا کرے، اس لیے کہ آدمی نماز میں اپنے رب کے ساتھ سرگوشی کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ اُس کے سامنے ہوتا ہے، اور جب بندہ اُسے پکارتا ہے، تو وہ اُس کی پکار سنتا ہے۔ اور جو لوگ نماز میں بوجھل جسم کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں یا اُس میں سستی اور کاہلی کا مظاہرہ کرتے ہیں، تو ایسے لوگ قطعاً سچے مؤمن اور مسلمان نہیں ہوسکتے، بلکہ نماز میں سستی اور کاہلی کا مظاہرہ کرنا منافقین کی علامت ہے۔ جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿وَإِذَا قَامُوٓا إِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوا كُسَالٰى﴾ (النساء: ۱۴۲)

''اور جب وہ (منافقین) نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں، تو کاہل بن کر کھڑے ہوتے ہیں۔''

معلوم ہوا جو لوگ نماز میں سستی اور کاہلی کا مظاہرہ کرتے ہیں، وہ منافق ہیں۔

(37) نماز میں طمانیت ترک کرنا:

نماز میں طمانیت یعنی رکوع وسجود میں اطمینان اور اعتدال رکھنا، نماز کی قبولیت کا بہت بڑا سبب ہے، لیکن جو شخص ایسا نہیں کرتا، تو اس کا یہ فعل نماز چوری کرنے کے زمرے میں آتا ہے۔ جیسا کہ رسول مکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((أَسْوَأُ النَّاسِ سَرِقَةً الَّذِیْ یَسْرِقُ مِنْ صَلوٰتِهٖ .)) قَالُوْا: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَكَیْفَ یَسْرِقُ مِنْ صَلوٰتِهٖ؟ قَالَ: ((لَا یُتِمُّ رُكُوْعَهَا وَلَا سُجُوْدَهَا .)) [1]

''سب سے بدترین چور نماز کا چور ہے۔'' (اس پر) صحابہؓ نے عرض کیا: ''اے

[1] مسند أحمد، ۵/ ۳۱۰، رقم: ۲۲۶/۴۲۔ ابن حبان نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۱۸۸۵.

اللہ کے رسول! آدمی نماز کی چوری کیسے کرسکتا ہے؟'' (جواباً) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ نماز کے رکوع وسجود پورے نہیں کرتا۔''

آج رکوع وسجود میں کمر کا سیدھا نہ رکھنا، رکوع سے اُٹھ کر صحیح طرح کھڑا نہ ہونا، اور نماز میں طمانیت کا ترک کرنا، ہمارے معاشرے میں پوری طرح گھر کر چکا ہے، اور اکثر نمازی اس بیماری میں مبتلا دکھائی دیتے ہیں، حالانکہ طمانیت نماز کا ایک اہم رکن ہے، جسے اپنائے بغیر نماز درست نہیں ہوتی۔ جیسا کہ رسول معظم ﷺ نے ایک شخص کو رکوع وسجود میں کمر سیدھا نہ کرنے پر فرمایا:

((إِنَّهُ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَمْ يُقِمْ صُلْبَهُ.)) [1]

''یقیناً اس کی نماز درست نہیں ہے، جس نے اپنی کمر کو سیدھا نہیں رکھا۔''

اور سیّدنا ابومسعود البدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:

((لَا تُجْزِئُ صَلٰوةُ الرَّجُلِ حَتّٰى يُقِيْمَ ظَهْرَهُ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ.)) [2]

''آدمی کی نماز تب تک کفایت کر ہی نہیں سکتی، جب تک کہ وہ اپنی کمر کو رکوع و سجود میں صحیح طور پر سیدھا نہ کرلے۔''

اس میں کوئی شک نہیں کہ ترکِ طمانیت ایسا بڑا گناہ ہے، جس کا مرتکب بڑی زجر و وعید کا نشانہ بنتا ہے۔ چنانچہ سیّدنا ابوعبداللہ الاشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ بِأَصْحَابِهِ ثُمَّ جَلَسَ فِيْ طَائِفَةٍ مِنْهُمْ، فَدَخَلَ رَجُلٌ فَقَامَ يُصَلِّي فَجَعَلَ يَرْكَعُ وَيَنْقُرُ فِيْ سُجُوْدِهِ فَقَالَ

---

[1] ابن حبان نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۱۸۸۸.

[2] سنن ابی داؤد، کتاب الصلوٰة، رقم: ۸۵۵۔ سنن الترمذي، کتاب مواقیت الصلوٰة، رقم: ۲۶۵۔ المشکوٰة، رقم: ۸۷۸۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۷۲۲٤.

النَّبِيُّ ﷺ أَتَـرَوْنَ هٰـذَا؟ مَنْ مَّاتَ عَلٰى هٰذَا مَاتَ عَلٰى غَيْرِ مِلَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ يَنْقُرُ صَلوٰتَهٗ كَمَا يَنْقُرُ الْغُرَابُ الدَّمَ ، إِنَّمَا مَثَلُ الَّذِىْ يَرْكَعُ وَيَنْقُرُ فِىْ سُجُوْدِهٖ كَالْجَائِعِ لَا يَأْكُلُ إِلَّا التَّمْرَةَ وَالتَّمْرَتَيْنِ فَمَاذَا تُغْنِيَان عَنْهُ .)) ❶

''رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کونماز پڑھائی۔ پھر کچھ احباب کے ساتھ بیٹھ گئے، پس (اچانک) ایک آدمی داخل ہوکر نماز پڑھنے لگا، وہ رکوع کرتا اور اپنے سجدوں میں ٹھونگیں مارتا، (اُسے دیکھ کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اسے دیکھ رہے ہو! جوشخص اس طرح کی نماز پر مرگیا، تو وہ محمد ﷺ کے دین پر نہیں مرا۔ یہ اپنی نماز میں اس طرح ٹھونگیں مارر ہا ہے، جس طرح کہ کوّا خون پر ٹھونگیں مارتا ہے۔ جو آدمی رکوع کرے اور پھر سجدوں میں ٹھونگیں مارے اُس کی مثال اس بھوکے کی سی ہے، جو صرف ایک یا دو کھجوریں کھاتا ہے، اب بھلا (یہ) دو کھجوریں اُس کی بھوک کہاں مٹائیں گی۔''

نیز زید بن وہب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ؛

((رَأَى حُذَيْفَةُ رَجُلًا لَا يُتِمُّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ . فَقَالَ: مَا صَلَّيْتَ وَلَوْ مُتَّ مُتَّ عَلٰى غَيْرِ الْفِطْرَةِ الَّتِىْ فَطَرَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا ﷺ .))❷

''سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا جو ٹھیک سے رکوع وسجود نہیں کر رہا تھا، تو انھوں نے فرمایا: تم نے کوئی نماز نہیں پڑھی، اور اگر تم (یہی نماز پڑھتے ہوئے) مرگئے، تو تمہاری موت اس دین پر نہیں ہوگی، جو اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو عطا فرمایا۔''

❶ ابن خزیمہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔صحيح ابن خزيمه، رقم: ٦٦٥.

❷ صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب إذَا لَم يتم الركوع، رقم: ٧٩١.

یہاں ایک بات کی وضاحت کرنا ضروری ہے، اور وہ یہ کہ جو شخص نماز میں عدم اطمینان کرتا رہا، اُسے جونہی مسئلہ کا حکم معلوم ہو، تو وہ اُس وقت کی فرض نماز لوٹا لے، اور گذشتہ تمام نمازیں جو اس طریقے پر پڑھی ہوں۔ اُس معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کر لے۔ سابقہ نمازیں لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کو ان الفاظ میں فرمایا:

((اِرْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ .)) [1]

''جا پھر نماز پڑھ، اس لیے کہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔''

(38) نماز میں لغو اور فضول حرکات کرنا:

نماز میں لغو اور فضول حرکات ایک ایسی آفت اور مصیبت ہے، جس سے شاید ہی کسی نمازی نے اپنے آپ کو بچایا ہو۔ جو لوگ نماز میں لغو اور فضول حرکات کرتے ہیں، وہ دراصل اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس فرمان کو اپنانے سے قاصر ہیں۔

﴿وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ۝﴾ (البقرة: ۲۳۸)

''اور اللہ کے حضور پرسکون اور خشوع کے ساتھ کھڑے ہو۔''

نیز ایسے لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس فرمان پر بھی غور وخوض نہیں کرتے۔

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝﴾

(المؤمنون: ۱۔۲)

''یقیناً ان مومنوں نے فلاح پالی۔ جو اپنی نماز میں خشوع وخضوع اختیار کرتے ہیں۔''

فضول حرکات تو کجا، جب رسول اللہ ﷺ سے سجدہ میں پیشانی رکھنے کی جگہ سے مٹی صاف کرنے کا پوچھا گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[1] صحیح بخاري، کتاب الإیمان والنذور، رقم: ٦٦٦٧.

((لَا تَـمْسَـحْ وَأَنْتَ تُصَلِّيْ . فَإِنْ كُنْتَ لَا بُـدَّ فَاعِلًا فَوَاحِدَةٌ، تَسْوِيَةَ الْحَصَى .)) ❶

''نماز پڑھتے ہوئے مٹی صاف نہ کرو، اگر بہت ضروری ہو، تو صرف ایک مرتبہ کنکریاں صاف کرلو۔''

بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ مسلسل اور بلاضرورت حرکت کرتے رہنا جیسے کوئی کسی کام میں مشغول ہو، اس سے نماز باطل ہوجاتی ہے، لہٰذا جو لوگ نماز میں لغو اور فضول حرکات کرتے ہیں، مثلاً گھڑی دیکھنا، انگلیوں کو چٹخانا، کپڑے سیدھے کرنا، آسمان کی طرف نظر اُٹھانا یا اس قسم کی دوسری لغو حرکات، تو انھیں اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ ان کی آنکھیں کہیں جھپٹ نہ لی جائیں اور ابلیس ان کی نماز اُچک نہ لے۔

(39) مقتدی کا امام سے (عمداً) سبقت لے جانا:

مقتدی کا دورانِ نماز امام سے جان بوجھ کر نماز کے کسی بھی رکن میں سبقت یعنی پہل کرنا بہت بڑا گناہ ہے، جیسا کہ عمومی طور پر بعض لوگ رکوع و سجود اور تکبیرات وغیرہ کے انتقال میں امام سے سبقت کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ بہت سے لوگ شاید اس مسئلہ کی اہمیت سے واقف نہیں، مگر رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق انتہائی سخت وعید بیان فرمائی ہے۔ جیسا کہ سیّدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَمَا يَـخْشَى أَحَدُكُمْ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ صُورَتَهُ صُورَةَ حِمَارٍ .)) ❷

''کیا تم میں وہ شخص جو امام سے پہلے اپنا سر اُٹھالیتا ہے، اس بات سے نہیں ڈرتا کہ کہیں اللہ پاک اُس کا سر گدھے کے سر کی طرح بنادے یا اُس کی صورت کو

❶ سنن ابي داؤد، كتاب الصلوٰة، رقم: ٩٤٦ـ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٧٤٥٢.
❷ صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب إثم من رفع رأسه قبل الإمام، رقم: ٦٩١.

گدھے کی سی صورت بنا دے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نماز میں رسول اللہ ﷺ سے سبقت کرنے سے بہت زیادہ احتیاط کا مظاہرہ کرتے تھے، جیسا کہ سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے قول سے معلوم ہوتا ہے۔

((أَنَّهُمْ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ لَمْ أَرَ أَحَدًا يَحْنِي ظَهْرَهُ حَتّٰى يَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَبْهَتَهُ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَخِرُّ مَنْ وَرَآءَهُ سُجَّدًا .)) ❶

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھا کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ جب رکوع سے سر اُٹھاتے، تو کوئی صحابی تب تک اپنی کمر نہ جھکاتا، جب تک رسول اللہ ﷺ اپنی جبین اقدس زمین پر نہ رکھ دیتے، پھر آپ کے پیچھے والے سجدے میں جاتے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے اس عمل سے مسئلہ کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ بڑھاپے کو پہنچے، تو آپ ﷺ کی رفتار میں کچھ کمی آ گئی، اور آپ ﷺ اپنے مقتدی صحابہ کو ان الفاظ سے آگاہ فرماتے:

((يَآ أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّيْ قَدْ بَدَّنْتُ فَلَا تَسْبِقُوْنِيْ بِالرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ .)) ❷

''اے لوگو! میں بھاری بدن ہو چکا ہوں، لہٰذا رکوع اور سجود میں جاتے ہوئے مجھ سے پہل نہ کرنا۔''

بہر حال ہر مقتدی کو چاہیے کہ نماز کے دوران امام سے سبقت لے جانے کی جرأت نہ کرے، وگرنہ مذکورہ وعید کا نشانہ بننا کوئی بعید نہیں ہے۔

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الصلوٰة، باب متابعة الإمام والعمل بعده، رقم: ١٠٦٢.

❷ سنن الكبرىٰ، كتاب الصلوٰة، باب يركع بركوع الإمام ويرفع برفعه ولا يسبقه وكذلك في السجود وغيره، رقم: ٢٥٩٨۔ علامہ البانی نے اس حدیث کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔ارواء الغليل، رقم: ٥٠٩.

(40) بلا عذر نماز کو تاخیر سے پڑھنا:

یہ بات جان لینی چاہیے کہ جس طرح بلا عذر نماز چھوڑ دینا شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ ہے، اسی طرح بلا عذر شرعی نماز کو اُس کے وقت سے تاخیر کر کے پڑھنا بھی بہت بڑا گناہ ہے۔ شرعی عذر جیسے سو جانا، بھول جانا یا کسی اور جائز عذر کی وجہ سے نماز پڑھنے میں تاخیر ہوگئی، تو کوئی حرج نہیں، لیکن اگر کوئی عذر در پیش نہیں، اور خواہ مخواہ وقت سے تاخیر کر کے نماز پڑھنا اور اس میں غفلت برتنا، یہ فاسقوں کا طریقہ ہے۔ اور اس کی دلیل اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ ارشادِ گرامی ہے:

﴿ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝ ﴾

(الماعون: ٤ـ٥)

''پس ان نمازیوں کے لیے ویل یا ہلاکت ہے، جو اپنی نمازوں میں غفلت برتتے ہیں۔''

ایک دوسرے مقام پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝ ﴾ (مریم: ٥٩)

''پھر ان کے بعد ان کی اولاد میں ایسے ناخلف پیدا ہوئے، جنھوں نے نماز کو ضائع کر دیا، اور نفسانی خواہشات کی پیروی کی۔ سو ان کا نقصان ان کے آگے آئے گا۔''

مفسرین کے نزدیک نماز ضائع کرنے کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ وہ لوگ نماز کو وقت گزر جانے کے بعد یعنی تاخیر سے پڑھا کرتے تھے۔

بہر حال ایک سچے مؤمن ومسلمان کے شایانِ شان نہیں ہے کہ وہ نماز کو وقت سے تاخیر کر کے پڑھے، کیوں کہ اہل ایمان پر تو اللہ تعالیٰ نے نماز کو مقررہ اوقات میں ادا کرنا

فرض کیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿إِنَّ الصَّلَوٰةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَٰبًا مَّوْقُوتًا ﴿١٠٣﴾﴾

(النساء: ۱۰۳)

''بے شک نماز مقررہ اوقات میں مؤمنوں پر فرض کی گئی ہے۔''

لہٰذا ہر مؤمن پر لازم ہے کہ نماز کا اہتمام کرتے ہوئے اُسے وقت مقررہ پر ادا کرے، اور جو شخص نماز کا اہتمام نہیں کرتا اُسے قیامت کے روز رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَـنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُوْرًا وبُرْهَانًا وَنَجَاةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَمَـنْ لَـمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا ، لَمْ يَكُنْ لَّهُ نُوْرٌ وَلَا بُرْهَانٌ وَلَا نَجَاةٌ ، وَكَـانَ يَـوْمَ الْـقِيَـامَةِ مَـعَ قَـارُوْنَ وَفِـرْعَـوْنَ وَهَامَانَ وَأُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ .)) [1]

''جو شخص نماز کا اہتمام کرے گا، نماز اُس کے لیے قیامت کے روز نور ہوگی، دلیل ہوگی اور کامیابی کا سبب ہوگی۔ اور جو شخص نماز کا اہتمام نہیں کرے گا، اُس کے لیے روزِ قیامت نہ نور ہوگا، نہ اُس کے پاس دلیل ہوگی اور نہ کامیابی کا کوئی راستہ۔ نیز روزِ قیامت اُس کا حشر قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔''

(42) نماز باجماعت سے پیچھے رہ جانا:

نماز عباداتِ الٰہیہ میں سے ایک اہم عبادت ہے، اور ہر مومن مسلمان پر لازم ہے کہ اس عبادت کو جماعت کے ساتھ ادا کرے، کیونکہ جو شخص اس اہم عبادت کو باجماعت ادا کرتا ہے، وہ اللہ کے ہاں بے پناہ اجر وثواب کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ اور اس کے برعکس جو شخص

[1] مسند أحمد، ۲/۱۶۹، رقم: ٦٥٧٦۔ شیخ شعیب ارناؤط نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

اس فریضہ کی ادائیگی میں کوتاہی وغفلت برتتا ہے، مطلب کہ اسے جماعت کے ساتھ ادا نہیں کرتا، تو اُس کے لیے انتہائی سخت وعید وارد ہوئی ہے۔ بہر حال باجماعت نماز پڑھنا واجب ہے۔ جیسا کہ سیّدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ أَعْمٰى . فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّهُ لَيْسَ لِيْ قَائِدٌ يَقُوْدُنِي إِلَى الْمَسْجِدِ ، فَسَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُرَخِّصَ لَهُ فَيُصَلِّيْ فِيْ بَيْتِهِ فَرَخَّصَ لَهُ ، فَلَمَّا وَلَّى دَعَاهُ فَقَالَ: هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ بِالصَّلٰوةِ؟ فَقَالَ: نَعَمْ . قَالَ: فَأَجِبْ .)) [1]

''ایک نابینا آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے پاس کوئی آدمی نہیں جو مجھے مسجد میں لائے۔ یہ کہہ کر اُس نے نماز گھر پڑھنے کی رخصت چاہی۔ رسول اللہ ﷺ نے اُسے رخصت دے دی، لیکن جب وہ واپس ہوا، تو اُسے پھر بلایا اور پوچھا: کیا تو اذان سنتا ہے؟ اُس نے عرض کی: جی ہاں! اے اللہ کے رسول ﷺ! تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر مسجد میں آ کر نماز پڑھا کر۔''

ذرا غور فرمایئے کہ نبی مکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے ایک نابینا شخص کو اذان سننے کے بعد گھر میں نماز پڑھنے کی رخصت نہیں دی تو بینا (آنکھوں سے دیکھنے والا) شخص کو بلا عذر شرعی گھر میں نماز پڑھنے کی رُخصت کیسے ہوگی؟ باجماعت نماز پڑھنے کی بہت زیادہ فضیلت بیان ہوئی ہے۔ جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِحَطَبٍ فَيُحْطَبْ ثُمَّ آمُرَ بِالصَّلَاةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ أُخَالِفَ

[1] صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب يجب إتيان المسجد على من سمع النداء، رقم: ١٤٨٦.

إِلَى رِجَالٍ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ .)) ❶

''اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں نے ارادہ کیا کہ لکڑیاں اکٹھی کرنے کا حکم دوں، تو لکڑیاں اکٹھی کر لی جائیں، پھر میں نماز کا حکم دوں، اور نماز کے لیے اذان کہی جائے اور پھر میں ایک شخص کو نمازِ باجماعت پڑھانے کے لیے کھڑا کروں اور خود ایسے لوگوں کو ان کے گھروں سمیت جلا ڈالوں جو باجماعت نماز پڑھنے کے لیے نہیں آتے۔''

یہ شدید وعید اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ ہر مسلمان پر باجماعت نماز ادا کرنا واجب ہے، لیکن افسوس کہ ہمارے معاشرے میں اس کی چنداں اہمیت نہیں ہے، اور بہت سے لوگ اذان کی آواز سننے کے بعد بھی اپنے اپنے کاموں اور کاروباروں میں مصروف رہتے ہیں۔

(42) بلا عذر نماز چھوڑنا:

نماز دین اسلام کا دوسرا بنیادی رکن ہے، اور جو شخص بلا عذر شرعی فرض نماز ترک کرتا ہے، یقیناً وہ بہت بڑے گناہ کا مرتکب ہوتا ہے، جس کی پاداش میں اُسے جہنم میں داخل ہونا پڑے گا، مجرمین، اہل جہنم سے جب پوچھا جائے گا کہ تمھیں کس چیز نے جہنم میں داخل کر دیا؟ تو وہ سب سے پہلے اس بات کا اعتراف کریں گے کہ'' ہم لوگ نماز نہیں پڑھتے تھے۔'' چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ ﴿٤٢﴾ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ﴿٤٣﴾﴾

(المدثر: ٤٢-٤٣)

''تمھیں کس چیز نے جہنم میں پہنچا دیا؟ وہ کہیں گے، ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔''

بہرحال یہ آیت مبارکہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ بلا عذر شرعی فرض نماز ترک کرنے والا اہل جہنم میں سے ہے۔ *العیاذ باللہ!*

❶ صحيح بخاري، كتاب الاذان، باب وجوب صلوٰة الجماعة، رقم: ٦٤٤.

یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے آدمی کے اسلام اور شرک وکفر کے درمیان نماز ترک کرنے کو ہی حدِّ فاصل قرار دیا ہے، جیسا کہ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ والْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلوٰةِ .)) [1]

''یقیناً آدمی (کے اسلام) اور شرک اور کفر کے درمیان فرق، نماز ترک کرنا ہے۔''

اور ترمذی کے الفاظ یہ ہیں:

((بَيْنَ الْكُفْرِ وَالْإِيْمَانِ تَرْكَ الصَّلوٰةِ .)) [2]

''کفر اور ایمان کے درمیان فرق، نماز ترک کرنا ہے۔''

اور سیّدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:

((اَلْعَهْدُ الَّذِيْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ الصَّلوٰةُ ، فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ .)) [3]

''ہمارے اور کافروں کے درمیان جو معاہدہ ہے، وہ نماز ہے، لہٰذا جس نے نماز چھوڑ دی، اُس نے کفر کیا۔''

(43) بلا عذر نمازِ جمعہ ترک کرنا:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر مؤمن پر جمعہ کی نماز لازم قرار دی ہے، جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ﴾ (الجمعة : ٩)

''اے ایمان والو! جمعہ کے روز جب نماز کے لیے اذان کہی جائے، تو تم اللہ کو

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترك الصلوٰة، رقم: ٢٤٦.

[2] سنن ترمذي، كتاب الإيمان، رقم: ٢٦١٨ ـ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[3] سنن ترمذی، کتاب الإیمان، رقم: ٢٦٢١ ـ مسند احمد، ٢٤٦/٥، رقم: ٢٢٩٣٧ ـ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ٤١٤٣.

یاد کرنے کے لیے تیزی کے ساتھ لپکو، اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔''

دراصل نمازِ جمعہ کا شمار اسلام کے عظیم ترین شعائر میں ہوتا ہے، جس میں بے شمار حکمتیں پوشیدہ ہیں، لہٰذا جو لوگ بلاعذر جمعہ کی نماز ترک کرتے ہیں، وہ بلاشبہ گناہِ کبیرہ کے مرتکب ہیں، اور ایسے لوگوں کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے ایسی بہت سی احادیث صحیحہ ثابت ہیں، جن میں بڑی سخت وعیدیں بیان ہوئی ہیں۔ جن میں سے چند احادیث ہم ذیل کی سطور میں نقل کر رہے ہیں۔

(1) سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے نمازِ جمعہ میں شرکت نہ کرنے والوں کے بارے میں فرمایا:

((لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ رَجُلًا يُّصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ أُحَرِّقَ عَلٰى رِجَالٍ يَّتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُيُوتَهُمْ .)) [1]

''کبھی میں ارادہ کرتا ہوں کہ ایک آدمی کو امامت پر مامور کر کے خود جا کر جمعہ سے غیر حاضر رہنے والوں کو ان کے گھروں سمیت جلا ڈالوں۔''

(2) سیّدنا عبداللہ بن عمر اور سیّدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:

((لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُونُنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ .)) [2]

''لوگ جمعہ ترک کرنے سے باز آ جائیں، ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا، پھر وہ بلاشبہ غافل لوگوں میں سے ہو جائیں گے۔''

(3) اور سیّدنا ابو جعد ضمری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

---

[1] صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب فضل صلوٰة الجماعة وبيان التشديد فى التخلف عنها، رقم: ١٤٨٥.

[2] صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب التغليظ فى ترك الجمعة، رقم: ٢٠٠٢.

((مَـنْ تَـرَكَ الْـجُـمُعَةَ ثَـلَاثَ مَرَّاتٍ تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهٖ .)) ❶

''جس کسی نے محض سستی کی وجہ سے تین مرتبہ جمعہ چھوڑا، اللہ اُس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔''

(44) زکوٰۃ ادا نہ کرنا:

زکوٰۃ ادا نہ کرنا سخت وعید کا سبب اور بڑے گناہوں میں سے ایک گناہ ہے، کیوں کہ زکوٰۃ دینِ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ زکوٰۃ مال داروں کے ذمہ فقراء کا حق ہے، اور مال داروں پر لازم ہے کہ اس حق کو مستحقین تک پہنچائیں۔ جو لوگ زکوٰۃ کی ادائیگی سے بھاگتے ہیں، ان کے متعلق قرآنِ مجید اور احادیث میں بڑی سخت وعید اور آخرت میں دردناک عذاب کی وعید بیان ہوئی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴾ (التوبة : ٣٤)

''اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں، اور اُسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو آپ انھیں دردناک عذاب کی خوشخبری دے دیجیے۔''

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۭ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴾

(آل عمران : ١٨٠)

---

❶ سنن الترمذي، كتاب الجمعه، رقم: ٥٠٠، سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوٰة والسنة فيها، رقم: ١١٢٥۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

''اور جو لوگ اس فضل میں بخل کرتے ہیں جو اللہ نے انھیں دیا ہے، وہ اسے اپنے حق میں بہتر نہ سمجھیں، بلکہ وہ تو ان کے لیے بُری چیز ہے، جس مال میں وہ بخل کر رہے ہیں، قیامت کے دن وہ ان کی گردن میں طوق بنا کر ڈالا جائے گا، اور آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ کے لیے ہے، اور اللہ تمہارے اعمال سے بخوبی آگاہ ہے۔''

اور جو لوگ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے، قیامت کے روز ان کا مال گنجا سانپ بن کر ان کو ڈسے گا۔ جیسا کہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ مَالُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبِيبَتَانِ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِي بِشِدْقَيْهِ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا مَالُكَ أَنَا كَنْزُكَ .)) [1]

''جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا، اور اُس نے اُس کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو قیامت کے روز اُس کا مال ایسے گنجے سانپ کی شکل اختیار کر کے جس کی آنکھوں پر دو (سیاہ) نقطے ہوں گے، اُس کے گلے کا طوق بن جائے گا، پھر اُس کے دونوں جبڑے چیر کر کہے گا: میں تیرا مال اور خزانہ ہوں۔''

نیز جو شخص زکوٰۃ ادا نہیں کرتا، وہ قیامت کے روز جہنم میں ہوگا، جیسا کہ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَانِعُ الزَّكٰوةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي النَّارِ .)) [2]

''زکوٰۃ ادا نہ کرنے والا قیامت کے روز آگ میں ہوگا۔''

---

[1] صحيح بخاري، كتاب الزكوٰة، باب اثم مانع الزكوٰة، رقم: ١٤٠٣.
[2] صحيح الترغيب والترهيب، رقم: ٧٦٠.

(45) طاقت کے باوجود حج نہ کرنا:

حج دین اسلام کا پانچواں رکن اور عظیم ترین اسلامی شعار ہے، جو شخص سامانِ سفر اور زادِ راہ رکھتا ہو، اُس پر لازم ہے کہ فریضۂ حج کی ادائیگی کرے۔ اور جو شخص طاقت کے باوجود اس فریضہ کی ادائیگی نہیں کرتا، وہ بہت بڑے جرم اور گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٩٧﴾﴾ (آل عمران: ۹۷)

''اور اللہ کی رضا کے لیے بیت اللہ کا حج کرنا ان لوگوں پر فرض ہے، جو وہاں پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں۔ اور جو کوئی کفر کرے، تو اللہ تعالیٰ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے۔''

ملاحظہ :......اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں طاقت کے باوجود حج نہ کرنے کو ''کفر'' سے تعبیر کیا ہے۔

علاوہ ازیں امام ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا مقصد ہے کہ میں لوگوں کو مختلف شہروں میں بھیجوں۔ وہ دیکھیں جو لوگ باوجود مال رکھنے کے حج نہیں کرتے، ان پر جزیہ لگادیں، وہ مسلمان نہیں ہیں، وہ مسلمان نہیں ہیں۔'' (تفسیر ابن کثیر: ۵۲۰/۱)

(46) بلاعذر رمضان کے روزے ترک کرنا:

رمضان المبارک کے روزے رکھنا دین اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن اور انتہائی عظیم الشان فریضہ ہے۔ جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے سابقہ امتوں کی طرح اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی فرض کیا ہے۔ اور جو شخص بلاعذرِ شرعی روزہ خوری کرے، اُس کے لیے

بڑی سخت وعید وارد ہوئی ہے۔ چنانچہ روزہ کی فرضیت بیان کرتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٨٣﴾﴾ (البقرة: ۱۸۳)

''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کردیئے گئے ہیں، ویسے ہی جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، تاکہ تم تقویٰ کی راہ اختیار کرو۔''

اور جو لوگ بلا عذرِ شرعی روزہ چھوڑ دیتے ہیں، ان کے لیے بڑی سخت وعید وارد ہوئی ہے۔ چنانچہ سیّدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

((بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ؟ إِذَا رَجُلَان، فَأَخَذَا بِضُبْعَيَّ، فَأَتَيَابِيْ جَبَلًا وَعْرًا، فَقَالَالِيْ: اِصْعَدْ، حَتّٰى إِذَا كُنْتُ فِيْ سَوَاءِ الْجَبَلِ، فَإِذَا أَنَا بِصَوْتٍ شَدِيْدٍ، فَقُلْتُ: مَا هٰذِهِ الْأَصْوَاتُ؟ قَالَ: هٰذَا عَوَاءُ أَهْلِ النَّارِ، ثُمَّ انْطُلِقَ بِيْ؛ فَإِذَا أَنَا بِقَوْمٍ مُّعَلَّقِيْنَ بِعَرَاقِيْبِهِمْ مُشَقَّقَةً أَشْدَاقُهُمْ، تَسِيْلُ أَشْدَاقُهُمْ دَمًا، فَقُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ فَقِيْلَ: هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يُفْطِرُوْنَ قَبْلَ تَحِلَّةِ صَوْمِهِمْ.)) [1]

''میں سویا ہوا تھا، اور میرے پاس دو آدمی آئے، انھوں نے مجھے بازوؤں سے پکڑا اور مجھے ایک مشکل چڑھائی والے پہاڑ پر لائے، اور دونوں نے کہا: اس پر چڑھیں۔ میں نے کہا: میں نہیں چڑھ سکتا۔ انھوں نے کہا: ہم آپ کے لیے سہولت پیدا کردیں گے۔ پس میں چڑھ گیا، یہاں تک کہ میں پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گیا، جہاں میں نے شدید چیخ و پکار کی آوازیں سنیں۔ میں نے پوچھا: یہ

[1] صحیح ابن حبان، رقم: ۷٤٤۸۔ ابن حبان نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

آوازیں کیسی ہیں؟ انھوں نے بتایا: یہ جہنمیوں کی چیخ و پکار ہے۔ پھر وہ میرے ساتھ آگے بڑھے، جہاں میں نے چند لوگ اُلٹے لٹکے ہوئے دیکھے، جن کے منہ چیرے ہوئے ہیں اور ان سے خون بہہ رہا ہے۔ میں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے جواب دیا: یہ وہ لوگ ہیں جو روزہ وقت سے پہلے افطار کیا کرتے تھے۔''

دیکھئے! روزہ وقت سے قبل افطار کرنے پر اتنی سخت سزا ہے تو جو سرے سے روزہ رکھے ہی نہ، اس کی سزا کتنی سخت ہوگی، آپ خود اُس کا اندازہ کرلیں۔

(47) کفار کی پیروی کرنا:

نیک لوگوں کے راستے یعنی صراطِ مستقیم کو چھوڑ کر کفار کے راستے کی پیروی کرنا انتہائی خطرناک اور مہلک گناہ ہے۔ صاحبِ بصیرت اور شریعت اسلامیہ سے واقف کوئی شخص اس کھلی حقیقت سے انکار نہیں کرسکتا کہ آج مسلمانوں کی اکثریت نے بہت ساری چیزوں میں کفار کی پیروی شروع کر رکھی ہے۔ سیرت، عادات و اطوار، گفتار و کردار اور چھوٹی بڑی بہت سی چیزوں میں ہم نے اہل مشرق کے ''ملاحدہ'' اور اہل مغرب کے ''لادینوں'' کی تقلید کو اپنایا ہوا ہے۔ بہرحال مسلمانوں کے لیے کسی کافر کی پیروی قطعی ناجائز اور حرام ہے۔ اور اس کی دلیل اللہ تبارک وتعالیٰ کا وہ ارشاد ہے، جس میں مسلمانوں کو نماز کے دوران دعائیہ کلمات سکھائے گئے ہیں۔

﴿ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ۝ ﴾ (الفاتحة: ٥-٧)

''(اے اللہ!) ہمیں سیدھی راہ پر چلا۔ ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا، ان کی راہ پر نہیں، جن پر تیرا غضب نازل ہوا، اور نہ ان کی جو گمراہ ہوئے۔''

نیز رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو ''نمازِ وتر'' میں جو دعا مانگنے کے

لیے کلمات سکھائے، ان میں اوّل کلمات یہ تھے:

((اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ .)) [1]

''اے اللہ! مجھے ان لوگوں کی راہ پر چلا، جنھیں تو نے راہ دکھائی۔''

ان پر دو دلیلوں سے معلوم ہوا کہ اللہ کے نیک اور صالح بندوں کا راستہ الگ ہے یہود ونصاریٰ اور دیگر کفار کا راستہ الگ ہے۔

(48) بدعتی کو پناہ دینا:

دین اسلام میں کوئی نئی بات نکالنا، بدعت ہے۔ اور جو شخص اہل بدعت کو پناہ دے یا ان کی عزت کرے، وہ اللہ کے ہاں بہت بڑا مجرم ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ، ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت کا مستحق ہے۔ جیسا کہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا ، أَوْ آوَىٰ مُحْدِثًا ، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ، لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا .)) [2]

''جس نے بدعت کا ارتکاب کیا یا بدعتی کو پناہ دی اُس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، اللہ کے ہاں اُس کی نفلی اور فرضی (دونوں) عبادتیں غیر مقبول ہیں۔''

اور سیّدنا ابراہیم بن میسرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] سنن نسائي، كتاب قيام الليل وتطوع النهار، باب الدعاء في الوتر، رقم: ١٧٤٥۔ علامہ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] صحيح مسلم، كتاب الحج، باب فضل المدينة، رقم: ٣٣٢٧.

((مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ ، فَقَدْ أَعَانَ عَلٰى هَدْمِ الْإِسْلَامِ .)) ❶

''جس نے بدعتی کی عزت کی، یقیناً اُس نے اسلام کوگرانے میں مدد کی۔''

سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ ، مَنْ وَرَدَهُ شَرِبَ مِنْهُ وَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَظْمَأْ [بَعْدَهُ] أَبَدًا ، لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُونَنِي ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ . وَكَانَ أَبُوسَعِيدٍ الْخُدْرِيّ يَزِيدُ فِيهِ ، قَالَ: ((إِنَّهُمْ مِنِّي .)) فَيُقَالُ: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا بَدَّلُوا بَعْدَكَ ، فَأَقُولُ: سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ بَدَّلَ بَعْدِي .)) ❷

''میں ''حوضِ کوثر'' پر تمہارا انتظار کررہا ہوں گا، جو شخص وہاں آئے گا، وہ اُس میں سے پیئے گا اور جو اُس کا پانی پی لے گا وہ اُس کے بعد کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔ میرے پاس ایسے لوگ بھی آئیں گے، جنھیں میں پہچانتا ہوں گا اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے، پھر میرے اوران کے درمیان پردہ ڈال دیا جائے گا۔

البتہ سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ یہ لفظ زیادہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے: یہ لوگ تو میری اُمت کے ہیں، ارشاد ہوگا: آپ نہیں جانتے کہ آپ کے بعد انھوں نے کیا تبدیلیاں کردی تھیں؟ تو میں کہوں گا: ان لوگوں کے لیے دوری ہو، دوری ہو، جنھوں نے میرے بعد دین میں تبدیلیاں کردی تھیں۔''

معاذ اللہ! کوئی نئی بات داخل دین کرنا کتنا بڑا اور مہلک گناہ ہے؟ اللہ تعالیٰ ہمیں اہل بدعت کو پناہ دینے، ان کی تکریم اور بدعت کے ارتکاب سے محفوظ رکھے۔آمین!

❶ شعب الإيمان، للبيهقي، باب مباعدة الكفار والمفسدين والغلظة عليهم، رقم: ٩٤٦٤۔ المشكوٰة، رقم: ١٨٩.

❷ صحيح بخاري، كتاب الفتن، باب ماجآء في قول الله تعالىٰ: ﴿ وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ﴾ (الأنفال: ٢٥) رقم: ٧٠٥٠، ٧٠٥١.

(49) سودخوری:

سودخوری کبیرہ گناہوں میں سے ایک بہت بڑا گناہ ہے، تاہم اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ مقدس میں سودخوروں کے علاوہ کسی دوسرے سے اعلانِ جنگ نہیں فرمایا۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَذَرُوا۟ مَا بَقِىَ مِنَ ٱلرِّبَوٰٓا۟ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٢٧٨﴾ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا۟ فَأْذَنُوا۟ بِحَرْبٍ مِّنَ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ ﴾

(البقرة: ۲۷۸۔۲۷۹)

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور جو سود لوگوں کے پاس باقی رہ گیا ہے، اگر ایمان والے ہو، تو اُسے چھوڑ دو۔ اگر تم نے ایسا نہیں کیا، تو اللہ سے اور اُس کے رسول سے جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔''

اور سود کھانے والوں، اور اس کا لین دین کرنے والوں کی مذمت میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ ٱلَّذِينَ يَأْكُلُونَ ٱلرِّبَوٰا۟ لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ ٱلَّذِى يَتَخَبَّطُهُ ٱلشَّيْطَٰنُ مِنَ ٱلْمَسِّ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوٓا۟ إِنَّمَا ٱلْبَيْعُ مِثْلُ ٱلرِّبَوٰا۟ ۗ وَأَحَلَّ ٱللَّهُ ٱلْبَيْعَ وَحَرَّمَ ٱلرِّبَوٰا۟ ۚ فَمَن جَآءَهُۥ مَوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّهِۦ فَٱنتَهَىٰ فَلَهُۥ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُۥٓ إِلَى ٱللَّهِ ۖ وَمَنْ عَادَ فَأُو۟لَٰٓئِكَ أَصْحَٰبُ ٱلنَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَٰلِدُونَ ﴿٢٧٥﴾ ﴾

(البقرة: ۲۷۵)

''جو لوگ سود کھاتے ہیں، وہ (اپنی قبروں سے) اس طرح اُٹھیں گے، جس طرح وہ آدمی جسے شیطان اپنے اثر سے دیوانہ بنا دیتا ہے، یہ (سزا انھیں) اس لیے (ملے گی) کہ وہ کہا کرتے تھے، خرید وفروخت بھی تو سود ہی کی مانند ہے، حالانکہ اللہ نے خرید وفروخت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام قرار دیا ہے، پس

جس کے پاس اُس کے رب کی یہ نصیحت پہنچ گئی، اور وہ (سود لینے سے) باز آ گیا، تو ماضی میں جو لے چکا ہے وہ اُس کا ہے، اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے، اور جو اُس کے بعد لے گا، تو وہی لوگ جہنمی ہوں گے، اُس میں ہمیشہ کے لیے رہیں گے۔''

سود جیسے عظیم ترین جرم کی قباحت کو بیان کرنے کے لیے یہی دو آیتیں کافی ہیں۔

بہر حال تجارت اور ملکی سطح پر غور وفکر کرنے والے شخص کے لیے ان تباہ کاریوں اور ہلاکت آفرینیوں کا ادراک قطعاً مشکل نہیں، جو صرف اور صرف سودی لین دین کی پیدا کردہ ہیں۔ جن میں افلاس، قرضوں کی ادائیگی سے عاجزی، اقتصادی ڈھانچے میں کمزوری اور معاشرے میں غربت و مفلسی اور امارت کے تعلق سے طبقاتی کشمکش کا وجود میں آنا وغیرہ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ اور ایسے میں نتیجتاً ملک کا بہتر سرمایہ چند افراد کے ہاتھوں میں گردش کرتا رہتا ہے، لیکن اس کھلی حقیقت سے کسی کو انکار نہیں ہے کہ سود خوروں میں اکثر لوگ محرومیوں کی عبرت ناک تصویر بن کے رہ جاتے ہیں۔ اور شاید یہ اس برے انجام کی ایک جھلک ہے، جو سود خوروں کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اعلانِ جنگ کی انتہائی سخت وعید اور تنبیہ کی صورت میں موجود ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے فرمانِ عالی شان کے مطابق سودی کاروبار میں شرکت کرنے والے تمام افراد لعنت کے مستحق ہیں۔ چنانچہ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ؛

((لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ آكِلَ الرِّبَا ، وَمُوكِلَهُ ، وَكَاتِبَهُ ، وَشَاهِدَيْهِ ، وَقَالَ: هُمْ سَوَاءٌ .)) [1]

''رسول مکرم ﷺ نے سود کھانے والوں، کھلانے والوں، لکھنے والوں اور گواہی دینے والوں سب پر لعنت فرمائی ہے، بلکہ فرمایا کہ یہ سب برابر کے گناہ

[1] صحيح مسلم، كتاب البيوع، باب لعن آكل الربا ومؤكله، رقم: ٤٠٩٣.

گار ہیں۔''

معلوم ہوا کہ سودی کاروبار میں معاونت کرنے والے جملہ اُمور قطعاً ناجائز ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بنک میں ملازمت کرنا بھی حرام ہے۔

یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ سود کی حرمت تمام افراد کے لیے عام ہے، چاہے کوئی سرمایہ دار ہو، یا فقیر، مسکین، یا کوئی بھی شخص اس حرمت کے حکم سے خالی نہیں ہے۔

امر واقع شاہد ہے کہ کتنے ہی سرمایہ داروں، اور بڑے بڑے تاجروں کو سود نے مفلس بنا دیا۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((دِرْهَـمُ رِبًا يَأْكُلُهُ الرَّجُلُ وَهُوَ يَعْلَمُ ، أَشَدُّ مِنْ سِتَّةٍ وَثَـلَاثِيْنَ زَنْيَةً .)) ❶

''جو آدمی سود جاننے کے باوجود اُس کا ایک درہم کھاتا ہے (وہ اُس کے لیے) چھتیس مرتبہ کے زنا سے زیادہ بھاری اور سخت ہے۔''

سود کھانے والے حضرات اس حدیث پر ذرا غور فرمائیں، اور سود کا کم سے کم وبال یہ ہے کہ سود والا مال گنتی میں کتنا ہی زیادہ ہو جائے، مگر اُس کی برکت قطعی طور پر ختم ہو جاتی ہے، جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَا أَحَدٌ أَكْثَرَ مِنَ الرِّبَا إِلَّا كَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهِ إِلٰى قِلَّةٍ .)) ❷

''سودی مال خواہ کتنا ہی زیادہ ہو، مگر اس کا انجام سوائے کمی کے کچھ نہیں ہوتا۔''

❶ مسند أحمد، ٥/٢٢٥، رقم: ٢١٩٥٧۔ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٣٣٧٥۔ سلسلة الأحاديث الصحيحة، رقم: ١٠٣٣.

❷ سنن ابن ماجه، كتاب التجارات، باب التغليظ في الربا، رقم: ٢٢٧٩۔ مستدرك حاكم: ٢/٣٧، رقم: ٢٣٩٠۔ حاکم اور علامہ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

(50) رشوت لینا اور دینا:

رشوت لینا اور دینا کبیرہ گناہوں میں سے ایک گناہ ہے، اور اس کی صورت یہ ہے کہ کسی آدمی کو اُس کے حق سے محروم کرنے یا کوئی ناجائز اور غیر قانونی کام نکلوانے کی غرض سے حاکم یا جج صاحبان یا کسی بھی صاحبِ عہدہ کو رشوت دینا، اور اُس کا رشوت کو قبول کرنا، انتہائی گھٹیا جرم ہے، اس لیے کہ اس قسم کے کام فیصلوں میں ناانصافی کرنے، صاحب حق پر ظلم وستم ڈھانے، اور کرۂ ارض پر فتنہ بپا کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ لَا تَأْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿١٨٨﴾﴾

(البقرة: ۱۸۸)

''اور تم اپنے اموال آپس میں ناحق نہ کھاؤ، اور نہ معاملہ حکام تک اس غرض سے پہنچاؤ، تاکہ لوگوں کے مال کا ایک حصہ ناجائز طور پر جانتے ہوئے کھا جاؤ۔''

اور رسول مکرم ﷺ نے فیصلے میں رشوت دینے اور لینے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے، جیسا کہ سیّدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلرَّاشِيْ وَالْمُرْتَشِيْ فِيْ الْحُكْمِ .)) [1]

''رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں پر لعنت کی ہے جو فیصلہ کرتے یا کراتے ہوئے رشوت لیں یا دیں۔''

افسوس کہ دورِ حاضر میں رشوت کا دائرہ وسیع پیمانے پر پہنچ چکا ہے، ملازمت پیشہ افراد تو اپنی ماہانہ تنخواہ سے کہیں زیادہ رشوت سے کما لیتے ہیں، اور ان کے بیشتر معاملات رشوت کے

---

[1] سنن الترمذي، كتاب الأحكام، باب ماجاء في الراشي والمرتشي في الحكم، رقم: ۱۳۳۶۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

لین دین سے شروع ہوتے ہیں، اور اسی پر اختتام پذیر ہوتے ہیں۔ یہ مرض ملازمین کی تباہی کا ایک بہت بڑا محرک ہے، اچھا عہدہ صرف اُسی شخص کو نصیب ہوتا ہے جو کسی اہلکار کی مٹھی گرم کرے، جو ایسا نہ کر سکے وہ اچھے عہدے سے بالکل محروم رہتا ہے۔ اور اس کے برعکس جو لوگ بذریعہ رشوت اپنے معاملات چلاتے ہیں، یہ رشوت کے ذریعے تو بڑے بڑے عہدوں پہ فائز ہوتے ہیں، اور پھر اپنے منصب کا ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہوئے لوگوں کی حق تلفی کرتے ہیں، اور کہیں پہلے فارغ ہو کر واپس چلے جاتے ہیں۔

اس طرح کے ظالم اور سخت دل لوگوں کا رسول اللہ ﷺ کی اس بددعا کا نشانہ اور ہدف بنتے ہوئے رحمت الٰہیہ سے دھتکار دیا جانا کچھ بعید از عقل یا تعجب خیز نہیں ہے۔ چنانچہ سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الرَّاشِيْ وَالْمُرْتَشِيْ .)) [1]

''رشوت دینے اور لینے والے (دونوں پر) اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔''

(51) زمین پر ناجائز قبضہ کرنا:

جب انسان کے دل سے اللہ تعالیٰ کا خوف ختم ہو جائے، تو انسان کی نفسی اور ذہنی قوت اُس کے لیے وبالِ جان بن جاتی ہے، اس لیے کہ وہ اُس نفسی اور ذہنی قوت کو لوگوں پر ظلم ڈھانے اور ان کے اموال پر قبضہ کرنے میں استعمال کرتا رہتا ہے۔ ان مظالم میں سے ایک بہت بڑا ظلم دوسروں کی زمینوں اور جائیدادوں پر ناجائز قبضہ اور انھیں غصب کرنا ہے، جبکہ اس گناہ کی اسلام میں بڑی بھیانک سزا مقرر ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَخَذَ مِنَ الْأَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ خُسِفَ بِهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِلٰى سَبْعِ أَرْضِيْنَ .)) [2]

---

[1] سنن ابن ماجه، كتاب الاحكام، باب التغليظ فى الحيف والرشوة، رقم: ٢٣١٣ـ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٥١١٤.

[2] صحيح بخاري، كتاب المظالم، باب إثم من ظلم شيئًا من الأرض، رقم: ٢٤٥٤.

''جس شخص نے ناحق کسی کی زمین کا تھوڑا سا حصہ بھی دبا لیا، تو قیامت کے روز اُسے سات زمینوں تک دھنسایا جائے گا۔''

اور سیّدنا یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَيُّمَا رَجُلٍ ظَلَمَ شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ ، كَلَّفَهُ اللّٰهُ أَنْ يَحْفِرَهُ حَتَّى يَبْلُغَ آخَرَ سَبْعِ أَرْضِينَ ، ثُمَّ يُطَوَّقُهُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ .)) [1]

''جس شخص نے کسی کی زمین پر صرف ایک بالشت قبضہ کیا، اللہ تعالیٰ اُسے قیامت کے روز سات زمینیں کھودنے کی سزا دے گا، اور جب وہ کھودنے سے فارغ ہو جائے گا، تو اللہ تعالیٰ ان زمینوں کا طوق اُس کے گلے میں ڈال دے گا جو اُس وقت تک گلے پر پھنسا رہے گا، جب تک کہ تمام اہل محشر کے درمیان فیصلہ نہ ہو جائے۔''

نیز وہ لوگ بھی مذکورہ بالا شدید ترین وعید کا ہدف بنیں گے جو زمین کی علامات و حدود تبدیل کرنے کے جرم کے مرتکب ہیں۔ جس سے ان کی زمین کچھ کھلی اور کشادہ ہو جاتی ہے۔

(52) سفارش کے عوض تحفہ قبول کرنا:

یقیناً کسی شخص لوگوں کے درمیان صاحب مقام و مرتبہ ہونا، اُس پر اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے، بشرطیکہ اُس کا شکر بجا لائے، شکر بجا لانے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے اس مقام و مرتبہ کو لوگوں کو نفع پہنچانے میں صرف کرے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے عموم سے ظاہر ہوتا ہے۔

((مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَفْعَلْ .)) [2]

[1] مسند أحمد، ٤/ ١٧٣، رقم: ١٧٥٧١ـ مشكوٰة المصابيح، رقم: ٢٩٦٠ـ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٢٧٢٢ـ سلسلة الصحيحه، رقم: ٢٤٠.

[2] صحيح مسلم، كتاب السلام، باب استحباب الرقية من العين والنملة والحمة والنظرة، رقم: ٥٧٢٧.

''تم میں سے جو شخص اپنے کسی بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہو، تو ضرور پہنچائے۔''

جو شخص اپنے مقام و مرتبہ کے سبب اپنے کسی بھائی کو فائدہ پہنچائے، جس میں شرعاً کوئی قباحت نہ ہو، تو وہ اللہ کے ہاں اجر وثواب کا مستحق ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِشْفَعُوْا فَلْتُوْجَرُوْا .)) ❶

''تم سفارش کر دیا کرو، تمھیں اس کا ثواب مل جائے گا۔''

لیکن جو شخص اپنے منصب کی وجہ سے سفارش کرنے یا کسی کام میں وسیلہ بننے پر کوئی نذرانہ یا تحفہ قبول کرے، یہ اُس کے لیے جائز نہیں ہے۔ اور اس کی دلیل سیّدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی وہ حدیث ہے، جس میں رسول معظم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ شَفَعَ لِأَخِيْهِ شَفَاعَةً فَأَهْدٰى لَهُ هَدِيَّةً عَلَيْهَا فَقَبِلَهَا: فَقَدْ أَتٰى بَابًا عَظِيْمًا مِنْ أَبْوَابِ الرِّبَا .)) ❷

''جو شخص اپنے کسی بھائی کی سفارش کرے، جس پر اُسے کوئی ہدیہ پیش کیا جائے، اور وہ اُسے قبول کر لے، تو وہ شخص سود کے ایک (بہت) بڑے دروازے میں گھس گیا۔''

بعض لوگ اپنے منصب اور وسیلہ بننے کے عوض لوگوں سے معاوضہ کے طور پر مال لیتے ہیں، بلکہ اس شرط پر کام کرنے کا عقد کرتے ہیں، جیسے کسی شخص کو ملازمت دلوانا، یا ایک دفتر سے دوسرے دفتر منتقل کرنا وغیرہ۔ واضح ہو کہ ان تمام صورتوں میں جو بھی معاوضہ وصول کیا جائے گا، وہ سب کا سب قطعی حرام ہے۔ جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہو چکا ہے۔

---

❶ صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب تعاون المؤمنين بعضهم بعضًا، رقم: ٦٠٢٧، ٦٠٢٨.

❷ سنن ابی داؤد، كتاب البيوع والإجارات، باب فی الهدية لقضاء الحاجة، رقم: ٣٥٤١ ـ مشكوٰة المصابيح، رقم: ٣٧٥٧ـ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٦٣١٦.

بہر حال کسی شخص کو اُس کے ''منصب'' یا اس کے ''وسیلہ'' کی بنیاد پر اُس سے سفارش حاصل کر کے اُسے مال دینا، حرام ہے۔

(53) سرکاری خزانے میں خرد برد کرنا:

سرکاری خزانہ یعنی بیت المال میں قوم کے فقراء اور غرباء کا حق ہوتا ہے، اور اسے ملکی کاموں پر بھی صرف کیا جاتا ہے، اور جو کوئی اس میں خرد برد کرے، وہ گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہے بیت المال میں خورد برد کرنے سے نہ صرف غربا اور فقراء کی حق تلفی ہوتی ہے، بلکہ ملکی ضروریات کو پورا کرنے میں بھی حرج ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایسے شخص کے بارے میں بڑی سخت وعید وارد ہوئی ہے۔ چنانچہ سیّدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول معظم ﷺ نے انھیں فرمایا:

((قُمْ عَلىٰ صَدَقَةِ بَنِيْ فُلَان ، وَانْظُرْ لَا تَأْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِبِكْرٍ تَحْمِلُهُ عَلىٰ عَاتِقِكَ لَهُ رُغَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ . قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، اِصْرِفْهَا عَنِّيْ . فَصَرَفَهَا عَنْهُ .)) [1]

''تم جاؤ اور فلاں قبیلے کی زکوٰۃ جمع کر کے لاؤ۔ (لیکن ایک بات کا خیال رکھنا) قیامت کے روز ایسی حالت میں نہ آنا کہ تمہاری گردن پر جوان اُونٹ ہو جو بلبلا رہا ہو۔ سیّدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے اس ذمہ داری سے سبکدوش کر دیجیے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں سبکدوش فرما دیا۔''

(54) یتیم کا مال کھانا:

ہر مسلمان کا، بلکہ ہر آدمی کا فریضہ ہے کہ وہ یتیموں کے ساتھ حسن سلوک کرے،

[1] مسند أحمد، ٥/٢٨٥، رقم: ٢٢٤٦١۔ شیخ شعیب ارناؤط نے اسے ''صحیح لغیرہ'' کہا ہے۔ مسند البزار، رقم: ٣٧٣٧.

ان سے شفقت اور مہربانی کا سا معاملہ کرے، بالخصوص جو شخص ان کے مال کی سر پرستی اور نگہداشت کے لیے مقرر ہو تو اُس پر بالا ولیٰ لازم ہے کہ وہ ان سے اچھا سلوک کرے۔ اور جو شخص اچھا سلوک کرنے کی بجائے یتیم بچوں کا مال ناجائز طریقے سے ہڑپ کر جائے، تو وہ شخص نہایت سخت گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہے، اور اُس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا ﴿١٠﴾﴾ (النساء: ١٠)

''جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں، وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں اور عنقریب بھڑکتی آگ کا مزہ چکھیں گے۔''

اور سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَرْبَعُ: حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ أَنْ لَا يُدْخِلَهُمُ الْجَنَّةَ، وَلَا يُذِيْقَهُمْ نَعِيْمَهَا: مُدْمِنُ الْخَمْرِ، وَآكِلُ الرِّبَا، وَآكِلُ مَالِ الْيَتِيْمِ بِغَيْرِ حَقٍّ، وَالْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ.)) [1]

''اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کرلیا ہے کہ وہ چار آدمیوں کو جنت میں داخل نہیں کرے گا، اور نہ وہاں کی نعمتوں کا انھیں مزہ چکھائے گا، (وہ چار قسم کے لوگ مندرجہ ذیل ہیں:)

۱: مسلسل شراب پینے والا یعنی عادی شرابی۔ ۲: سود کھانے والا۔ ۳: یتیم کا مال ناجائز طریقے سے کھانے والا۔ ۴: اپنے والدین کی نافرمانی کرنے والا۔''

نیز سیّدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِجْتَنِبُوْا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ.))

---

[1] مستدرك حاكم، رقم: ٢٣٠٧۔ امام حاکم نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

''سات گناہوں سے بچو، جو تباہ کر دینے والے ہیں۔''

اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ سات گناہ کون سے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ان سات میں سے ایک ''یتیم کا مال ہضم کرنے والا'' بھی بتایا ہے۔ جیسا کہ بخاری کے الفاظ ہیں:

((وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ .))

''اور یتیم کا مال کھانا۔'' [1]

(55) حرام مال کھانا:

باطل طریقے سے کسی کا مال ہڑپ کرنا قطعی ناجائز وحرام اور مہلک ترین گناہِ کبیرہ ہے، جو شخص اس گناہ کا ارتکاب کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے ہاں اُس کی کوئی دُعا قبول نہیں ہوتی، اور مزید یہ کہ ایسا شخص قیامت کے روز جہنم میں دھکیل دیا جائے گا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَأْكُلُوٓا أَمْوَٰلَكُم بَيْنَكُم بِٱلْبَٰطِلِ﴾ (البقرة: ۱۸۸)

''اور تم اپنے اموال آپس میں ناحق نہ کھاؤ۔''

اور سیّدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا:

((أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا ، وَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِيْنَ ، فَقَالَ عَزَّوَجَلَّ ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلرُّسُلُ كُلُوا مِنَ ٱلطَّيِّبَٰتِ وَٱعْمَلُوا صَٰلِحًا إِنِّى بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝ ﴾ (المؤمنون: ۵۱) وَقَالَ: ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَٰتِ مَا رَزَقْنَٰكُمْ ﴾ (البقرة: ۱۷۲) ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ ، أَشْعَثَ أَغْبَرَ ، يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَآءِ ، يَا رَبِّ يَا رَبِّ! وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ ،

[1] صحيح بخاري، كتاب الوصايا، رقم: ٢٧٦٦.

وَمَشْـرَبُـهُ حَـرَامٌ ، وَمَـلْبَسُـهُ حَـرَام ، وَغُـذِىَ بِـالْحَرَامِ ، فَأَنّٰى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ؟)) ❶

''اے لوگو! اللہ پاک ہے، پاک چیز ہی قبول فرماتا ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو بھی اُسی بات کا حکم دیا ہے، جس کا اپنے رسولوں کو حکم دیا تھا:

''اے میرے پیغمبرو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو، بے شک میں تمہارے عملوں کو خوب جانتا ہوں۔''

اور اہل ایمان سے کہا: ''اے ایمان والو! ہماری عطا کردہ پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔''

پھر آپ نے ایک آدمی کا تذکرہ کیا جو ایک طویل سفر طے کرتا ہے اور بکھرے بال، پراگندہ حالت والا ہوتا ہے، اور آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر صدا لگاتا ہے: اے میرے پالنہار! اے میرے پروردگار! حالانکہ اُس کا کھانا حرام، اُس کا پینا حرام، اُس کا پہننا حرام، (حتی کہ) اُس کی ساری غذا حرام ہوتی ہے، پھر بھلا اُس کی دُعا کیسے مقبول ہوگی؟''

اس حدیث نبوی میں دو اُمور بیان کیے گئے ہیں:

1:۔ رزقِ طیب استعمال کرنا چاہیے۔

2:۔ جو لوگ، رزقِ حلال کی بجائے رزقِ حرام کماتے اور کھاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی دُعا مقبول نہیں ہوتی۔ نیز جو لوگ ناجائز طریقے سے کسی کا مال کھاتے ہیں، ان کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

اور سیّدہ خولہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ رِجَـالًا يَتَـخَوَّضُوْنَ فِىْ مَالِ اللّٰهِ بِغَيْرِ حَقٍّ فَلَهُمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .)) ❷

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الزكاة، رقم: ١٠١٥.

❷ صحيح بخاري، كتاب فرض الخمس، باب قوله تعالىٰ: ﴿ **فَاِنَّ لِلّٰهِ خمسه وللرسول** ﴾ (الأنفال: ٤١) رقم: ٣١١٨.

''جو لوگ اللہ کے مال میں ناحق تصرف کرتے ہیں، ان کے لیے قیامت کے روز آگ ہوگی۔''

(56) ناپ تول میں کمی کرنا:

ایک دوسرے پر رحم دلی، اور ہمدردی اسلامی اخوت کا فریضہ، اور اُس کا اہم ترین تقاضا ہے۔ اور اسلامی اخوت ہی نہیں، انسانی اخوت بھی اس کا تقاضا کرتی ہے کہ لوگوں کے ساتھ برتاؤ میں اخلاص رکھنا چاہیے، اور آپس میں ناپ تول اور پیمائش میں قطعی طور پر کمی نہیں کرنی چاہیے۔ لہٰذا جو لوگ ناپ تول میں کمی کرتے ہیں، وہ جرم عظیم کے مرتکب ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے مقدر میں ''ہلاکت'' لکھ رکھی ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مختلف مقامات پر مختلف انداز میں ناپ تول میں کمی کرنے سے منع فرمایا ہے، جن میں سے چند ایک مقامات ہم ہدیۂ قارئین کرتے ہیں۔

﴿وَ اَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَ زِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿٣٥﴾﴾ (بنی اسرائیل: ۳۵)

''اور جب ناپو تو پیمانہ بھر کر دو، اور درست ترازو سے وزن کرو، یہی بہتر ہے اور انجام کے اعتبار سے زیادہ اچھا ہے۔''

﴿وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ﴿٧﴾ اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ﴿٨﴾ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ﴿٩﴾﴾ (الرحمن: ۷-۹)

''اور اللہ نے آسمان کو اونچا کیا، اور ترازو بنایا، تاکہ تم تولنے میں حد سے تجاوز نہ کرو اور انصاف کے ساتھ ٹھیک تولا کرو، اور وزن میں کمی نہ کرو۔''

﴿فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ﴾

(الأعراف: ۸۵)

''پس تم لوگ ناپ اور تول پورا کرو، اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو۔''

مذکورہ بالا آیات سے معلوم ہوا کہ کسی سے مال لیتے وقت یا اُسے دیتے وقت ناپ تول میں کمی نہیں کرنی چاہیے، بلکہ پیمانے کو پورے عدل وانصاف کے ساتھ رکھا جائے اور جو لوگ پیمانے میں گڈ مڈ اور ناپ تول میں کمی کرتے ہیں، ان کے لیے ہلاکت و بربادی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ① الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ② وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ③ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ④ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ⑤ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ⑥﴾

(المطففين: ١ـ٦)

''ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے ہلاکت و بربادی ہے ۔ جب وہ لوگوں سے ناپ کرتے ہیں، تو پورا پورا لیتے ہیں، اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں، تو کم دیتے ہیں۔ کیا ایسے لوگ یقین نہیں رکھتے کہ وہ دوبارہ زندہ کرکے اُٹھائے جائیں گے۔ ایک عظیم دن کے لیے۔ جس دن لوگ سارے جہان کے پروردگار کے سامنے کھڑے ہوں گے۔''

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ خَمْسٌ إِذَا ابْتُلِيْتُمْ بِهِنَّ ، وَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ أَنْ تُدْرِكُوْا هُنَّ .))

''اے مہاجرین کی جماعت! جب تمہیں ان کے ذریعہ آزمایا جائے تو پانچ چیزوں سے میں تمہارے حق میں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں کہ تم ان کو پاؤ۔''

جن میں سے ایک چیز یہ ذکر کی:

((وَلَـمْ يُنْقِصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ ، إِلَّا أُخِذُوْا بِالسِّنِيْنَ وَشِدَّةِ

الْمَؤُوْنَةِ وَجَوْرِ السُّلْطَانِ عَلَيْهِمْ .)) ❶

''جو لوگ ناپ تول میں کمی کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان میں قحط سالی، معاش کی مصیبت اور ظالم بادشاہ اُن پر مسلط کر دیتا ہے۔''

پس ہر مومن کا یہ فرض ہے کہ وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے عبرت اور نصیحت پکڑے، اور ایسی بری عادتوں اور خصلتوں سے بالکل گریز کرے، جو ایمان و اسلام کے صریح منافی ہوں۔

(57) دھوکہ، فریب دینا:

اسلامی اور انسانی اخوت کا تقاضا ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان سے اچھا اور مخلصانہ برتاؤ رکھے۔ جس میں کسی قسم کی دھوکہ دہی ہو، اور نہ فریب کاری۔ اور اس کے برعکس جو شخص کسی کے ساتھ دھوکہ اور فریب دہی کرتا ہے، وہ گناہِ کبیرہ کا ارتکاب کرتا ہے، چنانچہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا .)) ❷

''جس نے ہمیں دھوکہ دیا، وہ ہم میں سے نہیں۔''

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

((مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّى .))

''جس نے دھوکہ دیا، وہ مجھ سے نہیں ہے۔''

نیز دھوکہ اور مکر و فریب انسان کو جہنم میں لے جانے کا سبب ہے۔ چنانچہ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

❶ سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، باب العقوبات، رقم: ٤٠١٩ ۔ علامہ البانی نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

❷ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب قول النبي ﷺ: " من غشنا فليس منا " رقم: ٢٨٣.

((اَلْمَکْرُ وَالْخَدِیْعَةُ وَالْخِیَانَةُ فِی النَّارِ .)) ❶

''مکار، دھوکہ دہی کرنے والا، اور خیانت کرنے والا شخص جہنمی ہے۔''

(58) دھوکے سے بولی بڑھانا:

ویسے تو دھوکے کی بہت ساری صورتیں ہیں، لیکن ان میں سے ایک اہم اور بڑی صورت یہ بھی ہے کہ ''انسان دھوکے سے اپنے مال کی بولی بڑھائے۔''

''بیع نجش'' عقدِ بیع کی ایک قسم ہے، جس کی صورت یہ ہے کہ ایک ایسا آدمی جو سودے کا خریدار نہیں ہے، لیکن قیمت میں اضافہ کرکے بولی دیتا ہے، تاکہ دوسرے شخص کو دھوکے میں ڈال کر اُسے مہنگے داموں سودا خریدنے پر آمادہ کرے۔ ایسے لوگ اکثر طور پر دکانداروں سے ملے ہوتے ہیں۔ اس طرح کسی کو دھوکہ دے کر خرید وفروخت کرنا سخت ممنوع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ''بیع نجش'' سے منع فرمایا ہے:

((لَا تَنَاجَشُوْا .)) ❷

''بیع نجش مت کرو۔''

یعنی بغیر نیت خرید کے بولی مت بڑھاؤ۔ کیونکہ یہ اپنے مسلمان بھائی کو کھلا دھوکہ دینا ہے، اور دھوکے سے متعلق رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((اَلْمَکْرُ وَالْخَدِیْعَةُ وَالْخِیَانَةُ فِی النَّارِ .))❸

''مکاری، دھوکہ دہی اور خیانت آگ (میں جانے) کا سبب ہیں۔''

لیکن افسوس کہ بہت سے لوگ مارکیٹوں، منڈیوں اور نیلام سنٹروں میں دلالی کی غرض سے گھوم رہے ہوتے ہیں۔ واضح ہو کہ ایسی دلالی کی کمائی حرام ہے، کیونکہ وہ بہت سے ایسے

---

❶ مستدرك حاكم: ٤/ ٦٠٧، رقم: ٨٨٣١۔ سلسلة الاحاديث الصحيحه، رقم: ١٠٥٧.

❷ صحيح بخاري، كتاب البيوع، باب لا يبيع على بيع أخيه ...... الخ. رقم: ٢١٣٩.

❸ سلسلة الصحيحة، رقم: ١٠٥٧.

اُمور کا ارتکاب کرتے ہیں، جو شرعاً قطعی حرام ہیں، مثلاً خریدار کو دھوکے میں رکھنا، یا منڈی میں (سامان فروخت کرنے والے) اجنبی کو دھوکہ دینے کے لیے سامان کا بھاؤ گھٹانا۔ اور اگر یہی سامان اپنا یا کسی قریبی کا ہو، تو اُس کا بھاؤ بڑھانا وغیرہ وغیرہ۔ بہر حال اس قسم کے لوگ زیادہ نفع کی خاطر قیمتیں بڑھا کر اللہ کے بندوں کو دھوکہ دیتے ہیں، اور ان کے نقصان کے درپے ہوتے ہیں۔

(59) خیانت کرنا:

امانت میں خیانت کرنا، بہت بڑا گناہ ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس فعل بد کے ارتکاب سے منع کرتے ہوئے فرمایا:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝﴾ (الأنفال: ۲۷)

''اے ایمان والو! اللہ اور رسول کے ساتھ خیانت نہ کرو، اور جانتے ہوئے اپنے پاس موجود امانتوں میں خیانت نہ کرو۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ .)) [1]

''منافق کی تین نشانیاں ہیں: (۱) جب بات کرے جھوٹ بولے۔ (۲) جب وعدہ کرے، تو خلاف ورزی کرے۔ (۳) اور جب اُس کے پاس (کوئی) امانت رکھی جائے، تو خیانت کرے۔''

قرآن اور سنت میں مذکور لفظ ''خیانت'' ہر قسم کے چھوٹے اور بڑے گناہوں کو شامل ہے۔ مثلاً فرائض میں سستی، حدود اللہ سے تجاوز، سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار اور اسی طرح

[1] صحيح بخاري، كتاب الإيمان، باب علامات المنافق، رقم: ۳۳.

کے دوسرے گناہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت میں داخل ہیں۔

مالِ غنیمت میں خیانت:

اور امانت میں خیانت کرنے کی مختلف صورتیں ہیں، جن میں سے ایک صورت ''غلول'' ''مالِ غنیمت میں خیانت کرنا'' ہے۔

غیر مسلموں سے جنگ کے دوران حاصل ہونے والے مال کو'' مالِ غنیمت'' کہتے ہیں۔ اور جو شخص اپنے امیر کی اجازت کے بغیر اس مال میں سے کچھ لیتا ہے، وہ سنگین جرم کا مرتکب ہوتا ہے، اور وہ مال قیامت کے روز اُس کے لیے آگ کا شعلہ بن کر بھڑک رہا ہوگا۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایسے گناہ کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَمَنْ يَّغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ﴾ (آل عمران: ١٦١)

''اور جو خیانت کرے گا، وہ قیامت کے دن اُس چیز کے ساتھ آئے گا، جو اُس نے خیانت کی تھی۔''

فتح خیبر کے بعد واپسی میں رسول اللہ ﷺ کا غلام آپ کا کجاوہ اُتار رہا تھا کہ اچانک اُسے ایک تیر آ لگا، اور وہ وہیں مرگیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: شہادت مبارک ہو، تو رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:

((بَـلْ وَالَّذِى نَفْسِى بِيَدِهِ إِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِى أَصَابَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْـمَـغَـانِـمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا . فَجَآءَ رَجُلٌ حِيـنَ سَـمِـعَ ذٰلِكَ مِـنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِرَاكٍ أَوْ بِشِرَاكَيْنِ فَقَالَ: هَذَا شَىْءٌ كُنْتُ أَصَبْتُهُ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: شِرَاكٌ أَوْ شِرَاكَان مِنْ نَارٍ .)) [1]

'' بلکہ، اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جو چادر اس نے

[1] صحيح بخاري، كتاب المغازى، باب غزوة خيبر، رقم: ٤٢٣٤.

خیبر میں تقسیم سے پہلے، مال غنیمت میں سے اُٹھائی تھی، وہ آگ کا شعلہ بن کر اُس پر بھڑک رہی ہے۔ یہ سن کر ایک صحابی ایک یا دو تسمے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور اُس نے کہا: یہ میں نے اُٹھا لیے تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک یا دو تسمے بھی جہنم میں لے جانے کا سبب ہیں۔''

نیز سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ؛ ''نبی ﷺ کے زمانے میں ایک شخص کو مالِ غنیمت پر بطورِ محافظ مقرر کیا گیا، جس کا نام ''کرکرہ'' تھا، جب وہ فوت ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((هُوَ فِي النَّارِ .))

''وہ آگ میں ہے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے (اُس کا سامان) جا کر دیکھا، تو اُس میں مالِ غنیمت سے چرائی ہوئی ایک چادر پائی گئی۔'' [1]

(60) ظلم کرنا:

کسی پر ظلم وستم کرنا بہت بڑا گناہ ہے، اور خصوصاً انسان پر ظلم کرنا، اس کی عزت وتکریم مجروح کرنے کے مترادف ہے۔ لہٰذا جو لوگ کسی پر ظلم وستم ڈھاتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں دردناک عذاب کے مستحق ہیں۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٤٢﴾ ﴾ (الشوریٰ: ٤٢)

''الزام ان لوگوں پر ہے، جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں، اور زمین میں ناحق فساد پھیلاتے ہیں، انھی کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ ۚ إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ

[1] صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب القليل من الغلول، رقم: ٣٠٧٤.

تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ﴿٤٢﴾ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَ اَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ﴿٤٣﴾ ﴾ (ابراهيم: ٤٢-٤٣)

''اور آپ اللہ کو ظالموں کے کرتوتوں سے غافل نہ سمجھئے وہ تو انھیں اُس دن تک مہلت دے رہا ہے جب آنکھیں پتھرا جائیں گی، اپنے سروں کو اوپر اُٹھائے تیزی سے دوڑ رہے ہوں گے، ان کی پلکیں نیچے جھکی ہوں گی، اور ان کے دل ہوا ہور ہے ہوں گے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ ظلم کرتے ہیں، وہ بہت جلد اپنے انجام کو پہنچ جائیں گے، جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَ سَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿٢٢٧﴾ ﴾ (الشعراء: ٢٢٧)

''اور عنقریب ظلم کرنے والے جان لیں گے کہ وہ کس انجام کو پہنچیں گے۔''

رسول کریم ﷺ نے ظلم کی مذمت میں فرمایا:

((اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .)) [1]

''ظلم قیامت کے روز اندھیرے ہوں گے۔''

معلوم ہوا قیامت کے روز ظالم نور سے محروم ہوگا۔ اندھیرے پر اندھیرا یعنی ان اندھیروں میں وہ دھکے کھاتا اور سرگرداں پھرے گا۔

ویسے تو ظلم کرنے کے بے شمار نقصانات ہیں، ان میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ ظالم کی تمام نیکیاں مظلوموں کو تقسیم کردی جائیں گی، اور آخرکار اُسے جہنم رسید ہونا پڑے گا۔

چنانچہ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا:

((اَتَدْرُونَ مَا الْمُفْلِسُ؟ قَالُوا: الْمُفْلِسُ فِينَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ: اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِي يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلٰوةٍ

[1] صحيح بخاري، كتاب المظالم، باب الظلم ظلمات يوم القيامة، رقم: ٢٤٤٧.

وَصِيَـامٍ وَزَكٰـوةٍ وَيَاْتِي قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَاَكَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَيُعْطٰى هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ وَهٰذَا مِنْ حَسَـنَـاتِـهِ فَـاِنْ فَـنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ اَنْ يُّقْضٰى مَا عَلَيْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِى النَّارِ .)) [1]

''کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کسے کہتے ہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہمارے نزدیک مفلس وہ ہے، جس کے پاس روپے پیسے ہوں نہ کوئی ساز وسامان۔ تو رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اُمت کا مفلس وہ ہے جو قیامت کے روز نماز، روزہ اور زکوٰۃ جیسی نیکیاں لے کر حاضر ہوگا، لیکن کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال ہڑپ کیا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا پیٹا ہوگا۔ لہٰذا اُس کی (تمام) نیکیاں مظلوموں کو تقسیم کردی جائیں گی۔ اور اگر اُس کی نیکیاں ختم ہوگئیں اور مظلوموں کے حقوق باقی رہ گئے، تو پھر ان کے گناہ اُس (ظالم) کے نامۂ اعمال میں ڈال دیئے جائیں گے، اور بالآخر اُس کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔''

ظلم خواہ انسانوں پر ڈھایا جائے یا کسی دوسری مخلوق پر، بہرحال ظلم بہت بڑا گناہ ہے۔ ویسے تو ظلم کے تحت بہت سے ذیلی عنوان تحریر کیے جاسکتے ہیں، لیکن ہم صرف چند عنوان تحریر کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں۔ (بتوفیق اللہ)

1۔ حاکم وقت کا رعایا پر ظلم کرنا:

حاکم وقت کا رعایا پر ظلم کرنا بہت بڑا جرم ہے۔ چنانچہ سیّدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَـا مِـنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيْهِ اللّٰهُ رَعِيَّةً فَلَمْ يَحُطْهَا بِنُصْحِهٖ [إِلَّا] لَمْ

[1] صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب تحريم الظلم، رقم: ٦٥٧٩.

يَجِدْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ .)) ❶

''جس آدمی کو اللہ تعالیٰ عوام کا نگہبان بنائے، اور وہ ان کی خیر خواہی نہ کرے، تو وہ جنت کی خوشبو تک نہ پائے گا۔''

نیز سیّدنا ابو مریم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ وَلَّاهُ اللّٰهُ شَيْئًا مِنْ أَمْرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَاحْتَجَبَ، دُوْنَ خَلَّتِهِمْ وَفَقْرِهِمْ: إِحْتَجَبَ اللّٰهُ عَنْهُ دُوْنَ حَاجَّتِهِ وَخَلَّتِهِ وَفَقْرِهِ .)) ❷

''جس آدمی کو مسلمانوں کے معاملات کا نگران بنایا گیا، اور وہ ان کی مفلسی، حالات کی تنگی، اور فقر و فاقہ میں ان سے بے تعلق رہا، تو (روزِ قیامت) اللہ تعالیٰ بھی اُس کی محتاجی، حالات کی تنگی اور فقر و فاقہ میں اُس سے بے تعلق رہے گا۔''

لہٰذا جس آدمی کو قوم کا والی اور نگران مقرر کیا جائے، اُس کا اوّلین فریضہ ہے کہ وہ ہر لمحہ قوم کی خیر خواہی کرے، اور ان کی ہر تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھ کر اُس کا مداوا کرے۔ کیوں کہ قوم کی پریشانی میں قوم سے بے تعلق رہنا دراصل قوم پر ظلم کرنے کے مترادف ہے۔ اور قوم کی خیر خواہی صرف دین اسلام میں ہے۔

2۔ جانوروں پر ظلم کرنا:

جانور بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی کسی بھی مخلوق پر ظلم کرنا، بہت بڑا جرم ہے اور جو شخص اس جرم کا ارتکاب کرتا ہے، وہ اوّلاً: تو رسول اللہ ﷺ کی بددعا کا مستحق

---

❶ صحيح بخاري، كتاب الأحكام، باب من استرعى رعية فلم ينصح، رقم: ٧١٥٠.

❷ سنن ابي داؤد، كتاب الخراج والامارة والفيء، باب فيما يلزم الإمام من أمر الرعية والحجبة۔ مستدرك حاكم: ٤/٩٣، رقم: ٧١٠٩۔ امام حاکم، ذہبی اور شیخ البانی نے اس روایت کو ''صحیح'' کہا ہے۔

ہے، اور ثانیاً: یہ کہ ایسا جرم انسان کو جہنم میں لے جانے کا سبب ہے۔ چنانچہ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَـرَّ عَـلَيْهِ حِمَارٌ قَدْ وُسِمَ فِيْ وَجْهِهِ فَقَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الَّذِي وَسَمَهُ .)) ❶

''نبی ﷺ کے پاس سے ایک گدھا گذرا جس کے منہ کو داغا گیا تھا، تو آپ نے فرمایا: اللہ اُس پر لعنت کرے جس نے اسے داغا ہے۔''

نیز سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا:

((دَخَـلَـتِ امْرَأَةٌ النَّارَ فِي هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ .)) ❷

''ایک عورت ''بلی'' کی وجہ سے جہنم میں گئی۔ اُس نے بلی کو باندھ دیا، اور اُسے کھانا دیا، نہ اُسے چھوڑا کہ وہ چل پھر کر زمین کے کیڑے مکوڑے کھالیتی۔''

(61) احسان جتلانا:

کسی کے ساتھ نیکی کر کے احسان جتلانا بہت بڑا گناہ ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰى﴾

(البقرة: ٢٦٤)

''اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور اذیت پہنچا کر ضائع نہ کرو۔''

❶ صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینه، باب النهی عن ضرب الحیوان فی وجهه وسمه فیه، رقم: ٥٥٥٢.

❷ صحیح بخاري، کتاب بدء الخلق، باب إذا وقع الذباب فی شراب أحدکم فیلغمسه ...... الخ، رقم: ٣٣١٨.

احسان جتلانا جنت میں داخل نہ ہونے کا سبب ہے۔ جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنَّانٌ ، وَلَا عَاقٌّ ، وَلَا مُدْمِنُ خَمْرٍ .)) ❶

''احسان جتانے والا، نافرمانی کرنے والا اور عادی شرابی جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

نیز احسان جتلانا روزِ قیامت اللہ کی نظر رحمت سے محرومی، اور دردناک عذاب کا سبب ہے، جیسا کہ سیّدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: الْمُسْبِلُ إِزَارَهُ ، وَالْمَنَّانُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلْفِ الْكَاذِبِ .)) ❷

''قیامت کے روز اللہ تعالیٰ تین قسم کے آدمیوں سے نہ بات کرے گا، نہ ان کی طرف (نظرِ رحمت سے) دیکھے گا، اور نہ انھیں پاک کرے گا، اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ (وہ آدمی مندرجہ ذیل ہیں:) 1۔ احسان جتلانے والا، 2۔ اپنی شلوار یا پینٹ ٹخنے سے نیچے لٹکانے والا، 3۔ اپنا سامانِ تجارت جھوٹی قسم کے ذریعہ فروخت کرنے والا۔''

(62) غیبت:

کسی کی غیبت کرنا گناہِ کبیرہ ہے، اور اس گناہ کا ارتکاب کرنا گویا اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے غیبت سے منع فرمایا ہے، نیز اپنے بندوں کو غیبت

---

❶ سنن نسائي، كتاب الأشربة، باب الرواية فى المدمنين فى الخمر، رقم: ٥٦٧٢۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان غلظ تحريم إسبال الإزار، رقم: ٢٩٣.

سے متنفر کرنے کے لیے ایک ایسی مثال بیان فرمائی، جس سے بلا شک وشبہ دل میں کراہت غیبت پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَ لَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ﴾ (الحجرات: ۱۲)

''اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے، کیا تم میں سے کوئی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا گوارہ کرے گا، تم اُسے بالکل گوارا نہیں کرو گے۔''

غیبت کیا ہے؟ اس کی تعریف کے لیے رسول مکرم ﷺ کا ارشاد ملاحظہ ہو:

((اَتَـدْرُونَ مَـا الْـغِيبَةُ؟ قَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَعْلَمُ . قَالَ: ذِكْرُكَ اَخَـاكَ بِـمَا يَكْرَهُ . قِيلَ: اَفَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ فِيْ اَخِي مَا اَقُولُ؟ قَالَ: اِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ فَقَدْ بَهَتَّهُ .)) [1]

''کیا تم جانتے ہو، ''غیبت'' کسے کہتے ہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ اور اُس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا اپنے بھائی کا ایسی بات کے ساتھ ذکر کرنا جسے وہ ناپسند کرتا ہو، غیبت ہے۔'' کسی نے کہا: اگر میرے بھائی میں وہ عیب پایا جاتا ہوتو؟ فرمایا: جو عیب تم بیان کر رہے ہو، اگر وہ اُس میں پایا جاتا ہے تو تم نے اُس کی غیبت کی، اور اگر وہ اُس میں نہیں پایا جاتا، تو تم نے اُس پر بہتان تراشا۔''

لیکن افسوس کہ آج غیبت کرنا ہماری اکثر و بیشتر مجالس کا جزوِ لازم بن چکا ہے۔ واضح ہو کہ جس مجلس و محفل میں کسی کی غیبت ہو رہی ہو تو اُس میں موجود ہر شخص کا فریضہ ہے کہ وہ اُس برائی سے منع کرے، اور اپنے اس بھائی کی عزت و آبرو کا دفاع کرے جس کی غیبت کی جا رہی ہو۔

[1] صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحریم العیبة، رقم: ٦٥٩٣.

رسول اللہ ﷺ نے اس بات کی بہت زیادہ ترغیب دی ہے کہ لوگوں کو غیبت سے روکا جائے۔ چنانچہ سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ؛ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ أَخِيْهِ رَدَّ اللّٰهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .)) [1]

''جو شخص اپنے کسی بھائی کی عزت کا دفاع کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اُس کے چہرے سے جہنم کی آگ دور کر دے گا۔''

(63) چغل خوری:

چغل خوری بھی بڑے گناہوں میں سے ایک بڑا گناہ ہے، اس لیے کہ فساد کی غرض سے ایک دوسرے کی باتیں بطورِ چغلی بیان کرنا، ہمیشہ سے انسانی تعلقات کی خرابی اور دلوں میں بغض وعداوت کی آگ جلانے کا ذریعہ اور سبب رہا ہے۔ لہٰذا چغل خوری کا ارتکاب جنت میں داخل نہ ہونے اور عذاب قبر میں مبتلا ہونے کا سبب ہے، اللہ تعالیٰ نے چغل خور کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ۝ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيمٍ ۝﴾

(القلم: ۱۰، ۱۱)

''اور آپ ہر زیادہ قسم کھانے والے ذلیل انسان کی بات نہ مانیں۔ جو عیب جوئی کرنے والا، چغلی کھانے والا ہے۔''

اور سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الجَنَّةَ قَتَّاتٌ .)) [2]

---

[1] سنن الترمذي، كتاب البر والصلة، رقم: ۱۹۳۱۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] صحيح بخاری، كتاب الادب، باب ما يكره من النميمة، رقم: ٦٠٥٦.

اا چغل خور جنت میں داخل نہیں ہو گا۔'

چغل خوری عذاب قبر کا سبب ہے، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس سے مروی ہے:

((مَـرَّ النَّبِیُّ ﷺ بِـحَـائِـطٍ مِـنْ حِیطَان الْمَدِینَةِ أَوْ مَکَّةَ فَسَمِعَ صَـوْتَ إِنْسَـانَیْنِ یُعَذَّبَان فِی قُبُورِهِمَا فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ : یُعَذَّبَانِ وَمَا یُعَذَّبَانِ فِی کَبِیرٍ ثُمَّ قَالَ بَلَی کَانَ أَحَدُهُمَا لَا یَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ وَکَانَ الْآخَرُ یَمْشِی بِالنَّمِیمَةِ .)) [1]

اا نبی ﷺ کا مدینہ یا مکہ کے باغات میں سے ایک باغ کے پاس سے گزر ہوا، آپ ﷺ نے دو انسانوں کی آوازیں سنیں (جنہیں ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا تھا) تو فرمایا: ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور کسی بڑے گناہ پر نہیں، پھر فرمایا: کیوں نہیں وہ گناہ واقعی کبیرہ یعنی بڑے ہیں، ان میں سے ایک شخص اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا۔'

چغلی کی ایک انتہائی گھٹیا اور بُری صورت یہ بھی ہے کہ آدمی لوگوں میں ایک دوسرے کی مدیر، یا مسؤول کے آگے شکایت کرنا، تا کہ اس سے اسے کوئی کوفت یا نقصان پہنچایا جا سکے۔

بہر حال چغل خوری قطعی ناجائز اور حرام ہے، اللہ ہم سب کو کسی کی چغلی کرنے سے محفوظ رکھے۔

(64) وعدہ خلافی:

خالق یا مخلوق سے کیے ہوئے وعدے کو پورا کرنا ایک کامل انسان اور مسلمان کی علامت ہے اور وعدہ خلافی خواہ خالق سے ہو یا مخلوق سے انتہائی جرم ہے، اور ایسے شخص کے بارے میں قرآن اور احادیث میں بڑی سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایفائے عہد کی تاکید میں ارشاد فرمایا:

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب من الکبائر أن لا یستتر من بوله، رقم: ۲۱۶.

﴿وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ﴿۳۴﴾﴾ (بنی اسرائیل: ۳۴)

LLlzgzعہد z پیاy کو پوgl کرz0 بے شک عہد z ∝ t کے باg { میں (قیامت کے دy) پوچھا جائے گاX'

جو لوv lللہ تعالیٰ سے dl ئے عہد نہیں کرتے 0z}لعنت کے مستحق ہیں lgzlyl کے لیے آخر [میں بُرl ٹھکانہ ہے0جیسا کہ lgشادlلٰہی ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْۗءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾﴾ (الرعد: ۲۵)

LLlzgzجو لوv lللہ سے کیا گیا پختہ zعد}تو h تے ہیں0lzgzlللہ نے جن gشتوvکو جوh نے کا حکم دیا ہے lنہیں کاٹتے ہیں0lzgziمین میں فساد پھیلاتے ہیں0ly پر lللہ کی لعنت ہوگی lgzly کے لیے آخر [میں بُرl گھر ہے X'

جو لوv zعد}خلافی کرتے ہیں0lللہ تعالیٰ lیسے لوگوv کے دلوv میں Î t پیدl کر دیتا ہے Xجیسا کہ lgشادlلٰہی ہے:

﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَىِٕنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿۷۷﴾﴾ (التوبہ: ۷۵، ۷۶)

LLlzgz0y میں سے بعض z}لوv بھی ہیں0جنہوv نے lللہ سے عہد کیا تھا کہ lگر z}ہمیں lپنے فضل سے izg~ د { گا0تو ہم ضرgzصدقہ کریں گے lgzنیک لوگوv میں سے ہو جا N گے X پھر جب0 k نے lپنے فضل سے izg~ د~ تو یہ lk میں بخل کرنے لگے0lzgzمنہ پھیر کر چل پڑ { Xتو lللہ نے بطو§ سزlly

کے دلوV میں kl دy (قیامت) تک کے لیے t Î پیدl کر دیا جب kl{z سے ملیں گےÔgzl یہkl سبب سے ہوl کہ lنھوV نے lللہ سے جو zعد} کیا تھاÔ kl کی خلا s igz~ کی تھی lgzجھو ^ بولتے تھےX'

نیز gسوlw للہ a نے بھی zعد} خلافی کرنے zlلے کو منافق قرlg دیا ہےÔ چنانچہ سیّدنا lبو ہریر} b سے مرz~ ہے کہgسوlw للہ a نے فرمایا:

((آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَـلاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ .)) ❶

ll منافق شخص کی تین V*q نشانیاں ہیں: جب با [کر { Ôتو جھو ^ بولتا ہےX جب zعد} کر { Ôتو خلا s igz~ کرتا ہےX جب l k کے پا k (کوئی) lمانت gکھی جائےÔ تو خیانت کرتا ہےX'

نیز gسوlw للہ a نے zعد} خلافی کرنے zlلے کے کامل lیماندlg ہونے کی Ô کی ہےÔ جیسا کہ سیدنا lنس بن مالک b سے مرz~ ہے کہgسوlw للہ a نے فرمایا:

((لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لاَ عَهْدَ لَهٗ .)) ❷

ll جو شخص dl ئے عہد نہیں کرتاÔz} کامل lیماy دlgنہیں ہےX'

(65) بڑz سیوV سے بدسلوکی:

بڑz سیوV سے بدسلوکی کرنا lgzlنہیں ستانا lنتہائی ™ جرx ہےÔgzl جو شخص ks جرx کا مرتکب ہےÔl k کا دlwیماy کی حلاz [gzl چاشنی سے خالی ہےÔlللہ تعالیٰ نے بڑz سیوV کے ساتھ حُسنِ سلوu کی بہت i یاد} تاکید فرمائی ہےÔ چنانچہ lgشاد باg~ تعالیٰ ہے:

---

❶ صحيح بخاری، كتاب الأدب، باب قول اللّٰهِ تعالى : (يا ايها الذين امنو اتقوا ......) رقم: ٦٠٩٥.

❷ مسند احمد، ١٣٥/٣، رقم: ١٢٨٣ ـ شعب الايمان، للبيهقى، رقم: ٤٣٥٤ـ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٧١٧٩ـ مشكوة المصابيح، رقم: ٣٥.

﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ﴿٣٦﴾﴾ (النساء: ٣٦)

LLlgzlاللہ کی عباد [کرzلgzlOk کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ zlzgzlOلدین کے ساتھ lچھا برتاؤ کرzlgzgOشتہ دlVzgzlVتیموOlVسکینوOgVشتہ دlg پڑzسی Ol جنبی پڑzسی O پہلو سے لگے ہوئے دzست Oمسافر O غلاxlzgzلونڈیوV کے ساتھ حسن سلوu کرzO بے شک lاللہ l کڑنے zlلے lzgzl بڑl بننے zlلے کو پسند نہیں کرتاX'

gسوwlاللہ a نے بھی پڑzسیوV سے حُسنِ سلوu کرنے کی بہت iیاد} تاکید فرمائی ہےyOzlzgzl سے بدسلوکی کرنے zlgzlنہیں ستانے سے l فرمایا ہےO چنانچہ سیّدنا lبوشریح b سے مرz~ ہے کہgسوwlاللہ a نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُحْسِنْ اِلٰى جَارِهٖ .)) ❶

LLجو شخص lاللہ lzgzlآخر [کے gzi پرlیماgy رکھتا ہےOQسے lپنے پڑzسی کے ساتھ حسن سلوu کرنا چاہیےX'

پڑzسیوV کے ساتھ بدسلوکی کرنے سے l کرتے ہوئے فرمایا:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِىْ جَارَهٗ .)) ❷

LLجو شخص lاللہ lzgzlآخر [کے دy پرlیماgy رکھتا ہےOQسے چاہیے کہ lپنے پڑzسی سے بدسلوکی نہ کر { X'

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب الحث على اكرام الجار والضيف، رقم: ١٧٦.

❷ صحيح مسلم، كتاب الايمان، رقم: ١٧٤.

lgzجس آدمی کا پڑzسی اkQ کی تکلیفوlVgz غیر lخلاقی zg یے سے محفوp نہ ہوz} آدمی کامل lیمانداgنہیں ہوسکتاXجیسا کہ سیّدنا lبوشریح b سے مرz~ ہے کہ نبی a نے فرمایا:

((وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ وَاللَّہِ لَا یُؤْمِنُ قِیلَ: وَمَنْ یَا رَسُولَ اللَّہِ! قَالَ: الَّذِی لَا یَأْمَنُ جَارُہُ بَوَائِقَہُ.)) ❶

lllاللہ کی قسم !z}مؤمن نہیں ہوسکتاlzاللہ کی قسم !z}مؤمن نہیں ہوسکتاzlاللہ کی قسم ! z}مؤمن نہیں ہوسکتاعرn کیا گیا: l { lاللہ کےgسوW! کوy? فرمایا: جس کا پڑzسی اkQ کی lfیتوV سے محفوp نہgہےX'

¥x ہوlپڑzسی کے ساتھ بدسلوکی کرنا بہت بڑlگنا}ہےzlضح g ہے کہlیسا آدمی جنت میں داخل نہیں ہوگاجیسا کہ سیّدنا lبوہریر} b سے مرz~ ہے کہgسوWlاللہ a نے فرمایا:

((لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ لَا یَأْمَنُ جَارُہُ بَوَائِقَہُ.)) ❷

llz}شخص جنت میں داخل نہیں ہوگاجس کا پڑzسی اkQ کی بدسلوکیوV سے محفوp نہgہےX'

نیز سیّدنا lبوہریر} b سے مرz~ ہے کہ:

((قَالَ رَجُلٌ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ U اِنَّ فُلَانَۃً یُذْکَرُ مِنْ کَثِیْرَۃِ صَلَاتِہَا وَصِیَامِہَا وَصَدَقَتِہَا، غَیْرَ أَنَّہَا تُؤْذِیْ جِیْرَانَہَا بِلِسَانِہَا! قَالَ: ہِیَ فِیْ النَّارِ، قَالَ: یَارَسَوْلَ اللّٰہِ! فَإِنَّ فُلَانَۃَ یُذْکَرُ مِنْ قِلَّۃِ صِیَامِہَا وَصَدَقَتِہَا وَصَلَاتِہَا، وَاَنَّہَا تَصَدَّقُ بِالْاَثْوَارِ مِنَ

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب اثم من لا یأمن جارہ بوائقہ، رقم: ٦٠١٦.

❷ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان تحریم ایذا الجار، رقم: ١٧٢.

الاَقِطِ ، وَلاَ تُؤْذِیْ جِیْرَانَھَا بِلِسَانِھَا! قَالَ: ھِیَ فِیْ الْجَنَّۃِ .)) ❶

ااlایک آدمی نے gسوwl اللہ a سے پوچھا: l { اللہ کے gسوw! فلاV
عوg [بکثر [iúgzlVzizg0صدقا [کی zجہ سے g ہے0لیکن ساتھ ہی z}
بڑzسیوV کوlاپنی i بابy سے ستاتی ہے0gسوwl اللہ a نے فرمایا:z} جہنم میں
جائے گیX k0 نے کہا: l { اللہ کے gسوw! فلاVعوg [lاپنی کم iú0کم
izg { lgzکم صدقا [کی zجہ سے g ہے0gzl(صدقہ کرتی ہے تو صرs)
پنیر کا lایک بڑlٹکڑl صدقہ کرتی ہے0لیکن k0 کے پڑzسی k0 کی i بابy سے
محفوp ہیں0gسوwl اللہ a نے فرمایا:z} جنت میں جائے گیX'

(66) مزدgzکو یوg~lجر [نہ دینا:

مزدgzکو k0 کی یوg~0جر [(خوl}خوl}) zقت پر lدl نہ کرنا0 بڑlسخت گنا} ہے0جبکہ
gسوwl اللہ a نے مزدgzکو k0 کی lجر [جلدi lجلدlدl کرنے کی ترغیب دی~ ہے0 چنانچہ
سیّدنا عبدlللہ بن عمر d سے مرz~ ہے کہgسوwl اللہ a نے فرمایا:

((اَعْطُوْا الْأَجِیْرَ أَجْرَہٗ قَبْلَ أَنْ یَجُفَّ عَرَقُہٗ .)) ❷

اامزدgzکو k0 کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے k0 کی مزدgz~lدl کرXz'

i5 مین lgzمزدVzgz کے حقو t کی عدÄ lدl ئیگی کی مختلف صوgتیں ہیں0 جنہیں ہم
lختصاg کے ساتھ مندgجہ fیل سطوgمیں Ü کرg ہے ہیںX

1 ' lایک یہ کہ مالک یا حاکمِ lدl}gl اپنے xi5 کا حق lدl کرنے سے کلیتًا (مکمل طوg
پر) lنکاgکرد { X

❶ مسند احمد، ۲/ ۴۴۰، رقم: ۱۱۹۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۵۷۶۴۔ الادب المفرد، رقم: ۱۱۹۔ سلسلۃ الأحادیث الصحیحہ، رقم: ۱۹۰.

❷ سنن ابن ماجہ، کتاب الرھن، باب أجر الأجیر، رقم: ۲۴۴۳۔ مشکوۃ المصابیح، رقم: ۲۹۸۷۔ إرواء الغلیل، رقم: ۱۴۹۸۔ علامہ lلبانی gحمہ اللہ نے lسے اا صحیح'' کہا ہے X

2 ' دzسر~صوg [یہ کہ مالک یا حاکم lدlg}l پنے xi5 کے حق سے کلیتاً lنکاgتو نہ کر { 0لیکن k0 میں کچھ کمی کر د { X

3 ' تیسر~ یہ کہ مالک یا حاکمِ lدlg}l پنے xi5 سے lضافی کاx بھی لے0 یا طے شد} zقتِ i5مت کو بڑھا د { 0لیکن xi5 کو پرlنی طے شد}تنخوl} پر ہی ٹرخا د { 0lgzlk کے lضافی ٹائم کی lضافی lجر [zمزدgz~lدlنہ کر { X

4 ' چوتھی صوg [یہ کہ مالک یا حاکمِ lدlg}i5 مین کو خوl} تنخوl} zقت پر lدlنہ کر { 0 بلکہ بڑ { lصرlg0شکوgzlVzشکایتوV کے بعدlدlکر { X

بہر حالw مذکوg} بالا صوgتوV میں سے کوئی بھی صوg [ہو0 ہر صوg [lنتہائی قبیح gzl) z} ہے0 gzlاسے ظالموV کے لیے حدیث میں بڑ~ سخت zعید gzlد ہوئی ہے0 چنانچہ سیّدنا lبو ہریر} b سے مرz~ ہے کہ gسوwl اللّٰہ a نے فرمایا:

((قَالَ اللّٰهُ ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: رَجُلٌ أَعْطٰى بِي ثُمَّ غَدَرَ ، وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ ، وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَاسْتَوْفٰى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِ أَجْرَهُ .)) [1]

lllاللہ تعالیٰ کا فرماy ہے: تین آدمی lیسے ہیں کہ zg¯ قیامت میں y0 کا دشمن ہوV گا0 (zgzl} تین آدمی یہ ہیں) lیک z} جسے میر { ناx سے کچھ دیا گیا gzl z} دھوکہ کر گیا0 دzسرl z} جس نے کسی آlزlد lنساy کو (غلاx ظاہر کر کے) فرzخت کر کے k0 کی 7 کھائی0 تیسرl z} جس نے کوئی مزدgzlجر [پرgکھا0 lk سے پوg~ طرb کاx لیا0 لیکن 0 سے k کی lجر [lدlنہیں کی X'

(67) قرn lدlنہ کرنا:

طاقت کے باzجود قرn کی lدlئیگی میں کوتاہی کرنا0 lنتہائی سخت گنا} ہے0 قرn دglصل

---

[1] صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب اثم من باع حراً، رقم: ۲۲۲۷.

lیک lمانت ہےôlgzlاللہ تباug zتعالیٰ نے lمانت کی lدlئیگی کا بڑlسختی کے ساتھ حکم فرمایا ہےôچنانچہlgشادlلٰہی ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا﴾ (النسآء: ٥٨)

llبے شک lاللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ lمانتیں lyکے مالکوV تک پہنچا دXz‘

ہماg { معاشر { میں جہاV دzسر~ بہت سی خرlبیاV پھیلی ہوئی ہیںôzہاV lیک خرlبی قرn کی lدlئیگی میں مجرمانہ غفلت برتنے کی بھی ہےôlwسوgاللہ a نے قرn کے ہیبت ناu l x سے lgeتے ہوئے فرمایا:

((مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيْدُ أَدَا ءَهَا أَدَّى اللّٰهُ عَنْهُ، وَمَنْ أَخَذَ يُرِيْدُ إِتْلَافَهَا أَتْلَفَهُ اللّٰهُ.)) ❶

llجو کوئی لوگوV سے بطو§قرn wl لےlgzlسے lدl کرنے کا lgl دgکھتا ہوôتو lاللہ تعالیٰ lسے lدئیگی کی طاقت بخش دیتا ہےôlgzجو کوئی لوگوV سے قرn ہڑ\ کرنے کے lgl د { سے لےôتو lاللہ تعالیٰ lسے ہلاکت میں wle دیتا ہےX‘

عاxطوg پر لوv قرn کے معاملے میں غفلت برتتے ہیںôlgzlسے بہت – تصوgکرتے ہیںôجبکہ lاللہ تعالیٰ کے ہاV قرn کا معاملہ lنتہائی سخت lgzہیبت ناu ہےôشہید باzجودیکہ lاللہ تعالیٰ کے ہاV بہت iیادl}ثوl] lgzعظیم مرتبے کا مستحق ہےô1قرn کی عدxlدlئیگی کی zجہ سے z} بھی نہیں بچ پائے گاôچنانچہ سیّدنا محمد بن جحش b سے مرz~ ہے کہ lwسوgاللہ a نے فرمایا:

((سُبْحَانَ اللّٰهِ! مَاذَا نُزِّلَ مِنَ التَّشْدِيْدِ، وَالَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهٖ، لَوْ أَنَّ رَجُلاً قُتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، ثُمَّ أُحْيِيَ، ثُمَّ قُتِلَ، ثُمَّ أُحْيِيَ ثُمَّ قُتِلَ، وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، مَا دَخَلَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يُقْضٰى عَنْهُ دَيْنُهُ.)) ❷

---

❶ صحيح بخاری، كتاب الاستقراض، باب من أخذ أموال الناس يريد اداءها واتلافها، رقم: ٢٣٨٧.

❷ سنن نسائی، كتاب البيوع، باب التغليظ فی الدين، رقم: ٤٦٨٤ ۔ علامہ lلبانی gحمہ اللہ نے lسے llحسن'' کہا ہےX

l.l(سبحاylاللہ) lاللہ تعالیٰ نے قرn کے باg { میں کتنا سخت حکم ناwiفرمایا ہےÔ مجھےl k l f] کی قسمÔ جس کے ہاتھ میں میر~ جاy ہےÔ lگر lیک آدمی lللہ کے lg ستے میں شہید کر دیا جائےÔ پھر iند} کر دیا جائےÔ پھر شہید کر دیا جائےÔ پھر iند} کر دیا جائےÔ gzlÔ پھر شہید کر دیا جائے lgzl k پر قرn ہوÔ تو z} آدمی l k z قت تک جنت میں داخل نہیں ہوسکتاÔ جب تک l k کا قرn lدlنہ کر دیا جائےX'

(68) چوg~ کرنا:

کسی کا ماw چرlنا lنتہائی ™ جرxlgzl بڑlگنا} ہےÔ شریعتِ lسلامیہ نے ks جرx کی بڑ~ سخت سزlمقرgفرمائی ہےX چنانچہ lللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۳۸﴾ (المائدہ: ۳۸)

l.lچوgzlgچوgنی کے ہاتھ کا ^ دیا کرzÔ یہl y کے کیے کا بدلہlgzlللہ کی طرs سے عذl] کے طوg پرÔgzlgllللہ تو] z حکمت zlلا ہےX'

نیز جو شخص چوg~ کرتا ہےÔ z}l k z قت مؤمن نہیں gہتاÔ جیسا کہ سیّدنا lبو ہریر} b سے مرz~ ہے کہ gسوwlللہ a نے فرمایا:

((وَلاَ يَسْرِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ .)) ❶

l.lgzl جب چوg چوg~ کرتا ہےÔ تو z} مؤمن نہیں gہتاX'

z یسے تو چوg~ کی بہت سی صوgتیں ہیںÔ لیکن سب سے خطرناu lgzl بھیانک چوg~ Ô مہمانا lÈ لٰہی یعنی حجا ` کرlx کی چوg~ ہےÔ gzlgl یسے چوg کے باg { میں بڑ~ سخت zعیدzlgد ہوئی ہےÔ چنانچہ سیّدنا جابر b سے مرz~ ہے کہ gسوwlللہ a نے فرمایا: (یہ حدیث

❶ صحیح بخاری، کتاب الحدود، باب ما یحذر من الحدود، رقم: ٦٧٧٢.

سوg ` گرہن کیúilzلےlzقعہ کے موقع پر فرمائی)

((لَـقَـدْ جِـیءَ بِالنَّارِ وَذٰلِكُمْ حِينَ رَأَيْتُمُونِی تَأَخَّرْتُ مَخَافَةً أَنْ يُـصِيبَـنِی مِنْ لَفْحِهَا وَحَتّٰى رَأَيْتُ فِيهَا صَاحِبَ الْمِحْجَنِ يَجُرُّ قُصْبَهٗ فِی النَّارِ كَانَ يَسْرِقُ الْحَاجَّ بِمِحْجَنِهٖ فَإِنْ فُطِنَ لَهٗ قَالَ إِنَّمَا تَعَلَّقَ بِمِحْجَنِی وَإِنْ غُفِلَ عَنْهُ ذَهَبَ بِهٖ .)) ❶

llامیر { پاk جہنم کی lیک آ v لائی گئیÔgzl یہkl zقت جب تم نے مجھے kS خو s سے پیچھے ہٹتے دیکھا کہkl کی لپٹ مجھ تک نہ آ پہنچےÔ یہاV تک کہ میں نے kl جہنم میں lیک چھڑ~ zlلے(آ دمی) کو دیکھا جو lپنی آ نتیں جہنم میں 9 ہوl پھرg ہا تھاÔ}zl آ دمی kl چھڑ~ سے حجا ` کرxl کی چوg~ کرتا تھاÔ lگر کوئی حاجی دیکھ لیتاÔتو کہتا کہ یہ کپڑl خود ہی چھڑ~ کے ساتھ lٹک گیا تھاÔgzl lگر کوئی نہ دیکھ پاتاÔتو kl wlما کو لے جاتا X'

بعض لوv چھوٹی gzlسستی lشیاY کی چوg~ کو © لی تصوg کرتے ہیںÔ جبکہ w سوg l للہ a نے lیسے لوگوV کو lللہ تعالیٰ کی پھٹکاg کا مستحق ٹھہرlیا ہےÔ چنانچہ سیّدنا lبو ہریر}b سے مرz~ ہے کہ g سوwl للہ a نے فرمایا:

((لَـعَـنَ الـلّٰهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهٗ وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهٗ .)) ❷

lllللہ تعالیٰ کی lیسے چوg پر لعنت ہو کہ جو lیک lنڈ} چوg~ کرتا ہےÔgzl kl کے عوn lk کا ہاتھ کا ^ دیا جاتا ہےÔgzl lیک gسّی بھی چوg~ کرتا ہے تو lk کا

❶ صحیح مسلم، کتاب الکسوف، باب ما عرض علی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فی صلوة الکسوف من امر الجنة والنار، رقم: ۲۱۰۰.

❷ صحیح بخاری، کتاب الحدود، باب قول اللّٰہ تعالیٰ (والسارق والسارقة فاقطعوا ایدهما) رقم: ۶۷۹۹.

ہاتھ کا ^ دیا جاتا ہےX'

(69) eł کہ eł لُٹنا:

i بردستی کسی کا ماw چھیننا łgzlgg} گیر مسافرVz کو لوٹنا بڑł سخت گنا} ہے łgz جو شخص kS گنا} کا مرتکب ہےkᶅ kᶅ کے لیے د*gzł آخر [دzیۃV میں دوgنا u عذł] کی zعید ہےX چنانچہł اللہ تعالیٰ کا łgشاد ہے:

﴿إِنَّمَا جَزَٰٓؤُا۟ ٱلَّذِينَ يُحَارِبُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَيَسْعَوْنَ فِى ٱلْأَرْضِ فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوٓا۟ أَوْ يُصَلَّبُوٓا۟ أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم مِّنْ خِلَٰفٍ أَوْ يُنفَوْا۟ مِنَ ٱلْأَرْضِ ۚ ذَٰلِكَ لَهُمْ خِزْىٌ فِى ٱلدُّنْيَا ۖ وَلَهُمْ فِى ٱلْءَاخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٣٣﴾﴾ (المائدہ: ۳۳)

ll جو لوv ł اللہ k ᶅgzł کے wوg سے جنگ کرتے ہیںᶅ igzł مین میں فساد پھیلانے میں لگے gہتے ہیںᶅ yᶅ کا بدلہ یہ ہے کہ ᶅنہیں قتل کر دیا جائےᶅ یا ᶅنہیں سولی پر چڑھا دیا جائےᶅ یا ᶅ y کے ہاتھ łgz پاؤV مخالف جانب سے کا ^ دیے جا N ᶅ یا ᶅنہیں جلا zطن کر دیا جائےᶅ یہ gسوłئی ᶅ y کے لیے د* میں ہےłgz آخر [میں łنہیں عذł] عظیم دیا جائے گاX'

łz ضح ہو کہ یہ آیتᶅ آیتِ "محاربہ" کہلاتی ہےᶅ k کا شرعی łصطلا b میں łطلا t کفرᶅ eł کہ i نی łgzلو ^ ماgz غیر} پر ہوتا ہےᶅ نیز جو شخص eł کہ łٹنا łgzلو ^ ماg کرتا ہےᶅ z} łیما y سے باہر ہو جاتا ہےᶅ یعنی کامل مؤمن نہیں gہتاᶅ جیسا کہ سیّدنا łبو ہریر} b سے مرz~ ہے کہ gسوwł اللہ a نے فرمایا:

((وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيهَا أَبْصَارَهُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ.)) ❶

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الحدود، باب ما یحذر من الحدود، رقم: ٦٧٧٢.

ااجب بھی کوئی لوٹنے zlلا لوٹتا ہے کہ لوv ترستی ہوئی نگا} سے lسے دیکھg ہے ہوVôتوz} مؤمن نہیں gہتاX'

(71) جولکھیلنا:

جولکھیلنا گناô کبیر} gzlحرlx ہےôخو}lz} تا I چوV کی صوg [میں ہوô شطرنج کی صوg [میں ہوô چوسر کی صوg [میں ہوô میچ فکسنگ کی صوg [میں ہوô پرچی بانڈi کی صوg [میں ہو یا کسی gzlصوg [میںô بہرصوg [ہر قسم کا جولحرlx ہےôlk لیے کہ یہlیک شیطانی فعل ہے جو معاشر { کاlمنzسکوyخرl] کرنے کے ساتھ ساتھ لوگوV میں لڑlئی جھگڑgzll Đ [پیدl کرنے کا سبب بھی ہےôlللہ تباug zتعالیٰ نےااجوئے'' کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرlxقرlgدیا ہےô چنانچہlgشاdlلٰہی ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝﴾ (المائدہ: ۹۰)

ااl { lیماyzlلو! بے شک شرl] ô جوôPz} پتھر جن پر بتوV کے ناx سے جانورfgذبح کیے جاتے ہیںôgzlفاwنکالنے کے تیرôنا پا u ہیںôgzlشیطاy کے کاx ہیںX پس تمyl سے بچوô شاید کہ تم کامیا] ہوجاؤX'

﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝﴾

(المائدہ: ۹۱)

اابے شک شیطاyشرl] gzlجوئے کےgfیعے سے تمہاg { دمیاyد# gzl بغض پیدl کرنا چاہتا ہےôgzlتمہیں lللہ کی یادgzli ú سے gzuدینا چاہتا ہےôتو کیاتم لوV (l]) باiآ جاؤ گےX'

سیّدنا عبدlللہ بن عباk d سے مرz~ ہے کہ gسوwlللہ a نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيَّ الخَمْرَ وَالْمَيْسِرَ وَالْكُوْبَةَ .)) ❶

١١یقیناًlاللہ تعالیٰ نے مجھ پر شرlا] ٥ جوlgzlشطرنج حرxlقرlgدیا ہےX'

مذکوg} بالا تماx دلائل سے ¥ x ہوlکہ جوP کھیلنا حرxl ہے٥ بلکہ جوP کھیلنا تو کجا٥ k کے کھیلنے کی دعو [دینا بھی باعث کفر ہے٥ جس کی تلافی صدقہ کرنا ہے X ؟ k کی دلیل z} حدیث ہے٥ جس میں gسوwlاللہ a نے فرمایا:

((وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ تَعَالَ أُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ .)) ❷

١١جو شخص lاپنے ساتھی سے کہے: آ ؤ جوl کھیلیں ٥ تو ٥ سے چاہیے کہ صدقہ کر { ٥ (تا کہ z}٥ k گنا} کا کفاg} بن سکے)''

(72) شرlا] نوشی:

ہر قسم کی شرlا] gzl ¹ gz آ چیز Vz کا lستعماw قطعی حرxlgzl گنا٥ کبیر} ہے٥lاللہ تعالیٰ نے شرlا] نوشی سے lجتنا] کرنے کا قطعی حکم فرمایا ہے٥gzl٥ k کے حرxl ہونے پر قو~ gzl پختہ دلیل مندgجہ f یل lgشاد lلٰہی ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝﴾ (المائدہ: ۹۱، ۹۲)

١١l { lیماlzyلو! بے شک شرlا] ٥ جوl٥z} پتھر جن پر بتو V کے ناx سے جانوg f بح کیے جاتے ہیں٥gzl فاw نکالنے کے تیر نا پا u ہیں٥gzl شیطاy کے کاx ہیں٥ پس تم ٥ y سے بچو شاید کہ تم کامیا] ہو جاؤX بے شک شیطاy شرlا] gzl

---

❶ سنن ابی داؤد، کتاب الأشربه، باب الأوعية، رقم: ۳۶۹٦۔ علامہlلبانی gحمہ اللہ نے lسے ١١صحیح'' کہا ہےX

❷ صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب من لم یرا کفار من قال: ذلك متأولا أو جاهلا، رقم: ٦١٠٧.

جوئے کے gf یعے تمہا g { دgمیاy د# zl g بغض پیدl کرنا چاہتا ہےÔ gzl Ô تمہیں lللہ کی یادgzl íú سے uzg دینا چاہتا ہےÔتو کیا تم لو v (l) [ ] ( ) با i آ جاؤ گے X'

حدیث میں شرl] نوشی کرنے zl لے کے لیے بڑ~ سخت zعید}gzl د ہوئی ہےÔ چنانچہ سیّدنا جابر b سے مرz~ ہے کہ gسوlwللہ a نے فرمایا:

((اِنَّ عَـلَـی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ عَهْدًا لِمَنْ يَشْرَبُ الْمُسْكِرَ اَنْ يَّسْقِيَهٗ مِـنْ طِيْـنَةِ الْـخَبَالِ قَالُوا: يَا رَّسُولَ اللّٰهِ! وَمَا طِينَةُ الْخَبَالِ؟ قَالَ: عَرَقُ اَهْلِ النَّارِ اَوْ عُصَارَةُ اَهْلِ النَّارِ.)) [1]

lllللہ تعالیٰ نے lیسے لوگو V کے لیے lپنے zl پر عہد کر gکھا ہے کہ جو ¹ آ lgz شیاY lستعماw کرتے ہیں Ôq نہیں "طیـنة الخبال" میں سے ضرgz پلائے گاÔ صحابہؓ نے عرn کیا: l { lللہ کے gسوw! lllطیـنة الـخبـال" کیا ہے؟ gسوw lللہ a نے فرمایا: lہل جہنم کا پسینہ lgzÔ y کی گندگیو V کا نچوhX'

gzl سیّدنا عبدlللہ بن عمر z b سے مرz~ ہے کہ gسوlwللہ a نے فرمایا:

((وَمَـنْ شَـرِبَ الْـخَـمْـرَمُسْـكِـرًا، لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلاتُهٗ أَرْبَعِينَ صَبَـاحًا، وإِنْ مَاتَ دَخَلَ النَّارَ، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، وَإِنْ عَادَ فَشَرِبَ فَسَكِرَ، لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلٰوةٌ أَرْبَعِيْنَ صَباحاً فَإِنْ مَاتَ دَخَلَ النَّارَ، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيهِ، وَإِنْ عَادَ فَشِرَبَ فَسَكِرَ، لَـمْ تُـقْبَلْ لَهٗ صَلٰوةٌ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحاً، فَإِنْ مَاتَ دَخَلَ النَّارَ، فَإِنْ تَـابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، وَإِنْ عَادَ كَانَ حَقًّا عَلىٰ اللّٰهِ أَنْ يَسْقِيَهٗ مِنْ رَدْغَةِ الْـخَبَـالِ يَـومَ الْـقِيَـامَةِ، قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا رَدْغَةُ

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الأشربه، باب بيان أن كل مسكرخمر وأن كل خمر حرام، رقم: ٥٢١٧.

الْخَبَالِ؟ قَالَ: عُصَارَةُ اَهْلِ النَّارِ .)) ❶

l.lجس شخص نے شرl] نوشی کی gzl ¹ میں مست ہوگیاô پس چالیس izg تک k۱ کی iú قبوwنہیں کی جائے گیôgzlگر ks حاw میں مرگیاôتو (سیدھا) جہنم میں جائے گاôgzlگر توبہ کر لیôتو lاللہ تعالیٰ ۱ سے معا s فرما د { گاôlگر دzباg}شرl] نوشی کی gzl ¹ میں مست ہوگیاôتو lاللہ تعالیٰ ۱ k کی مزید چالیس izg تک کوئی iú قبوwنہیں کر { گاôgzlگر lسی حالت میں مرگیا تو (سیدھا) zlصل جہنم ہوگاôgzlگر توبہ کر لی تو lاللہ تعالیٰ lسے معا s فرما د { گاôgzlگر پھر k۱ نے شرl] نوشی کی تو lاللہ تعالیٰ ۱ k کی مزید چالیس izg تک کوئی iú قبوwنہیں فرمائے گاôlگر lسی حالت میں مرگیاôتو zlصل جہنم ہوگا gzlگر توبہ کر لی تو lاللہ تعالیٰ lسے معا s فرما د { گاôlگر (چوتھی باg) پھر شرl] نوشی کی تو پھر lاللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ۱سے zg¯ قیامت ''ردغبة الخبال'' میں سے پلائے ôصحابہ کرlx f نے عرn کیا: l { lاللہ کے gسوw! ردغبة الــخبـــال کیا ہے? gسوwlاللہ a نے فرمایا: lہل جہنم (کے iخموV کی گندگیوV) کا نچوh ہے X'

(73) تمباکونوشی:

lسلاx نے جہاV دV ¹ آ gzl چیزVz کا lستعماw ناجائز lgzlحرxlقرgl دیا ہے ôzہاV تمباکونوشی یعنی حقہ zlسگریٹ zغیر} کا lستعماwبھی ناجائز lgzlحرxlقرgl دیا ہے ôکیوèتمباکونوشی کا lستعماw lنساyکو بدنی gzl مالی نقصانا [سے دzچاgکر دیتا ہے ôجو کہ lسلامی تعلیما [کے صریح مخالف ہے X

---

❶ سنن ابی داؤد، کتاب الأشربه، باب من شرب الخمر، لم تقبل له صلوة، رقم: ۳۳۷۷۔ علامہlلبانی gحمہlللہ نے lسے l.l صحیح'' کہا ہے X

چنانچہ پرzفیسرleئمنڈ lنسانوV کی بیس ہزlgمختلف حالتوV پر بڑ~ دیر تک lیک D
مد [تحقیق lggz^a کرتے g ہےôy{ میں سے lسرl s (فضوwخرچی) کرنے lzلےô
lعتدlw کی lg}zlلےlgz برlئیوV سے باi gہنےlzلے بھی تھےX پرzفیسر صاحب نے جاy
ہوپکنز یونیوgسٹی میں {y میں سے ہرlیک کی فائل کھولی lgzkl میں klشخص کی عادl [ô
صحت lgzkl کی بیماgیوV سے متعلق سب کچھ دg` کر دیاXkl کی تحقیقا [کا آ غا i 1919Y
میں ہوlzlgz یہ 1940Y میں جا کر مکمل ہوN Xkl پوg~ جدz جہدlgzکاlz l کا نتیجہ مندgجہf یل
نکلا:

ll تمباکونوشی lنسانی iندگی پر بہت گہرllثر leلتی ہےôlgzتمباکو کی lستعمالی مقدlg
کے مطابق lk کی iندگی میں کمی کر دیتی ہے ôlk سے گریز کرنے lzلے
lعتدlw کی lg}zlzلوV سے عمرzV کے lعتباg سے iیاد}D iندگی پاتے ہیںlgz
lعتدlwzl لے تمباکونوشی میں lسرl s کرنے lzلوV سے iیاد} طویل iندگی پا
جاتے ہیںX ’ [بحوالہ تمباکونوشی مضرِصحت 39:mô]

تمباکونوشی کے بدنی نقصانا [:

- Ã کا کنسرgzہوجاناX
- دw کنسرgzlgzدwکی دھڑکن کا xÂ بے ترتیب ہوجاناX
- پٹھوV میں کھچاؤlgzکنسرgz~ کا آ جاناX
- کھا ´ ôبلغم lgzگلے کا گھٹنا جیسی بیماgیوV کا پیدl ہوجاناX
- بھوu میں کمی آ جاناX
- سرطاy کی بیماg~ لگ جاناX
- سینے کی بیماgیاV پیدl ہوجاناX
- مردlنہ قو [میں کمیlz قع ہوجاناX

/ غذl سے مکمل طوg پر فائد} نہ پہنچناX

/ خوy کے خلیے خرl] ہوجاناX

تمباکونوشی کے مالی نقصانا] :

/ ماwکا ضیاqX

/ مقرnz ہوجاناX

علاz}il یں تمباکونوشی آدمی کے منہ کو بدبودlg بنا دیتی ہےgzlX یہ تو ¥ x ہی ہے کہ تمباکو یعنی سگریٹ z حقہ نوشی ôکی بدبولہسن gzl پیاi سے کم (z}نہیں ہےgXسوwlاللہ a نے فرمایا:

((مَـنْ أَكَـلَ ثَـوْمًا أَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا ، أَوْ فَلْيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا أَوْ لِيَقْعُدْ فِيْ بَيْتِهِ .)) ❶

ll جس نے لہسن یا پیاi کھایا ہوôسے چاہیے کہ ہم سےgzlô ہماg~ مسجد سے جدl g ہےgzlôپنے گھر میں بیٹھا g ہےX'

kl حدیث t~ سے ¥ x ہوl کہ جب لہسن یا پیاi کھانے zlلا آدمی بدبو کی zجہ سے مسجد یا lسلامی lجتماعا] میں شرکت نہیں کرسکتاôتو تمباکونوشی کرنے zlلا آدمی بطریق zlلیٰ مسجد یا lسلامی lجتماعا] میں شرکت نہیں کرسکتاôکیوèتمباکونوشی کی بدبولہسن یا پیاi سے کہیں iیادہ} ہوتی ہےX

ہیرMz کی تباہی ôہلاکت:

گذشتہ لوv lفیوy gzl بھنگ جیسی ¹ آgzl lشیا} کا lستعماw کرتے تھےôلیکن l] ہیرzئن نے ± lنسانی میں تباہی مچاgکھی ہےôlیسی گھٹیا lfggzl یل عاد] کی lبتدl سکوw z کالجô یونیوgسٹی یا محلے سے ہوتی ہےXlیک باgکسی نے کش لگوl دیاôتو بس عمر بھر کے لیے تباہی

❶ صحيح بخاری ، كتاب الأذان، رقم: ٨٥٥.

z ہلاکت ™ ہوگئیXlنتہائیlفسوk نا u با [تو یہ ہے کہ پہلے kl ¹ کا lستعماwصر s
لڑکے کرتے تھےôلیکن kl جدید دgzمیں لڑکیاVبھیôy کے شانہ بشانہ ہیرzئن lgzد v ¹
آ وَg چیزVz کا lستعماwکرتی ہیںX

zlصحیح g ہے کہ جدید ¹ آ gz چیزVz کے lستعماw سے بڑ~ تیز~ کے ساتھ بیماgیا lV
لاحق بھی ہوتی ہیںôgzlساتھ ساتھ lثر lنداiبھی بہت جلد ہوتی ہیںX (lمرl ِ عامہ)

lفیوy کا lستعماw:

lفیوy کا lستعماw lنسانی صحت کے لیے lنتہائی مضر ہےX جو لو v lفیوy کا lستعماw
کرتے ہیںôlyکے l ¡] eھیلے پڑ جاتے ہیںôlzgz}عمومی طوg پر بے ہوشی کی کیفیت
میں مبتلا g ہتے ہیںX چنانچہ lفیوy کے lستعماw سے آدمی lپنی ™* بھوw کر خیالاتی lgz
تصوlgتی د * میں بھٹکتا g ہتا ہےô نیز پست ہمتی lgz بےشعوg~ lk کا مقدg بن جاتی ہےôحتی
کہz}معاشر { کے لیے ناسوgبن جاتا ہےX

حشیش کے نقصانا [:

حشیش بھنگ کا دzسرl نا x ہےôlgz یہ بھی lنسانی صحت کے لیےlنتہائی مضر ہےô
lgzlk کے lستعماw سے خوy کی کمی ô بےہمتی lgzfنی lنتشاg لاحق ہو جاتا ہےô
جو مجموعی lعتباg سے lنسانی صحت پرlنتہائی بُر~ طرlb lثر lنداi ہوتے ہیںôجس
سے lنساy کی صحیح فکر lgzسوa مفقود ہو جاتی ہےXعلاz}liیں حشیش کے کثر ›
lستعماw سے آدمی بے قابو ہو جاتا ہےlgzآخر کاgمو [کا شکاgہو جاتا ہےX

(74) i نا کاg~:

بیو~ یا لونڈ~ کے علاz}کسی lgz سے جنسی خوlہش پوg~ کرناô بڑl ™ جرx ہےô کیوè
یہ با [¥x ہے کہ عز [lgz± کی حفاظت شریعت کے lہم ترین مقاصد میں سے ہےô
بنابریں شریعت نے i نا کو حرlx قرlgدیا ہےô چنانچہ lgشادlلٰہی ہے:

﴿وَ لَا تَقۡرَبُوا الزِّنٰۤی اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيۡلًا ﴾

(بنی اسرائیل : ۳۲)

!!i نا کے قریب نہ جاؤô بلا شبہz} بڑ~ بے شرمی کا کاx ہےgzlô بُرlgl ستہ ہےX'

lیک دzسر { مقاx پر فرمایا:

﴿وَ الَّذِيۡنَ لَا يَدۡعُوۡنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَ لَا يَقۡتُلُوۡنَ النَّفۡسَ الَّتِىۡ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالۡحَقِّ وَ لَا يَزۡنُوۡنَ ۚ وَ مَنۡ يَّفۡعَلۡ ذٰلِكَ يَلۡقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾ يُّضٰعَفۡ لَهُ الۡعَذَابُ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ وَ يَخۡلُدۡ فِيۡهٖ مُهَانًا ﴿۶۹﴾ ﴾ (الفرقان : ٦٨،٦٩)

!!gzl جو lللہ کے ساتھ کسی دzسر { معبود کو نہیں پکاg تے gzlô جس جاy کو lللہ نے حرlx کیا ہےô سے ناحق قتل نہیں کرتے gzlô نہz} i نا کرتے ہیں gzlô جو کوئی lیسا کر { گاô z} lپنے گناہوV کا بدلہ پائے گاô قیامت کے دy k کا عذl] دہرl کر دیا جائے گاô zgzl} سی میں ہمیشہ کے لیے f لیل zخوlg بن کر g ہے گاX'

مرتکب i نا lیماy سے خالی ہو جاتا ہےX جیسا کہ سیّدنا lبو ہریر} b سے مرz~ ہے کہ gسوlw للہ a نے فرمایا:

((اِذَا زَنَـى الـرَّجُـلُ خَـرَجَ مِنْهُ الْإِيْمَانُ كَانَ عَلَيْهِ كَالظُّلَّةِ ، فَإِذَا أَقْلَعَ رجَعَ اِلَيْهِ الْاِيْمَانُ .)) [1]

!!جب کوئی بند} i نا میں مشغوw ہوتا ہےô تو k سے lیماy نکل کر سائباy کی طرb k کے سر پر ہو جاتا ہےô پس جب z} (i نا سے) جُدl ہوتا ہےô تو k کا lیماy پھرz lپس آ جاتا ہےX'

---

[1] سنن ابی داؤد، کتاب السنه، باب الدلیل علی زیادة الایمان و نقصانه، رقم: ٤٦٩٠ ۔ سنن ترمذی، کتاب الایمان، باب ماجاء لا یزنی الزانی وھو مؤمن، رقم: ٢٦٢٥ ۔ علامہ lلبانی gحمہ اللہ نے lسے ''صحیح'' کہا ہےX

i نا کی zجہ سےkl شخص کا معاملہ lنتہائی خطرنا u بن جا تا ہےl جو بڑھاپےlgzl قبر کے قریب پہنچ جانے کے باzجودi نا کاlgl تکا] کرتا ہوl چنانچہ سیّدنا lبو ہریر} b سے مرz~ ہے کہgسوwlاللہ a نے فرمایا:

((ثَـلاثَةٌ لا يُكَـلِّـمُهُـمُ الـلّـهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلا يُزَكِّيْهِمْ ، قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ وَلا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ شَيْخٌ زَانٍ ، وَمَلِكٌ كَذَّابٌ ، وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ .)) [1]

''lتین lفرlدlیسے ہیں کہ جن سے lاللہ تعالیٰ zg¯ قیامت نہ کلاxفرمائے گاl نہ lنہیں پا u کر { گاlgzl نہ ہی lyکی طر Ãs فرمائے گاlgzl y کے لیے دgد نا u عذl] ہوگاl(gzgz}l) تین lفرlدمندgجہ fیل ہیں)''

X1 بوhھا آدمی جوi نا کرتا ہےX

X2 جھو^ بولنےzلاlبادشا}X

X3 متکبّر فقیرX

(75) لواlطت:

مَردz V سے جنسی خواlہش پوg~ کرنا یا عوgتV کو غیر فطر~ lgستے سے آنا lنتہائی قبیح گنا}gzl غیرlخلاقی جرx ہےlgzl یسا مجرxizgx قیامت lاللہ تعالیٰ کی نظرِ gحمت سے محرxz ہوگاl چنانچہ lاللہ تعالیٰ نے قوÄلوo کا f کر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَ لُوۡطًا اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِهٖۤ اِنَّكُمۡ لَتَاۡتُوۡنَ الۡفَاحِشَةَ ۫ مَا سَبَقَكُمۡ بِهَا مِنۡ اَحَدٍ مِّنَ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۲۸﴾ اَئِنَّكُمۡ لَتَاۡتُوۡنَ الرِّجَالَ وَ تَقۡطَعُوۡنَ السَّبِیۡلَ ۬ۙ وَ تَاۡتُوۡنَ فِیۡ نَادِیۡكُمُ الۡمُنۡكَرَ ؕ﴾ (العنکبوت: ۲۸،۲۹)

''lgzlہم نے لوo کو نبی بنا کر بھیجاl جب lنہوV نے lپنی قوx سے کہا: تم lیسی

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار، رقم: ۲۹۶.

برائی کرتے ہو کہ تم سے پہلے د* zlلوV میں سے کسی نے بھی نہیں کی X کیا تم مردVz سے اپنی خواہش پوg~ کرتے ہو{lg{} چلتے مسافرVz کو لوٹتے ہوgzlاپنی مجلسوV میں بے حیائی کے کاx کرتے ہوX'

سیّدنا عبداللہ بن عباk d سے مرz~ ہے کہgسوwlاللہ a نے فرمایا:

((لاَ يَنْظُرُ اللّٰهُ اِلىٰ رَجُلٍ أَتىٰ رَجُلاً أَوْ اِمْرَأَةً فِىْ الدُّبُرِ .)) ❶

االلہ تعالیٰ ایسے مرد کو (zg¯ قیامت) نظرِ gحمت سے نہیں دیکھے گا{ جو کسی مرد کے پاk شہو[سے آتا ہے{ یا عوg[کے پاk غیر فطر~lgستے سے آتا ہےX'

شریعت اسلامیہ نے ایسے فعل کے مرتکب کی سزاقتل قرlgد~ ہے{ نیز جس کے ساتھ یہ فعل کیا گیا ہے{lk کی gضامند~ سے zlقع ہوا ہو{ تو بھی lسے قتل کر دیا جائے گا{ جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن عباk d سے مرz~ ہے کہgسوwlاللہ a نے فرمایا:

((مَـنْ وَجَـدْتُـمُـوهُ يَـعْـمَـلُ عَـمَـلَ قَوْمِ لُوطٍ فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُولَ بِهِ)) ❷

اا جس کسی کو تم قوx لوo کا عمل کرتے پاؤ{ تو فاعل gzlمفعوw بہ دzنوV کو قتل کر elلوX'

شریعت اسلامیہ نے lkفعل بد کی جو سزا مقرg کی ہے{ k{ کی حکمت بالکل zlضح ہے کہ معاشر} بے zg{lg~ کا شکاg نہ ہو{lgzlk فعل سے لگنے zlلی موf~ gzlجاy لیوا بیماg~ کی بیخ کنی ہو{ آ` کل امریکہ{ lانگلینڈ gzlنڈیا جیسے ممالک میں یہ بیماg~ بہت i یاد} پھیل gہی ہے X

---

❶ سنن ترمذی، کتاب الرضاع، باب ماجاء فی کراهية ايتان النسآء فی أدبارهن، رقم: ١١٦٥۔ علامہ البانی gحمہ اللہ نے اسے اا حسن'' کہا ہے X

❷ سنن ابی داؤد، کتاب الحدود، باب فيمن عمل عملَ قوم لوط، رقم: ٤٤٦٢۔ سنن ترمذی، کتاب الحدود، باب ماجآء فی حد اللوطی، رقم: ١٤٥٦۔ علامہ البانی gحمہ اللہ نے اسے اا صحیح '' کہا ہے X

(76) مشت i نی:

مشت i نی یعنی ہاتھ سے جنسی خواہش پوg~ کرنا۵l نتہائی گھٹیا gzl غلط کاx ہےX جنسی خواہشا [کی تسکین یا تو بیو~ کے ساتھ جائز ہے یا پھر لونڈ~ کے ساتھ۵ علاz}il یں kl کے جائز ہونے کی gzlکوئی جائز صوg [نہیں ہے۵ مشت i نی ys دzخوV صوgتوV سے باہر ہے۵ لہٰذا جو شخص ks کا مرتکب ہوگا۵ یقیناً z} حد سے بڑ | جانے zلا lgz5 مت کا مستحق ٹھہر { گا۵ جیسا کہ lgشا دالٰہی ہے:

﴿وَ الَّذِيۡنَ هُمۡ لِفُرُوۡجِهِمۡ حٰفِظُوۡنَ ۙ﴿۵﴾ اِلَّا عَلٰۤى اَزۡوَاجِهِمۡ اَوۡ مَا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُهُمۡ فَاِنَّهُمۡ غَيۡرُ مَلُوۡمِيۡنَ ۚ﴿۶﴾ فَمَنِ ابۡتَغٰى وَرَآءَ ذٰ لِكَ فَاُولٰۤـئِكَ هُمُ الۡعٰدُوۡنَ ۚ﴿۷﴾﴾ (المؤمنون: ۵ تا ۷)

LLgzl جو lپنی شرمگاہوV کی حفاظت کرتے ہیں۵ سوlئے lپنی بیویو Vgzl مملوکہ عوgتوV کے۵l یسی صوg [میں z}لوV لائق 5 مت نہیں ہیں۵ جو لوv ks کے سوl کچھ gzl چاہیں گے۵z ہی لوv حد سے تجاiz کرنے zlلے ہیں X'

(77) تکبّر:

دzسرzV کو حقیر gzlگھٹیا B ہوئے lپنے آ \ کو بڑl معزi gzl پُر zقاg سمجھنا کبیر} گنا} ہے۵ gzlz یسے شخص کا ٹھکانہ بہت بُرl ہے۵ نیز تکبّر lللہ تعالیٰ کی محبت سے دz~gz gzl جنت میں داخل نہ ہونے کا سبب ہے۵l للہ تعالیٰ کا lgشاد ہے:

﴿اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الۡمُسۡتَكۡبِرِيۡنَ ﴿۲۳﴾﴾ (النحل: ۲۳)

LLبے شک lللہ تکبر کرنے zlلے کو پسند نہیں کرتا X'

﴿وَ لَا تُصَعِّرۡ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَ لَا تَمۡشِ فِى الۡاَرۡضِ مَرَحًا‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخۡتَالٍ فَخُوۡرٍ‌ ۚ﴿۱۸﴾﴾ (لقمان: ۱۸)

LLgzlلوگوV سے lپنا چہر} پھیر کر با [نہ کر۵ gzl igzl مین میں lکڑ کر نہ چل۵ بے شک

lاللہ ہرlkشخص کو پسند نہیں کرتا ہےÔ جوlکڑ کر چلنےzlzلاÔفخر کرنےzlzلا ہوتا ہےX'

سیّدنا عبدlاللہ بن مسعود b سے مرz~ ہے کہ gwlسوlاللہ a نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ ، قَالَ رَجُلٌ: إِنَّ الـرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ ثَوْبُهُ حَسَنًا وَنَعْلُهُ حَسَنَةً ، قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ ، الْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ .)) ❶

ا۔ا جس کے دwل میں lیک gتی برlبر بھی تکبر ہوگاÔ z} جنت میں نہیں جائے گاÔ lیک شخص نے عرn کی: (l { lاللہ کے gwسو!) آدمی چاہتا ہے کہ kl کے کپڑ { lچھے ہوkÔlV کا جوتا عمد} ہوÔ(تو یہ تکبر ہوگا؟) gwlسوlاللہ a نے فرمایا: lاللہ تعالیٰ جمیل ہےlgz جماwل کو پسند کرتا ہےXlgz تکبر تو lپنی lنا ± کی zجہ سے حق با [کو جھٹلا ناlgz دzسر { لوگوV کو حقیر سمجھنے کا ناx ہےX'

(78) کپڑlٹخنوV سے نیچے gکھنا:

چاgدÔ شلوlgz Ô 1 lgz عمامہ ٹخنوV سے نیچے لٹکاناÔ بڑl سخت گنا} ہےÔ چنانچہ سیّدنا lبوہریر} b سے مرz~ ہے کہ gwlسوlاللہ a نے فرمایا:

((مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الازَارِ فِي النَّارِ .))❷

ا۔ا تہبند کا جو حصہ ٹخنوV سے نیچے لٹکا ہوÔz} جہنم میں ہوگاX'

نیز سیّدنا lبوہریر} b سے ہی مرz~ ہے کہ gwlسوlاللہ a نے فرمایا:

((لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَىٰ مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَراً .)) ❸

ا۔ا جو شخص lپنا تہبند غرgz کی zجہ سے 9 ہےÔlاللہ تعالیٰ قیامت کے gizkl کی

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب تحريم الكبر وبيانه، رقم: ٢٦٥.

❷ صحيح بخاری، كتاب اللباس، باب ما اسفل من الكعبين فهو فی النار، رقم: ٥٧٨٧.

❸ صحيح بخاری، كتاب اللباس، باب من جر ثوبه من الخيلاء، رقم: ٥٧٨٨.

طرĀs بھی نہیں کر { گاX'

کپڑl نیچے لٹکانا ہر قسم کے لباk کے لیے حرxl ہے0 جیسا کہ سیّدنا عبدlللہ بن عمر d سے مرz~ ہے کہgسوwlللہ a نے فرمایا:

((الْـإِسْبَـالُ فِي الْإِزَارِ وَالْقَمِيصِ وَالْعَمَامَةِ ، مَنْ جَرَّ مِنْهَا شَيْئًا خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .)) ❶

ll کپڑl لٹکانا0 تہبند0 1 gzl پگڑ~ ہر لباk میں حرxl ہے0 جو شخص yl میں سے کوئی چیز بھی تکبر کرتے ہوئے لٹکائے گا0 lللہ تعالیٰ قیامت کے k0izg کی طرĀs نہیں کر { گاX'

((إِيَّاكَ وَالْإِسْبَال فَإِنَّهُ مِنَ الْمَخِيْلَةِ .))❷

ll کپڑl نیچے لٹکانے سے بچو کیوè یہ تکبر کی zجہ سے ہوتا ہےX'

(79) حسد کرنا:

کسی سے lللہ تعالیٰ کی د~ ہوئی نعمت یا فضل پر حسد کرنا بہت بڑl گنا} ہے0 gzl حسد آدمی کے دین کو بالکل 0سی طرb مونڈ | کےgکھ دیتا ہے0 جس طرb بیاg~ آدمی کے بالوV کوX چنانچہ lللہ تعالیٰ نے یہود کا f کر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ﴾ (النساء: ٥٤)

ll یا lللہ نے lپنے فضل سے لوگوV کو جو دیا ہے0 0k پر حسد کرتے ہیںX'

gzl سیّدنا i بیر b سے مرz~ ہے کہgسوwlللہ a نے فرمایا:

((دَبَّ إِلَيْكُمْ دَاءُ الْأُمَمِ قَبْلَكُمْ الْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ ، هِيَ الْحَالِقَةُ ، لَا أَقُولُ تَحْلِقُ الشَّعَرَ وَلَكِنْ تَحْلِقُ الدِّينَ .)) ❸

---

❶ سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی قدر موضع الازار، رقم: ٤٠٩٤۔ المشکوة، رقم: ٤٣٣٢۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ٢٧٧٠. ❷ سلسلة الصحیحة، رقم: ١١٠٩. ❸ سنن ترمذی، کتاب صفة القیامة والرقاق والورع، باب: ٦٥، رقم: ٢٥١٠. صحیح الأدب المفرد، رقم: ١٩٧.

l.lتم میں گذشتہ lمتوV کی بیاg~ حسدlgzlبغض پھیل گئی ہےgzlÔ میں یہ نہیں کہتا کہ بیاgیوV کی طرb یہ بالوV کومونڈتی ہےÔ بلکہ یہ تو دین کومونڈتی ہےX‘

(80) جھو^ بولنا:

با[کرتے zقت جھو^ بولناlنتہائی گھٹیا حرکت gzlبڑlسخت گنا} ہےÔ چنانچہlgشاد lالٰہی ہے:

﴿إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿١٠٥﴾﴾ (النحل: ١٠٥)

l.lجھو^ توz}لوV گھڑتے ہیں جوlاللہ کی آیتوV پرlیماy نہیں لاتےzgzlÔ ہی لوV جھوٹے ہیںX‘

gzlجھو^ بولنےzlلا شخص lاللہ تعالیٰ کی لعنت کا مستحق ہےÔ جیسا کہlgشاد lالٰہی ہے:

﴿فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَكُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ ۟ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿٦١﴾﴾ (آل عمران: ٦١)

l.lپس جوکوئی آ \ سےlk باg{ میں آ \ کے پاk علم آ جانے کے بعد جھگڑ{ Ôتو کہہ دیجیے کہ آ ؤ ہمlgzlتم lپنے lپنے بیٹوV Ôgتو Vgzllپنے آ \ کو lکٹھا کریں پھر عاجز~ کے ساتھ ™عا کریں gzlجھوٹوV پرlاللہ کی لعنت بھیجیںX‘

gzlسیّدنا عبدlاللہ بن مسعود b سے مرz~ ہے کہgسوwlاللہ a نے فرمایا:

((وَإِنَّ الْكَـذِبَ يَهْـدِى إِلَى الْفُجُورِ ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِى إِلَى النَّارِ ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ كَذَّابًا .)) [1]

---

[1] صحيح بخارى، كتاب الأدب، باب قول اللّٰهِ تعالىٰ: (يايها الذين اٰمنوا اتقوا اللّٰه وكونوا مع الصادقين) [التوبه: ١٩٩] وما ينهى عن الكذب، رقم: ٦٠٩٤.

llgzl بلاشبہ جھو^ بُرائی کی طرs لے جاتا ہے0gzl0 بُرائی جہنم کی طرs gzl0
lایک آدمی جھو^ بولتا gہتا ہے0 یہاVتک کہz}lاللہ کے ہاV بڑlجھوٹا لکھ دیا
جاتا ہےX'

zیسے تو جھو^ کے بہت سے f~ عنوlyباندھے جا سکتے ہیں0لیکن ہم چندlایک
عنوlنا [پرlکتفا کرتے ہیں0بتوفیق اللہ تعالیٰ وبعونہ .

(1) بدگمانی:

بدگمانی سب سے بڑlجھو^ ہے Xجیسا کہ سیدنا lبو ہریر} e سے مرz~
ہے کہgسوw a نے فرمایا:

((إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ .)) [1]

llبدگمانی سے بچو0 کیوè بدگمانی سب سے بڑlجھو^ ہےX'

(2) جھوٹی گوlہی:

کسی لالچ یا تعلق دlg~ (zغیر}) کی zجہ سے جھوٹی گوlہی دینا بھی بڑlTM
جرX ہے0 چنانچہlاللہ تعالیٰ نے جھوٹی گوlہی دینے سے l کرتے ہوئے فرمایا:

﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْرِ ۝٣٠﴾

(الحج: ٣٠)

llپس تم لوv گندگی یعنی بتوVکی عباد [gzlجھوٹی با [کہنے سے بچوX'

lایک دzسر { مقاX پرlہلlیماyکی صفت بیاyکرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ﴾ (الفرقان: ٧٢)

llzgzl}لوv جو جھوٹی گوlہی نہیں دیتےX'

[1] صحیح بخاری، کتاب الادب، باب (یایھا الذین آمنوا اجتنبوا کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا) [الحجرات: ١٢. رقم: ٦٠٦٦۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحریم الظن والتجسس، رقم: ٦٥٣٦.

یعنی نہ توz}جھو^ بولتے ہیںlgzنہ جھوٹی گولہی دیتے ہیںô بلکہlپنے Ñ کولyدzنوV خبیث چیزVz سے بچاتے ہیںX

gسوwlاللہ a نے جھوٹی گولہی کوسب سے بڑ{ گناہوV میں شاgکیا ہےô چنانچہ سیدنا عبدlلرحمٰن b lپنے zlلد گرlمی سیّدنا lبوبکر} b سے gzlیت کرتے ہیں کہ gسوw lاللہ a نے فرمایا:

((أَلا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟ قُلْنَا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ: قَالَ: الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ: أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ، وَشَهَادَةُ الزُّورِ، أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ وَشَهَادَةُ الزُّورِ، فَمَا زَالَ يَقُولُهَا حَتَّى قُلْتُ لَا يَسْكُتُ.)) [1]

'ا کیا میں تمہیں سب سے بڑ{ گنا} کی خبر دVz?(یہ با[gسوwlاللہ نے تین مرتبہ فرمائی) ہم نے عرn کیا: l{ lاللہ کے gسوw! کیوVنہیںôضرgz! gسوw lاللہ a نے فرمایا: lاللہ کے ساتھ شرu کرناôzlلدین کی نافرمانی کرناôتب آ\ a ٹیک لگائے تشریف فرما تھےô پھرlیک دx ا ٹھ کر بیٹھ گئےô lgz فرمایا:خبردlg! جھوٹی با[lgzجھوٹی گولہی بھی (سب سے بڑ{ گنا} ہیں) gسوwlاللہ a lسے مسلسل دہرlتے gہے یہاV تک کہ میں نے سوچا کہ آ\ a خاموشی نہیں فرماN گےX'

(3) جھوٹا خوl] بیاyکرنا:

لوگوV پر برتر~ حاصل کرنےô مالی فوlئد سمیٹنےô کسی سے کوئی عدzl[ہے تو lسے خوs میں مبتلا کرنے یا کسی lgzمقصد کے حصوw کے لیے کوئی lیسا خوl] بیاyکرنا جو دیکھا نہ ہوôlنتہائی سخت گنا} ہےX

[1] صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب عقوق الوالدین من الکبائر، رقم: ٥٩٧٦.

حدیث میں جھوٹا خواب بیان کرنے والے کے لیے بڑی سخت وعید وارد ہوئی ہے۔ چنانچہ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلْمٍ لَمْ يَرَهُ كُلِّفَ أَنْ يَعْقِدَ بَيْنَ شَعِيرَتَيْنِ وَلَنْ يَفْعَلَ .)) ❶

''جس شخص نے ایسا خواب بیان کیا جو اس نے دیکھا ہی نہیں۔ قیامت کے دن اسے مکلّف کیا جائے گا کہ جو کے دو دانوں کو گرہ لگائے۔ اور وہ یہ ہرگز نہیں کر پائے گا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹے خواب کو سب سے بڑا جھوٹ قرار دیا ہے۔ جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ مِنْ اَفْرىٰ الفِرىٰ أَنْ يُرِى عَيْنَهُ مَالَمْ يَرَ .)) ❷

''سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ آدمی وہ (خواب) بیان کرے جو اس نے دیکھا ہی نہیں۔''

(4) لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولنا:

لوگوں کو محض ہنسانے کے لیے جھوٹ بولنا بھی بڑا سخت گناہ ہے۔ بلکہ موجب ہلاکت ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے:

((وَيْلٌ لِلَّذِى يُحَدِّثُ فَيَكْذِبُ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ وَيْلٌ لَهُ وَيْلٌ لَهُ))❸

''اس آدمی کے لیے ہلاکت ہے۔ جو (محض) لوگوں کو ہنسانے کے لیے باتوں

❶ صحيح بخارى، كتاب التفسير، باب من كذب فى حلمه، رقم: ٧٠٤٢.

❷ صحيح بخارى، كتاب التفسير، باب من كذب فى حلمه ، رقم: ٧٠٤٣.

❸ سنن ابى داؤد، كتاب الأدب، باب فى التشديد فى الكذب، رقم: ٤٩٥٠ـ سنن ترمذى، كتاب الزهد، باب فيمن تكلم بكلمة يضحك بها الناس، رقم: ٢٣١٥ـ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٧١٣٦.

میں جھو ^ بولتا ہےkzlÔ کے لیے ہلاکت ہےÔ]k کے لیے ہلاکت ہےX'

(5) جھوٹی قسم کھانا:

جاyبوجھ کر جھوٹی قسم کھاناÔخوl}z}کسی بھی معاملہ میں ہو بڑlسخت گنا} ہےÔ zgzlیسا شخص قیامت کےizglاللہ تعالیٰ سے ہمکلامیlgz]k کی نظرِgہمت سے محرxz ہوگاÔ نیز lیسا شخص دgدناu عذl] کا مستحق ہےÔجیسا کہlاللہ تعالیٰ کاlgشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ أَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا أُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَ لَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ لَا يُزَكِّيْهِمْ وَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ ﴾ (آل عمران : ۷۷)

اا بے شک جو لوv lللہ سے کیے ہوئے عہدlgzlپنی قسموV کے بدلے میں کوئی © لی 7 قبوwکر لیتے ہیںÔآ خر [میں]yکو کوئی حصہ نہیں ملے گاÔlgzlاللہ]y سے با [نہیں کر { گاÔlgzقیامت کے د]yy کی طرÃsl ٹھا کر دیکھے گا بھی نہیںÔgzنہ]نہیں پاu کر { گاÔlgz]yلوگوV کے لیے دgدناu عذl] ہوگاX'

یعنی جو لوv د* کی حقیر سی قمlgz© لی 7 پر جھوٹی قسمیں کھاتے ہیںlgzlاللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے عہدz پیاyکا پاkنہیں gکھتےÔ]نہیں آ خر [کی نعمتوVlgzzہاV کےlجر میں کوئی حصہ نہیں ملے گاÔ بلکہ]y کے لیے دgدناu عذl] ہوگاÔقسم کی تین lنوlq ہیںÔ جو کہ دg `f یل ہیںX

X1یمین لغو kیمین غموX2 X3یمین معلقہX

(1) یمین لغو:

دgzlgl WÈlgz { کے بغیر بے ساختہ قسم کھانا اا یمین لغو'' کہلاتا ہےÔمثلاً lاللہ کی قسم! تمS سے پی لوÔlاللہ کی قسم! تمlسے پڑ | لوÔzغیر}Ôlیسی قسم پر نہ کوئی گرفت ہوتی ہے gzlنہ کوئی کفاg}Ôlاللہ تباgu zتعالیٰ کاlgشاد ہے:

﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝۲۲۵﴾ (البقره: ۲۲۵)

LLlاللہ تمہاg~ لغوقسموV پر تمہاlg موaخذ}نہیں کر { گاÔلیکن lyy (قسموV) پر تمہاlg موaخذ}کر { گاÔ جوتم نے دwسے کھائی ہوV گیÔlgzlÔاللہ مغفر [کرنے zlzلا lgzl بڑlبردباg ہےX'

(2) یمین غموk :

جاy بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا LLیمین غموk'' کہلاتا ہےÔlgzlÔیسی قسم پر بڑlسخت موaخذ} ہوگاÔlzÔاللہ تعالیٰ کاlgشاد ہے:

﴿وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًاۢ بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْۗءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۹۴﴾

(النحل: ۹٤)

LLlgzlتم لوv lیسی قسموV کوآپس میں دھوکہ دہی کا fgیعہ نہ بناؤÔکہیں lیسا نہ ہو کہ کسی کا قدlxسلاx پر جمنے کے بعد (تمہاg { kl برتاؤ کی zجہ سے) Ò جائےÔ lgzl اللہ کی lg} سے zgکنے کی zجہ سے تمہیں سزl بھگتنی پڑ { Ôlgzl (آخر [میں) تمہاg { لیے بڑlعذl [ہےX'

نیز gسوlwاللہ a نے lیسی قسم کو بڑ { گناہوV میں شماgکیا ہےÔجیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن عمرz d سے مرz~ ہے کہ gسوlwاللہ a نے فرمایا:

((اَلْـكَبَائِرُ الاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ ، وَقَتْلُ النَّفْسِ ، وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ .)) [1]

LLکبیر} گنا} (یہ ہیں کہ) lاللہ کے ساتھ شرu کرناÔlzlلدین کی نافرمانی کرناÔکسی

---

[1] صحيح بخاری، كتاب الايمان، باب اليمين الغموس، رقم: ٦٦٧٥.

کی ناحق جاy لیناgzl جھوٹی قسم کھاناX'

(3) یمین معلقہ:

مستقبل میں کرنے zl لے کاx سے متعلق قسم کھاناl.l یمین معلقہ' کہلاتا ہےô جیسے lللہ کی قسم! میں فلاV کاx نہیں کرzV گاôl للہ کی قسم! میں فلاV سے ہم کلاx نہیں ہوV گاô zغیر}X یہ با [f ہن نشین g ہے کہ قسم سے متعلق حکمِ lلٰہی یہ ہے کہ مسلماy جب قسم کھائے تو ‎ہ‎ سے پوlg کر { ôلیکن lگر قسم lیسی ہو جو کسی عمل صالح کی lg} میں zکاg ^ بن g ہی ہوôتو lیسی قسم تو h دے جائے گی lgz ہ k نیک zصالح کاx کو پوlg کیا جائے گاôlgz قسم کا کفاg} lدl کیا جائے گاôlسی طر s lشاg} کرتے ہوئے lللہ تعالیٰ نے قرآy مجید میں یوVlgz شاد فرمایا ہے:

﴿وَ لَا تَجۡعَلُوا اللّٰهَ عُرۡضَةً لِّاَيۡمَانِكُمۡ اَنۡ تَبَرُّوۡا وَ تَتَّقُوۡا وَ تُصۡلِحُوۡا بَيۡنَ النَّاسِ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۲۲۴﴾﴾ (البقرہ: ۲۲۴)

l.lgz تم لوv lپنی قسموV میں lللہ کو (lk طرb) ¶ نہ نہ بناؤô تا کہ لوگوV کے ساتھ بھلائی ôتقویٰ lgz ہ y کے دgمیاy lصلاb کا کاx نہ کرzô lgz lللہ خو [سننےlgz خو] جاننے zlلا ہےX'

سیّدنا lبو ہریر} b سے مرz~ ہے کہ gسوw (x a نے فرمایا:

((مَـنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَأَىٰ غَيْرَهَا خَيْراً مِنْهَا ، فَلْيَأْتِ الَّذِىْ هُوَ خَيْرٌ ، وَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِهٖ .)) [1]

l.l جو کوئی قسم کھائےôlgz بعد میں ہ k سے بہتر کوئی دzسر~ صوg [Ã آ ئےôتو lپنی قسم کا کفاg} lدl کرد { ôlgzgz ہی کر { جو بہتر ہےX'

نیز سیّدنا lبوموسیٰ lشعر~ b سے مرz~ ہے کہ gسوw کریم a نے فرمایا:

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ندب من حلف یمیناً فرأى غیرها خیرا منها أن یأتی الذی هو خیر ویکفر عن یمینه، رقم: ٤٢٧٣.

((إِنِّـى لَا أَحْـلِفُ عَـلٰـى يَمِيْنٍ أَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِى هُوَ خَيْرٌ .)) ❶

l۱ بے شک میں کسی کا x کو کرنے کی قسم کھاؤ Vô پھر مجھے خیا w آئے کہ ŀ k کے خلا s کا x بہتر ہےô تو میں ŀ k بہتر کا x کو کر Vz گا X'

بہرحا wl اللہ تعالیٰ ہم سب کو جھو ^ بولنے lzgŀ k کے - مر { میں جو جو آتا ہےô ŀ y سب کے lgz نا] سے بچائے g کھے X

(81) دیوثیت :

l پنے lہل zعیا w میں lخلاقی بُرlئی دیکھ کر خاموشی lختیا g کرنا یا ŀ سے بردlشت کر لیناô lپنی lzgl پنے خاندl y کی بدنامی کا باعث بننے کے ساتھ ساتھ z} شخص گنا ô کبیر } کا مرتکب بھی ہےô lzgs k پر مستزlد یہ کہ lاللہ تعالیٰ نے lیسے شخص پر جنت حرlx قرl gد~ ہےô چنانچہ سیّدنا عبدlاللہ بن عمر d سے مرz~ ہے کہ gسو w معظم a نے فرمایا:

((ثَـلَا ثَةٌ قَـدْ حَـرَّمَ الـلّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَنَّةَ مُدْمِنُ الْخَمْرِ وَالْعَاقُّ ، وَالدَّيُّوْثُ الَّذِيْ يُقِرُّ فِيْ أَهْلِهِ الْخُبُثَ .)) ❷

l۱ تین آدمیو V پر lاللہ تعالیٰ نے جنت حرl x کر د~ ہےô

1 ' ہمیشہ شرl] پینے lzلا X

2 ' zlلدین کی نافرمانی کرنے lzلا X

3 ' lzg دیو__ جو lپنے lہل zعیا w میں بے حیائی کو برداشت کرتا ہے X'

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الايمان، رقم: ٤٢٦٩ .

❷ مسند احمد، ١٣٤/٢، رقم،٦١٨ـ شعب الايمان، رقم: ١٠٧٩٩ـ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٣٠٥٢ X سنن نسائى، كتاب الزكاة، باب المنان بما أعطى، رقم: ٢٥٦٢ .

(82) حلالہ کرنا یا کرzlنا:

عوg [تیسر~ طلا t کے بعد خاzند پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرlx ہو جاتی ہےXlلبتہ lگر z}کسی دzسر { مرد سے نکاb کر { Ô جو کہ شرعی lgzl Eط ہوÔ{zgzl خاzند lپنی مرضی سے lسے طلا t د { یا فو [ہو جائےÔتو عد [پوg~ کرنے کے بعد z}عوg [lپنے پہلے خاzند سے نکاb کرنے کی مجاi ہوگئیlÔ k کے برعکس lگر دzسر { مرد سے نکاb عاgضی طوg پر کیا جائےÔتا کہ lیک یا دz دy گنزg جانے کے بعد طلا t د { کر پہلے مرد کے لیے lسے حلاw کرد { Ô $ سے حلالہ کہتے ہیںlÔgzlیسا کاx کرنے یا کرzlنے zl لے دzنوV پر لعنت کی گئی ہےÔچنانچہ سیّدنا علی zحاg_ d سے مرz~ ہے:

((إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ الْمُحِلَّ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ .)) ❶

lایقیناً gسوwl للہ a نے حلالہ کرنے lgzکرzlنے zl لے (دzنوV) پر لعنت فرمائی ہےX‘

lgzlیک حدیث میں آ \ a نے lgشاد فرمایا:

((أَلَا أَخْبِرُكُمْ بِـالقَيْسِ الْمُسْتَعَارِ؟ قَالُوْا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، قَالَ: هُوَ الْمُحَلِّلُ وَلَعَنَ اللّٰهُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهٗ .)) ❷

lاسنو! کیا میں تمہیں lدھاg کے سانڈ | کے باg { میں بتاؤV؟ صحابہ نے عرn کی l { lللہ کے gسوw! کیوV نہیں ضرzgÔ gسوwl للہ a نے فرمایا: z}حلالہ کرنے zlلا ہےÔ lللہ تعالیٰ نے حلالہ کرنے zlلے lgzکرzlنے zl لے (دzنوV) پر لعنت برسائی ہےX‘

---

❶ سنن ترمذی، کتاب النکاح، باب ماجآء فی المحلل و المحلل له، رقم: ١١١٩۔ علامہ lلبانی gحمہ lللہ نے lسے lاحسن‘‘ کہا ہےX

❷ سنن ابن ماجه ، کتاب النکاح، رقم: ١٩٣٦۔ علامہ lلبانی gحمہ lللہ نے lسے lاحسن‘‘ کہا ہےX

(83) کنجوسی کرنا:

صلہgحمی0 جہاد یاlاللہ کی lgراہ} میں کسی بھی خیر کے کاx میں خرa کرنے میں کنجوسی برتنا بھی بڑlسخت گنا} ہے0 یہی zجہ ہے کہgسوwlاللہ a نے lاللہ تعالیٰ سے klسے بچنے کے لیے پنا} طلب کی ہے0 نیز کنجوسی کرنا lاللہ تعالیٰ کو بھلا دینے کے مترlدs ہے0 چنانچہ lاللہ تعالیٰ نے منافقین کا تذکر} کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ۭ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ۭ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴾ (التوبہ: ٦٧)

lLمنافق مردlgzمنافق عوgتیں سب کا حاwlیک ہے0 یہ بھی بُرlئی کا حکم دیتے ہیں gzlبھلائی سے zgکتے ہیں lgzlپنے ہاتھ بندgکھتے ہیں0 lgzlاللہ کو بھوw گئے0 تو lاللہ بھی lنہیں بھوw گیا0 بے شک منافقین ہی فاسق لوv ہیں X'

سیّدنا lنس بن مالک b سے مرz~ ہے کہgسوwlاللہ a lاللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ ، وَالْحَزَنِ ، وَالْعَجْزِ ، وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ)) [1]

lLL { lاللہ! میں غم0 عاجز~0 کاہلی0 بزدلی0 کنجوسی0 قرn چڑ| جانے lgzلوگوV کے غلبہ سے تیر~ پنا} مانگتا ہوXV'

(84) فضوwخرچی:

lاللہ تعالیٰ نے lنساyکو igt کی نعمت سے مالا ماw کیا ہے0 لہٰذا lQسے چاہیے کہ z{Sk نعمت کو lعتدwlgzمیانہ zg~ سے lستعماw میں لائے0 تا کہ lاللہ تعالیٰ کا شکر گزlg بند} بن

[1] صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب الاستعاذة من الجبن والکسل، رقم: ٦٣٦٩.

سکےksô کے برعکس جو شخص ksنعمت کاlستعماlwعتدlwgzlمیا نہgz~ کی بجائےkzlô میں فضوwخرچی lgzlسرl s کرتا ہےôتو z} ناشکرl ہےô بلکہ ناشکر~ میں شیطاy کی ما # ہےô جیسا کہlgzشاد باg~ تعالیٰ ہے:

﴿وَ اٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ وَ لَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْۤا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ؕ وَ كَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿۲۷﴾ وَ اِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴿۲۸﴾ وَ لَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَ لَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾﴾ (بنی اسرائیل: ۲۶ تا ۲۹)

ggzlLLشتہ دlVzgکا ôسکینوVgzlمسافرVzکا حق lدl کرتے gہوlgzفضوwخرچی نہ کرzô بے شک فضوwخرa لوv شیطاy کے بھائی ہوتے ہیںôgzl شیطاy lپنے g] کا ناشکرl ہےôlگر تم lyلوگوV سے پہلوتہی کرzôlپنے g] کی جانب سےlzg kl~ کی خوlہش کرتے ہوئے جس کی تمہیں lمید ہےôتو yl سے کوئی lچھی با [کہہ دlgzlzlپنے ہاتھ کو (بخل کی zجہ سے) lپنی گردy سے باندھا ہوl نہ gکھوôgzlنہ (فضوwخرa بن کر) lسے بالکل ہی کھوw دz کہ پھر 5مت کیا ہوl دgماند} بیٹھ جائےX'

مذکوg} بالا آیت کریمہ میں فضوwخرچی سے l کیا گیا ہےô جیسے کوئی آدمی lپنا ماw ناجائز کاموV میں خرa کرے { ôیا lyلوگوV پر خرa کرے { جو شرعی lصولوV کے مطابق مستحق نہ ہوVX

علت یہ بیاy کی گئی ہے کہ فضوwخرچی کرنے zlلے لوv ناشکر~ میں شیطاy کے ما # ہیںXgzl یہlنساy کی غایت خدمت ہےô کیوè شیطاy سے i یاد} کوئی بُرlنہیں ہےX یا مفہوx یہ ہے کہ فضوwخرچی کرنے zlلے لوv جہنم میں شیطاy کے ساتھی ہوV گےX آیت

کے آخر میں گزشتہ علت کی تکمیل ہے کہ شیطاy سے بڑ| کرlاللہ کا کوئی ناشکرl بند}نہیں ہےÔ kl لیے کہlاللہ تعالیٰ نےlسے جتنی صلاحیتیں د~ ہیںyl سب کوkl نےgzlتکا f معاصیÔ iمین میں فساد پھیلانےÔلوگوVکو گمرl}کرنےgzl کفر کی طرs بلانے میں لگا دیا ہےXlسی طرblگر کوئی آدمیlاللہ کی د~ ہوئی نعمتوVکوlاللہ کی بندگی کے بجائے ناجائز کاموV پرخرa کرتا ہےتو گویاz}شیطاy کے ما# ہےX(تیسیر الرحمن: ۱/۸۰۵۔ ملخصًا)

(85) د* کی حm:

عاgضی چیز عاgضی ہوتی ہےÔخوl}z} بظاہر کتنی ہی حسین gzlخوبصوg [Ã کیوV نہ آئےÔیہی حالw د* کا ہے کہ یہ بظاہر توlپنی دلکشیوVgzlVپنی زیـــنتـــون کی zجہ سے بہت خوبصوg [Ã آتی ہےÔ جب کہ | میں یہlیک دھوکہgzlفریب ہےÔgzlسادb}لو lنساy kl فرR د* کے حm کا شکاg ہےXلیکن یادg ہے کہ جو شخص صرs د* کا حریص ہےÔlسے د* میں توlپنی محنت کا صلہ مل جائے گاÔلیکن آخر [میںlسے سوlئے آv کےgzl کچھ نہیں ملے گاÔجیسا کہlاللہ تعالیٰ کاlgشاد ہے:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝۱۵ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۶﴾

(هود: ۱۵،۱۶)

lLجو شخص د* کی iندگی gzlkl کی i ٹ چاہتا ہےÔتو ہم د* میں kl کے lعماw کا پوgا پوgا بدلہ د{ دیتے ہیںÔgzlkl میں lyکے ساتھ کوئی کمی نہیں کی جاتیÔیہی z}لوv ہیںÔجنہیں آخر [میں عذlf ناg کے سوl کچھ بھی نہیں ملے گاÔgzl جو کچھlنہوV نے د* میں کیا ہوگاÔ ضائع ہو جائے گاÔgzl جو کچھ zہV کرتے g ہے تھے(lیماy کے بغیر) بے کاg ہی تھاX'

gzl جو شخص آخر [کی iندگی پر د* کی iندگی کو ترجیح دیتا ہےô z} سمجھ لے کہ kl کا ٹھکانہ جہنم میں ہے X جیسا کہ lgشاد lلٰہی ہے:

﴿فَأَمَّا مَنْ طَغَىٰ ۝٣٧ وَآثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۝٣٨ فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ۝٣٩﴾

(النازعات: ۳۷،۳۸،۳۹)

ll جس نے سرکشی کی X gzl د* z~ iندگی کو ترجیح د~ X تو بے شک جہنم kl کا ٹھکانہ ہے X'

نیز جو شخص صر s د* کی فکر میں لگا g ہتا ہےlô اللہ تعالیٰ kl کے معا5 [میں کئی قسم کی پریشا* V پیدl کر دیتا ہےô gzl ol سے فقر z فاقہ کے lندیشے میں مبتلا کر دیتا ہےô جیسا کہ سیدنا i ید بن ثابت b سے مرz~ ہے کہ gسوl w کر X a نے فرمایا:

((مَـنْ كَانَتِ الدُّنْيَا هَمَّهُ فَرَّقَ اللّٰهُ أَمْرَهُ وَجَعَلَ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَلَمْ يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا مَا كُتِبَ لَهُ.)) [1]

ll جس کو صر s د* کی فکر ہوگی lô اللہ kl پر ol k کا معاملہ مشکل کر د { گا ô gzl ہر z قت ol سے فقر کا lندیشہ g ہے گا ô gzl د* میں سے بھی ol سے صر s z ہی میسر ہوگا جو ol k کے مقدg میں ہوگا X'

(86) سونے چاند~ کے برتنو V میں کھانا پینا:

lسلاX کسی با [کو تسلیم کر لینے کا نا X ہےô تو جب lسلاX میں کسی چیز کی مما Æ آ جائے یا lk کی حرمت کے با g { میں z ضاحت آ جائےô تو lk z قت کسی بہانے کی یا کسی تا z یل کی ضر gz [z lہمیت نہیں ہوتی ô gzl k کے با g { میں قیا k آ lg ئیا V کرنا lنسا y کو گمرl ہی کے قریب کر دیتا ہےô تو lسی طر b lسلاX میں سونے چاند~ کے برتنو V میں کھانے پینے کی مما Æ آئی ہے X لہٰذl بحیثیت مسلما y ہمیں lyl برتنو V کو lستعما w کرنے سے u¥ جانا چاہیے X

[1] سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب الهم بالدنيا، رقم: ٤١٠٥۔ علامہ lلبانی g حمہ اللہ نے lسے ll صحیح'' کہا ہے X

جیسا کہlyبرتنوVکوlستعماWکرنے کی مماÆکے باg{ میں فرماtyا~ a ہے:

((الَّـذِی يَشْـرَبُ فِـی إِنَـاءِ الْـفِـضَّةِ إِنَّـمَا يُجَرْجِرُ فِی بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ)) ❶

lاجوشخص سونے یا چاند~ کے برتنوVمیں کھاتا یا¥ ہےÔz}lپنے پیٹ میں جہنم کی آ v lنڈیلgہا ہےX'

لہذlمذکوg}بالا حدیث سے¥xہوlکہ سونےlgzچاند~ کے برتن میں کھانا یا پینا lپنے پیٹ میں جہنم کی آ v lنڈیلنے کے براlبر ہےÔ نیز کیlkفعل سے مماÆ پرlاللہ کے نبی a کیzعید بھی موجود ہےÔجیسا کہ نبی a نے فرمایا:

((مَـنْ لَبِـسَ الْـحَـرِيْـرَ فِـیْ الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِیْ الآخِرَةِ، وَمَنْ يَشَـرَبِ الْـخَمْرَ فِیْ الدُّنْيَا لَمْ يَشْرَبْهَا فِیْ الآخِرَةِ، وَمَنْ يَّشْرَبْ فِـیْ آنِيَةِ الـذَّهَـبِ وَالـفِضَّةِ لَمْ يَشْرَبْ بِهَا فِیْ الآخِرَةِ، ثُمَّ قَالَ لِبَاسُ اَهْلِ الجَنَّةِ، شَرَابُ اَهْلِ الجَنَّةِ، وَآنِيَةُ اَهْلِ الجَنَّةِ)) ❷

lاجوشخص د* میں gیشم پہنے گا تو آخر[میںz}lkکونہیں پہنے گاÔlgzجوشخص د* میں شرl] پیئے گاÔz}lkکو آخر[میں نہیں پیئے گاÔlgzجوشخص چاند~lgzسونے کے برتن میں پیئے گاÔتوz}آخر[میں نہیں پیئے گاÔ پھر فرمایا: lہل جنت کے لباk سےÔlہل جنت کے شرl] سےlgzlہل جنت کے برتنوVسے محرxzgہے گاX'

(87) مردVzکا سونے کےiیوgپہننا:

مردVzکے لیےlاللہ تعالیٰ نے سونا حرlxکیا ہےÔخوl}z}lنگوٹھی کی شکل میں ہو یا خوl}z}

❶ صحيح بخارى، كتاب الاشربه، باب آنية الفضة: رقم: ٥٦٣٤.

❷ صحيح الترغيب والترهيب، كتاب الطعام، رقم: ٣٢١.

iنجیر کی شکل میں ہوÔخو}lکسی gzlشکل میں ہوÔجیسا کہ نبی a کی حدیث ہے:

((رَاٰی خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ فِیْ یَدِ رَجُلٍ فَنَزَعَهٗ فَطَرَحَهٗ وَقَالَ یَعْمِدُ اَحَدُکُمْ اِلَی جَمْرَةٍ مِنْ نَّارٍ فَیَجْعَلُهَا فِیْ یَدِهٖ .)) ❶

lllgسوwl اللہ a نے lیک آدمی کے ہاتھ میں سونے کی lنگوٹھی دیکھی Ôتو آ \ a نے lسے lتا g پھینکا gzlفرمایا: تم میں سے کوئی lیک آ v کا lنگا{g} پکڑتا ہے lgzlÔسے lپنے ہاتھ میں پہن لیتا ہے؟''

lسی طرb آ \ a نے lیک موقعہ پرlk صحابی سے lپنا cg موh لیاÔجس نے سونے کی lنگوٹھی پہن gکھی تھی Ôجیسا کہ lبوسعید b lzgیت کرتے ہیں X

((أَنَّ رَجُلاً قَدِمَ مِنْ نَجْرَانَ اِلیٰ رَسُوْلِ اللّٰهِ U وَعَلَیْهِ خَاتَمٌ مِنْ ذَهَبٍ فَأَعْرَضَ عَنْهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ U وَقَالَ اِنَّكَ جِئْتَنِیْ وَفِیْ یَدِكَ جَمْرَةٌ مِنْ نَارٍ .)) ❷

lllیک آدمی نبی a کی خدمت میں #ly سے آیاÔlgzlk نے ہاتھ میں سونے کی lنگوٹھی پہن gکھی تھی Ôتو آ \ a نے lk سے lعرn کیاÔlgz فرمایا: تو میر{ پاlk lk حالت میں آیا کہ تیر{ ہاتھ میں آ v کا lنگا{g} ہے X'

lیک lgzggzیت میں lk کی مماÆ کچھlk طرb بیاy کی گئی ہے X

((اِتَّخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ U خَاتَمَ الذَّهَبِ فَلَبِسَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ U فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِیْمَ الذَّهَبِ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ U اِنِّیْ کُنْتُ أَلْبِسُ هَذَا الْخَاتِمَ وَاِنِّیْ لَنْ اَلْبِسَهٗ اَبَداً ، فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِیْمِهِمْ .)) ❸

❶ صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب تحریم خاتم الذهب، رقم: ۲۰۹۰.

❷ سنن سنائی، کتاب الزهد، رقم: ۵۱۸۸۔ علامہlلبانی gحمہ اللہ نے lسے ll صحیح'' کہا ہے X

❸ سنن نسائی، باب صفة خاتم النبی و نقشه ، رقم: ۵۲۷۵۔ علامہlلبانی gحمہ اللہ نے lسے ll صحیح'' کہا ہے X

lلlgوسwlاللہ a نے سونے کی lنگوٹھی لے کر پہنی تو لوگوV نے بھی سونے کےlنگوٹھیاV لے لیں تو gوسwlاللہ a نے فرمایا: میں نے lk lنگوٹھی کو پہنا تھاôlzgl] بے شک میں lk کو کبھی نہیں پہنوV گاôلہٰذا آ \ a نے lk lنگوٹھی کو پھینک دیاôتو لوگوV نے بھی lپنی lنگوٹھیاV پھینک دیںX‘

(88) خودکشی کرنا:

خودکشی lیک lیسا جرx ہے جس کے کرنے سے lنساy یہ سمجھتا ہے کہ میں مصیبتوV gzlپریشانیوV سے بچ گیا ہوVôلیکن | میں z} ہمیشہ کی مصیبت میں lپنے آ \ کو گرفتاg کر لیتا ہےôجیسا کہ lاللہ تعالیٰ کا lgشاد ہے:

﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۟ وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝٢٩ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّ ظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝٣٠﴾ (النساء: ۲۹، ۳۰)

lلl { lیماy zlلو! آپس میں ماw نا جائز طر i سے مت کھاؤô1 یہ کہ تمہاg~ آپس کی gضا مند~ سے خرید zفرzخت ہوôlzgl پنے آ \ کو قتل نہ کرX z یقیناً lاللہ تعالیٰ تم پر نہایت مہرباy ہےôgzlجو شخص یہ (نافرما*V) سرکشی gzlظلم کر { گاô تو عنقریب ہم lk کو آ v میں داخل کریں گےôgzl یہ lاللہ پر آساy ہےX‘

lاللہ تعالیٰ نے خودکشی کرنے سے l فرمایا ہےôlzgzl ضح lلفاp میں بیاy کردیا ہے کہ جو شخص lپنی lf [پر lیسی i یادتی کر { گاôlk کے لیے lخرz~ ٹھکانا جہنم کی آ v ہےX نیز نبی a کی حدیث lk با [پر گوl} ہےôچنانچہ سیّدنا جند] b بیاy کرتے ہیں:

((قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ بِهِ جُرْحٌ فَجَزِعَ فَأَخَذَ سِكِّينًا فَحَزَّ بِهَا يَدَهُ فَمَا رَقَأَ

الدَّمُ حَتَّى مَاتَ ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ: بَادَرَنِی عَبْدِی بِنَفْسِهٖ حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ .)) ❶

l.lgسوwlاللہ a نے فرمایا: تم میں سے پہلے لوگوV میں سے lیک آدمی iخمی ہواz}تکلیف پر صبر نہ کر سکاôzgzlzgچھر~ سے lپنا ہاتھ کا ^ بیٹھاôلیکن خوy بند نہ ہونے کی zجہ سے جاy سے ہاتھ دھو بیٹھاôlاللہ تعالیٰ نے kl کے باg { میں فرمایا کہ میر { بند { نے lپنی جاy کے باg { میں مجھ سے جلد~ کی ôlلہٰذl میں نے kl پر جنت حرxlکر د~ ہےX'

lسی طرb"صحیح مسلم" کی lzgیت میں kl کی zضاحت lkطرb کی گئی ہےô klgzl کوسیّدنا lبو ہریر} b lzgیت کرتے ہیں:

((قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ U مَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِحَدِيدَةٍ فَحَدِيدَتُهٗ فِی يَدِهٖ يَتَوَجَّأُ بِهَا فِی بَطْنِهٖ فِی نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا ، وَمَنْ شَرِبَ سَمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَهُوَ يَتَحَسَّاهُ فِی نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ تَرَدّٰى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَهُوَ يَتَرَدّٰى فِی نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا .)) ❷

l.lآ \ a نے فرمایا: جس شخص نے lپنے آ \ کو تیز دھاg~ دlgآ لے کے ساتھ قتل کیا تو z} تیز دھاg~ دlgآ لہ lk کے ہاتھ میں ہوگاôlzgzمسلسل جہنم کی آ v میں lk کے ساتھ lپنے پیٹ کو چا u کرتا g ہے گاXlzgzجس شخص نے i ہر پی کر lپنے آ \ کو قتل کیا تو z} ہمیشہ ہمیشہ تک جہنم کی آ v میں i ہر ¥ g ہے گاô lzgجس نے کسی پہاh سے گر کر خودکشی کی تو z} lسی طرb جہنم کی آ v میں ہمیشہ

---

❶ صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ذکر عن بنی اسرائیل، رقم: ٣٤٦٣.

❷ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ان من قتل نفسه بشیء رقم: ١٠٩.

ہمیشہ کے لیے یہاh سے گر کر خودکشی کرتا gہے گاX‘

(89) دzسرVzکو دعو [عمل دیناgzlخود بدعمل ہونا:

یہ lایک lیسا عمل ہے جس سے بچنے zlلاzllتناy بہت خوl قسمت ہےô جو جیسی دعو [دیتا ہے zیسا ہی عمل کرتا ہےô لیکن lk کے برعکس دzسرVzکو دعو › عمل دیناôgzlzخود بے عمل gzlبدعمل ہوناôlzk کے باg { میں lاللہ تعالیٰ کا lgشاد ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝﴾ (الصف : ۲،۳)

lLLl { lیماyzلو! تم lیسی با [کیوV کہتے ہوô جس پر خود عمل نہیں کرتےô یہ با [lاللہ کو بہت ہی iیاد} ناپسند ہےô کہ تم z} با [کہو جس پر خود عمل نہیں کرتےX‘

lk آیت میں lاللہ تعالیٰ نے lیسے لوگوV پر ناپسندیدگی کا lظہاg کیا ہے جو کہ لوگوV کو تو دعو [عمل دیتے ہیںô لیکن خود lk سے محرxz ہوتے ہیںô gzl lسی کی مذمت میں نبی کریم a کی حدیث مباgکہ کچھ یوV ہے:

((يُـجَـاءُ بِـالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ فَتَنْدَلِقُ أَقْتَابُهُ فِي الـنَّارِ ، فَيَدُورُ كَمَا يَدُورُ الْحِمَارُ بِرَحَاهُ فَيَجْتَمِعُ أَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ فَيَـقُـولُـونَ: أَيْ فُلَانُ مَـا شَأْنُكَ؟ أَلَيْسَ كُنْتَ تَأْمُرُنَا بِالْمَعْرُوفِ وَتَـنْهَـانَـا عَنِ الْمُنْكَرِ؟ قَالَ: كُنْتُ آمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا آتِيهِ، وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَآتِيهِ.)) ❶

قیامت کے izg lیک آدمی لایا جائے گا lgzl سے آ v میں elلا جائے گاôlzk کی lنتڑیاV (پیٹ سے باہر) آ v میں ہوV گیô z} lپنی lنتڑیوV کو لیے lk طرb گھومے گا جس طرb گدھا (کولہوکی) چکی کے گرد گھومتا ہےô lz اہل جہنم lk

❶ صحيح بخاری كتاب بدء الخلق، باب صفة النار، رقم: ٣٢٦٧.

کے lgدگرد جمع ہو جا N گے gzl پوچھیں گے: l { فلاV! تمہاlg یہ حاW کیسے
ہوl? کیا تم ہمیں نیکی کا حکم کرتے تھےÔلیکن خود نیکی نہیں کرتے تھےÔہمیں برlئی
سے zg کتے تھےÔلیکن خود نہیں g کتے تھےX'

(90) لوگوV کے گھر Vz میں بلاl جاi [جھانکنا:

بغیرl جاi [کسی کے گھر تانک جھانک کرنا گنا}کا کاX ہےÔجیسا کہ l للہ تعالیٰ کا lg شاد ہے:

﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ؕ﴾ (النور: ٢٧)

lLL { lیماy lzلو! lپنے گھر Vz کے سوl gzl گھر Vz میں نہ جاؤ جب تک کہ
lجاi [نہ لے لوlzgzہاV کے g ہنے lzلوV کو سلاX نہ کر لوX'

kl آیت کریمہ سے ثابت ہوl کہ lجاi [لیے بغیر کسی کے گھر میں داخل ہونا جائز
نہیں ہےÔl جاi [لینا kl لیے ضرg~ ہے کہ بلاl جاi [داخلے میں گھر lzلوV کی (کسی بھی
طرb کی) بے پردگی کا lمکاy ہوتا ہےÔ یہی علت gسوl wللہ a کی kl حدیث میں
مذکوg ہے:

((اَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ فِیْ جُحْرٍ فِیْ بَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ U ، وَمَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ U مِدْرًى يَحُكُّ بِهٖ رَاْسَهٗ، فَلَمَّا رَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ U قَالَ: لَوْ اَعْلَمُ اَنَّكَ تَنْتَظِرُنِیْ لَطَعَنْتُ بِهٖ فِیْ عَيْنِكَ، وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ U : اِنَّمَا جُعِلَ الْاِذْنُ مِنْ اَجْلِ الْبَصَرِ.)) [1]

lLL یک شخص نے gسوl wللہ a کے دg lzi { کے سوlg c سے جھانکاÔl kl
zقت gسوl wللہ a کے ہاتھ میں lیک آلہ تھاÔجس کے ساتھ آ \ a
lپنا سر کھجاg ہے تھےÔ جب kl کو gسوl wللہ a نے دیکھاÔتو فرمایا: lگر مجھے

[1] صحیح مسلم، کتاب الادب، باب تحریم النظر فی بیت غیرہ، رقم: ٥٦٣٨.

علم ہوتا کہ تو مجھے دیکھ gہا ہےÔتو میں kl کو تیر~ آنکھوV میں چبھو دیتاÔ gسوw
lللہ a نے فرمایا: lجاi [کا حکم kl دیکھنے ہی کی zجہ سے تو مقرgکیا گیا ہےX'

پس گذشتہ آیت کی zضاحت نبی a کی kl حدیث مباgکہ سے ہوگئی ہے کہ گھرzV میں lجاi [لے کر داخل ہونے کا حکم صرs kl آ ç کے دیکھنے کی zجہ سے ہےÔ گویا کہ گھر میں جھانکنا kl گھر میں داخل ہونے کے مترlدs ہےgzlX پھر جو شخص lیسا کر { Ôتو lیسے آدمی کی آ çکوlگر پھوh دیا جائےÔتو نبی a کی حدیث کے مطابق kl کا شریعت میں کوئی قصاgzlmدیت نہیں ہےÔ کیوè گھرzV میں جھانکنا lیک بہت بڑ { فتنے کا باعث ہےÔgzl یہ فتنہ قتل سے بھی i یاد} سخت ہےÔkl لیے کہ kl فتنے کی zجہ سے گھر برباد ہوجاتے ہیںÔkl لیے نبی a نے گھرzV میں جھانکنے سے I فرمایا ہےÔlللہ ہمیں lیسے عملوV سے محفوp فرمائے جس سے lللہ تعالیٰ ناgln ہوجاتا ہےX آمین

(91) دzآدمیوV کا تیسر { آدمی کو چھوhکر سرگوشی کرنا:

یہ بھی lیک ™ گنا} ہےÔgzl شیطاy کے لیے gfیعہ فساد ہےÔجس کے gfیعے سے یہ مسلمانوV میں lختلاs Ô باہمی عدl [gzl بغض کے بیج بوتا ہےÔ مثاw کے طوg پر تین آدمیوV میں سے دzآدمی علیحدگی میں کوئی سرگوشی کرتے ہیںÔ خوl}z{ly کے فائد { کے لیے ہوÔلیکن شیطاy تیسر { آدمی کے دw میں zسوسہ eلتا ہے کہ شاید یہ میر { خلاs کوئی منصوبہ بناg ہے ہیںÔ zغیر}Ôlیسے خیالاe [gzl }z{ly کرwlرe پر حملہ آgzہوجاتا ہےÔlسی لیے نبی a X(نے klفعل سے I فرمایا ہےÔجیسا کہ سیّدنا عبدlللہ b سے مرz~ ہے:

((قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ U اِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الْآخَرِ حَتّٰى تَخْتَلِطُوا بِالنَّاسِ مِنْ اَجْلِ اَنْ يُّحْزِنَهُ .)) ❶

lgl gسوwlللہ a نے فرمایا: جب تم تین ہوتو تیسر { کے بغیر دzآپس میں

---

❶ صحيح مسلم، كتاب السلام، باب تحريم المناجات الاثنين، رقم: ٤٩٩٦ .

سرگوشی نہ کرÔzتا آ ègzlلوv آ جا N Ô کیوè lیسا کرناÔ یعنی دzآ دمیوV کا علیحد}ہوکرمشوg}کرناlk تیسر { آ دمی کوغمزد}کرنے کا باعث ہےX'

لہٰذl حدیث t~ a سے lk کی حرمت lzضح ہوگئی ہےÔ لہٰذl کسی بھی محفل میں جب تین آ دمی ہوVتو lیسی سرگوشی کرنا سخت I ہےÔحتیٰ کہ lkمحفل میں تعدlدتین سے بڑ| جائےX

(92) فحاشی zعریانی پر مبنی فلمیں دیکھنا:

نبی x) a کی حدیث مباgکہ ہے:

((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ U قَالَ لا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ، وَلا الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ، وَلَا يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِي ثَوْبٍ وَّاحِدٍ، وَّلا تُفْضِي الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ.)) [1]

lیقیناًgسوwl اللہ a نے فرمایا: مرد مرد کے ستر (شرمگا}) کو نہ دیکھےÔ gzl عوg [عوg [کے ستر (شرمگا}) کو نہ دیکھےÔ gzlمرد مرد کے ساتھ بر ^ lیک کپڑ { میں نہ لیٹےÔgzlنہ عوg [عوg [کے ساتھlیک کپڑ { میں بر ^ لیٹےX'

lk حدیث مباgکہ میں lللہ کے نبی J نے مردzعوg [کوlیک lیسا lصوw بتایا ہےÔ جس کی zجہ سے z}بہت سی lیسی بڑlئیوVgzl گنا ہوV سے بچ سکتے ہیںXجن کی zجہ سے z} ہمیشہ کے عذl] میں مبتلا ہو سکتے ہیںÔتو lk حدیث میں lللہ کے نبی a نے مرد کو مرد کی شرمگا}gzlعوg [کوعوg [کی شرمگا} دیکھنے سے I کیا ہےÔلیکن مرد کے لیے غیر محرxعوg [کے سرتا پاؤVکسی بھی حصے کی طرs دیکھنا جائز نہیں ہےÔlسی طرb ہماg { معاشر { میں پیش کیے جانے zlلے lgeمےgzlفلمیں Ôyl میں lk چیز کا خصوصاً lہتماx ہوتا ہےÔمرد کے سامنے عوg [بے پرد}gzlآدھی سے iیاد} بر ^ ہوتی ہےÔgzlyI V میں lیسا کردlglد

[1] صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب تحريم العو الى الصورات، رقم: ٧٦٨.

کیا جا تا ہےÔجس سے نو جوlyl± خواl}مرد ہو یا عوg [z}شہو [سے ¦] ہو کر zہی کچھ کرتے ہیں جوlنہوV نے دیکھا ہوتا ہےklX لیے حدیث t~ a میں سَتر دیکھنے کی مما Æ ہےXylgzl کا بر ^ ہو کر مرد Vz کے ساتھ خلو [نشینی gzl بدکردl~g کا lظہاg کرنا Ô z}توkl سے بھی ™ جرx ہےXlgzlیسی عوgتوgzlVمردVz کو جوlپنے ستر کی حفاظت نہیں کرتےÔyl کےlنہی l ¡ ٧ پر جہنم کی آ v لگائی جائے گیÔظاہرlاتو دیکھنےlzلوV کے لیے لذ [بھرlمنظر ہوتا ہےÔلیکن lخرz~ عذl] کے مقابلہ میں یہ lنتہائی گھٹیاlgzlشرxنا u فعل ہوتا ہےX

(93) Ç lzلد کی بجائے کسی دzسر { کی طرs نسبت کرنا:

کچھ لوv gسی کا غذl [میں جھوٹے lنسا] کا lندgl ` کرl لیتے ہیں gzl کچھ لوv lیسا kl لیے کرتے ہیں کہ lyl کے با \ نے lنہیں بچپن ہی میں چھوh دیا ہوتا ہےÔlلہذl z} ناglضگی gzlÐ [جتانے کے لیے lپنی zلدیت بد lewلتے ہیںÔجبکہ یہ سب حرlx ہےklgzl کا x کی حرمت شریعت میں zgld ہوئی ہےÔحتیٰ کہ جو شخص lیسا کرتا ہےÔkl پر جنت حرlx ہو جاتی ہےXچنانچہ نبی gحمت a نے فرمایا:

((مَنِ ادَّعیٰ اِلیٰ غَیْرِ اَبِیْهِ وَهُوَ یَعْلَمُ فَالْجَنَّةُ عَلَیْهِ حَرَامٌ.)) ❶

lاجو شخص lپنے Ç با \ کی بجائے دzسر { کی طرs منسو] ہوÔlgzl سے kl

با [کا علم بھی ہو تو kl پر جنت حرlx ہےX'

ہر z} چیز جو © ناموV میں جھو ^ پر مشتمل ہو شریعت نے lسے حرlx قرgld دیا ہےÔ بعض لوv lپنی بیو~ سے لڑlئی جھگڑl کرتے کرتے kl حد تک پہنچ جاتے ہیں کہ kl پر i نا کی تہمت لگا کر بلاشبو [lپنے بچے کو zلدlلزنا (i نا کی zجہ سے جنم لینے lzلے بچے کو کہتے ہیں) قرgld { کرlkl سے کنا}gکشی lختیاg کر لیتے ہیںÔحالا è}z بچہlنہی کے فرl l (بستر) پر جنم

❶ صحیح بخاری، کتاب المغازی، رقم: ٤٣٣٦، ٤٣٢٧.

لیتا ہے۔ ایسے ہی بعض بیویاں اپنے خاوند کے ساتھ خیانت کا ارتکاب کرتی ہیں کہ غلط طریقے سے حاملہ ہو کر اس بچے کو اپنے شوہر کی طرف منسوب کر دیتی ہیں حالانکہ شوہر کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ ایسے گھناؤنے فعل کی شریعت میں پر زور مذمت اور بڑی شدید وعید بیان کی ہے۔

(94) بالوں کو سیاہ خضاب لگانا:

بالوں کو سیاہ خضاب لگانے کے بارے میں صحیح اور راجح بات یہی ہے کہ یہ حرام ہے کیونکہ نبی ﷺ کی حدیث میں اس فعل کو کرنے کی زبردست وعید آئی ہے۔ فرمان نبوی ﷺ ہے:

((یَکُونُ قَوْمٌ یَخْضِبُونَ فِی آخِرِ الزَّمَانِ بِالسَّوَادِ کَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ، لَا یَرِیْحُونَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ.)) [1]

''آخر زمانے میں ایسے لوگ آئیں گے جو کالے رنگ کا خضاب استعمال کریں گے جس کی کیفیت کبوتر کے پیٹ کی مانند ہوگی۔ یہ لوگ جنت کی خوشبو نہیں پاسکیں گے۔''

تو مذکورہ بالا حدیث میں سیاہ خضاب استعمال کرنے کی ممانعت اور شدید وعید ہے کہ ایسا کرنے والے لوگ جنت کی خوشبو بھی نہیں پاسکیں گے۔ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ابوقحافہ کو جب فتح مکہ کے دن نبی ﷺ کے پاس لایا گیا جبکہ ان کا سر اور داڑھی شدید بیاض (سخت سفید ہونے) کی وجہ سے ثغامہ بوٹی'' کی طرح ہو رہی تھی تو نبی ﷺ نے فرمایا:

((غَیِّرُوْا هٰذَا بِشَیءٍ وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ.)) [2]

---

[1] سنن ابی داؤد، باب ماجاء فی خضاب السواد، رقم: ٤٢١٢۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب استحباب خضاب الشیب، رقم: ٥٥٠٩۔

اٰاٰبالوVکیkl سفید~کو بدلوgzlôسیا}gنگ کےlستعماw سے بچوX'

(95) خوبصوgتی کے لیے چہر{ کے باwlکھاhنا:

خوبصوgتی کے لیے باwl کھاhناôخوl}مرد ہو یاعوg[ôیہlیسا کاx ہے جس کے کرنے zlلے کوملعوyقرlgدیا گیا ہےôکیوèیہ تخلیق خدlzند~کوتبدیل کرنے کے مترlدs ہےgzlôجواللہ کی خلقت میں تبد~کرتا ہےôگویا کہz}شرlکت کاlعترlsکرتا ہےklô لیے نبیlکرx a نےklفعل سےl فرمایا ہےôجیسا کہ نبی(x a کی حدیث ہے:

((قَـالَ لَـعَـنَ الـلّٰـهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ ، وَالنَّامِصَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ)) [1]

lٰاٰاللہ تعالیٰ نے خوبصوgتی کے لیےجسم میں gنگ بھرنے zبھرlzنے zlلی پر باw lکھاhنے zl کھڑlzنے zlلی پرlgzlدlنتوV میں فاصلہ کرنے zlلی پرلعنت کی ہےô جوlاللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبد~کرتی ہیںX'

توlk حدیث مباgکہ سے مزید دz باتوVکا بھی علم ہوl کہ جسم کے کسی بھی حصے پرخوl}چہر}ہو یا باiyzlôyl میں خوبصوgتی کے لیے gنگ بھرنا بھی ملعوyکاx ہےôlgzlسی طرb دlنتوV میں فاصلہ کرzlنا یہ بھی ملعوyکاx ہےô جولوv خوبصوgتی کے لیےlیسا کریں z}kl گنا}gzlلعنت کا مصدlt ہیںXlgzlسی طرb چہر{ کے باwlکھاhنا یاlکھڑzlنا یہ بھی قابل مذمت فعل ہےôتو جوآدمیlیسا کاx کرتا ہےôz}بھی gzl جوکرzlتا ہےôz}بھی خوl}مرد ہو یا عوg[z}نبی کائنا[a کی لعنت کا مستحق ہےôجس پر نبی کائنا[کی لعنت ہوôkl پر ساg{فرشتوVکی لعنت ہےgzlپھرخودg]lلعالمین کیlیسےلوگوV پرلعنت ہےX

جو با[تھی حق کی z} دے~ میں نے بتا
kl یہ عمل کرنا نہ کرنا تیرl کاx ہے

---

[1] صحيح مسلم، كتاب اللباس، باب تحريم الواصلة والمستوصلة، رقم: ٥٥٧٣.

(96) داhlھی کا منڈl t lhlنا:

داhlھی gکھنا فرn lgzlسنت t~ a ہےX جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن عمر b سے مرz~ ہےz0} کہتے ہیں کہgسوlwاللہ a نے فرمایا:

((أَحْفُوْا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوْا اللُّحىٰ .)) ❶

ٍ''داhlھیوVکو معاs کر دz0(بڑھاؤ) lgzlمونچھیں کترzlzوX'

lgzlk سے اگلی حدیث میں نبی a یوlgVشاد فرماتے ہیں:

((جُزُّوا الشَّوَارِبَ ، وَأَرْخُوا اللُّحٰی ، خَالِفُوا الْمَجُوسَ)) ❷

''مونچھوV کو کاٹو0 lgzداhlھیوV کو کھلا چھوhدz (مراد مت کاٹو) lgzlمجوسیوV (یاgسیوV) کی مخالفت کرzX'

lk با [کی مزید zضاحت کے لیے ایک lgzحدیث t~ J پیش خدمت ہےX جو کہ سیّدنا ابو ہریر} b سے مرz~ ہے0 کہتے ہیں کہgسوlwاللہ a نے فرمایا:

((الْفِطْرَةُ خَمْسٌ أَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: الْخِتَانُ، وَالِاسْتِحْدَادُ ، وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ ، وَنَتْفُ الْإِبِطِ ، وَقَصُّ الشَّارِبِ .)) ❸

''پانچ چیزیں0(فطر [ ) سنت ہیں: ختنہ کرنا0 iیرنا s باwصاs کرنا0 ناخن کاٹنا0 بغل کے باwنوچنا lgzموچھیں ترشوانا X'

یہاV فطر [سے مراد سنت ہے0 lgzیہاV فطر [کا لفظ استعماw کر کے اشا}g کیا گیا ہے کہ یہ پانچوV چیزیں ایسی ہیں کہ اyپر پہلے انبیاY h کا بھی عمل تھا0 lgzاسی طرb پہلے انبیاY میں موچھیں کترzنے lgzداhlھی بڑھانے کا طر i تھا0 l [گذشتہ احادیث lgzlk حدیث کی gzشنی میں ثابت ہوا کہ موچھیں کترzنا0 lgzداhlھی بڑھانا تماx انبیاY h کی

❶ صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب فضل الفطرة، رقم: ٦٠٠.

❷ صحيح مسلم، كتاب الطهارة، رقم: ٢٦٠.

❸ صحيح مسلم، كتاب،رقم: ٢٥١.

سنت ہےXgzlX جولوv سنت سمجھ کر دhlاھی g کھتے ہیں تو z}lنبیاY h کی سنت پر عمل کرتے ہیں XgzlX جولو v دhlاھی کا منڈ l t lhl تے ہیں zô}lایک سنت کا منڈ l t lhl تے ہیں gzlسنت بھی z} جو کہ تماx lنبیاY R کی سنت تھیô تو l [آ \ خود ہی lیسے آدمی کے باg { میں فیصلہ کریں کہ جو lنبیاY R کی سنت کا منڈ l t lhl تا ہےô کیا lسے یہ حق پہنچتا ہے کہ z}lنبیاY R کی سنت کا منڈ l t lhl ئے z} تو پر لے دg جے کا جاہل gzl بےzتو s آدمی ہے جو lنبیاY کی سنت کا منڈ l t lhl تا ہےzlX اللہ تعالیٰ lیسے لوگوV کو ہدlیت نصیب فرمائےX

(97) پیشا] کے # V سے نہ بچنا:

پیشا] کے قطر { یا چھینٹے کپڑVz پر پڑ جانے کی zجہ سے بھی lنسا y سزl کا مستحق ہو جاتا ہےôgzl عذl] میں مبتلا کیا جاتا ہےô جیسا عبدlللہ بن عباk b بیاy کرتے ہیں:

((مَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ U عَلٰى قَبْرَيْنِ فَقَالَ: أَمَا إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ .)) [1]

lLgw اللہ a دzقبرVz کے قریب سے گزg { ô z} دzنوV قبر zlلے قبر میں عذl] دیے جاg ہے تھےgzl عذl] بھی کسی بڑ { (گنا}) کی zجہ سے نہیں دیے جاg ہا تھاy l دzنوV میں سے lیک چغلی کرتا تھاgzl دzسرzl اپنے پیشا] سے نہیں بچتا تھاX'

lماx بخاg~ k نے lپنی صحیح میں lk حدیث پر با] قائم کیا ہے: "بَابُ مِنَ الْكَبَائِرِ اَنْ لَا يُسْتَتِرَ فِي بَوْلِهِ" llبا] lk باg { میں کہ پیشا] کے # V سے نہ بچنا کبیر} گنا} ہےX'

gzlایک دzسر~ حدیث میں lk کے باg { میں نبی a سے یوV منقوw ہے:

((عَامَّةُ عَذَابِ القَبْرِ مِنَ الْبَوْلِ ، فَتَنَزَّهُوَا مِنَ الْبَوْلِ .)) [2]

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الطهاره، باب الدليل على نجاسة البول، رقم: ٢٩٢.

[2] سنن دارقطني، كتاب الطهاره، باب نجاسة البول، رقم: ١٢٨/١ـ مستدرك حاكم: ١٨٣/١، رقم: ٦٨٠ـ حاکم نے lسے ''صحیح'' کہا ہےX

ااپیشا] سے بچو کیوè قبر کا عاxعذl] پیشا] کی zجہ سے ہےX'

zgzlللہ تعالیٰ lپنے پیغمبر J کو قرآ y مجید میں حکم دیا کہ:

﴿وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝﴾ (مدثر : ٤)

ااzgzlپنے کپڑ { پا u gکھوX'

lللہ تعالیٰ کا lپنے پیغمبر Vz کو بھی یہی حکم تھا zgzlمتبوV کے لیے بھی پا u gہنے کا حکم ہےô تو جو lk کی مخالفت کرتا ہے خصوصاً پیشا] کے معاملے میں lحتیاo نہیں کرتاô تو lیسے لوگوV پر قبر سے ہی عذl] شرqz ہو جاتا ہےô لہذl ہمیں lk معاملہ میں lحتیاo کرنی چاہیےX

(98) قبرVz پر بیٹھناô قبرVz کو zgندنا zgzlقبرستاy میں قضائے حاجت کرنا:

قبرVz پر بیٹھناô قبرVz کو zgندنا zgzlô قبرستاy میں قضائے حاجت کرنا شرعاً ناجائز ہےX

قبر پر بیٹھنے کے باg { میں نبی a یوVlgشاد فرماتے ہیں:

((لَاَنْ يَّـجْـلِـسَ اَحُدُكُمْ عَلٰى جَمْرَةٍ تَحْرِقُـهُ، خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّجْلِسَ عَلٰى قَبْرٍ .)) ❶

ااکوئی شخص آ v کےlنگاg { پر بیٹھے جو lk کے کپڑVz کو جلاتا ہو lکھاw تک جا پہنچےô تو یہ lk کے لیے کسی قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہےX'

تو lk حدیث مباgکہ سے zlضح ہو گیا کہ قبر پر بیٹھنا مشرqz نہیں ہےX lgzlk کو نبی a نے lk lندlز میں بیاy فرمایا کہ جس طرb کوئی شخص آ v کےlنگاg { پر بیٹھنا پسند نہیں کرتاô zیسے ہی قبر پر بیٹھنا بھی پسند نہیں کرتاX lgzlسی طرb قبرVz کو zgندنے کے باg { میں نبی (x a lgشاد فرماتے ہیں:

❶ سنن ابن ماجه، باب في ماجاء عن المشي على القبور والجلوس عليها، رقم: ١٥٦٦ ۔ علامہ lلبانی gحمہ اللہ نے lسے اا صحیح'' کہا ہےX

((لأن أَمْشِيْ عَلىٰ جَمْرَةٍ أَوْ سَيْفٍ، أَوْ أَخْصِفَ نَعْلِيْ بِرِجْلِيْ، اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ أَنْ أَمْشِيْ عَلىٰ قَبَرِ مُسْلِمٍ.)) [1]

llمیں آ v کےlنگاVzgیا تلوlgکی دھاg پر چلوVیاl اپنے جوتے کو پاؤV کے ساتھ سی لوVô یہ سب کچھ میر { لیے کسی مسلماyکی قبر پر چلنے سے بہتر ہےX'

قبرVzکوzgوندناlgzقبرVzمیں مدفوyمیتوVکاlحترxlنہ کرناklô باg { میں صاs lلفاp کے ساتھ zضاحت کرد~ گئی ہے کہ کسی بھی مسلماyکی قبر کوzgوندناlôk کی تحقیر کرنا دgست نہیں ہےô کیوè نبی)x a نےlیسا کاxکرنے کو آ v پر چلنے یا تلوlgکی دھاg پر چلنے یاlپنے جوتوVکوlپنے پاؤVکے ساتھ سینے سے تشبیہ د { کر یہی سمجھانا چاہا ہے کہlیسا فعل کرنا حرxlہےôتوl] z}لوv جو قبرستاyکی iمین پر قبضہ کر لیتے ہیںklgzlô پر تجاgتی یاgہا› پرz بنا کر بیٹھ جاتے ہیںzô}کس قدgقبرستاyکےlحترxlکو پاماwکرتے ہیںXgzlپھرlyلوگوVکا کیاl xہوگا جو کہ پیغمبر کائنا [a کی حدیثyzlgzlکے عمل کے ہوتے ہوئےlیسا شنیع فعل سرl x دیتے ہیںXzgzl}لوv جو کہ قبرستاyمیں کچرl پھینکتے ہیں یا قضائے حاجت کرتے ہیںôتو یہ بھی قبرستاyکےlحترxlکے خلاs ہےôlk کے باg { میں نبی)x a lgشاد فرماتے ہیں:

((وَمَا أُبَالِي أَوَسْطَ الْقُبُورِ قَضَيْتُ حَاجَتِي، أَوْ وَسْطَ السُّوقِ)) [2]

llمیرlkطرb قضاYحاجت کرنا قبرVzکے دgمیاyہےô یا باiglکے zسط میںX'

(99) عوgتوVکا باg یکô تنگ lgzچھوٹا لباk پہننا:

آ ` کے دgzمیںlسلاxlدشمنوVنے ہماg { خلاs بہت سے محاf جنگ کھوgwکھے ہیںyôlمیں سےlیک محاf کپڑVzکے نت نئے فیشنوVegzlیزlئنوVکا ہےôlk کے علاz}

---

[1] سنن ابن ماجه، کتاب الجنائز، رقم: ١٥٦٧۔ علامہlلبانی gحمہ اللہ نےlسے llصحیح'' کہا ہےX

[2] سنن ابن ماجه، کتاب ایضا، رقم: ١٥٦٧۔lلبانی gحمہ اللہ نےlسے llصحیح'' کہا ہےX

چھوٹاÔ باg یکÔ شفا s lgzتنگ لباk جو کہ بے پردگی z بے حیائی کا باعث ہےÔ لیکن ہماg {
معاشر { کی ما N lgzہنیں سمجھ بوجھ کے باz جو دفیشن lgz بے حیائی کو فرz r دیتی ہیںÔ لیکن
lk سلسلہ میں نبی کائنا] a کی lایک حدیث ہےÔ جس میں سخت zعید ہےÔ چنانچہ سیّدنا
lبو ہریر} b سے مرz~ ہے کہ gسوwlاللہ a نے lgشاد فرمایا:

((صِـنْـفَـانِ مِـنْ اَهْلِ النَّارِ لَمْ اَرَهُمَا قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَاَذْنَابِ الْبَـقَـرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ ، وَنِسَآءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَـائِلَاتٌ رُؤُسُهُـنَّ كَـاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ ، وَلَا يَـجِـدْنَ رِيـحَهَــا ، وَاِنَّ رِيـحَهَــا لَيُـوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا .)) ❶

lامیر~ lمت کے دzقسم کے lفرlد lیسے ہیںÔ جو کہ جہنمی ہیںÔ جنہیں میں lبھی تک نہیں دیکھ سکاÔ یعنی z} lبھی تک ظاہر نہیں ہوئے lیک z} جن کے ہاتھوV میں گائے کی دموV کی طرb کوh { ہوV گےÔ جنہیں z} لوگوV پر برسایا کریں گےÔ دzسر~ z} عوgتیں ہیں جنہوV نے لباk تو پہنا ہوگاÔ لیکن لباk پہننے کے باz جو دننگی ہوV گیÔ مردzV کو lپنی طرs مائل کرنے zlلی ہوV گی lgzخود مردzV کی طرs مائل ہونے zlلی ہوV گیÔ lyکے سرD گردنوV zlلی lzنٹیوV کی کوہانوV کی ما # ہوV گےÔ یہ عوgتیں جنت میں داخل نہیں ہوسکیں گیÔ بلکہ جنت کی خوشبو تک نہ پاسکیں گیÔ حالاè جنت کی خوشبو سالہا ساwV کی مسافت کی دzgz~ سے محسوk ہوجائے گیX'

lk حدیث میں بھی lyعوgتوV کا f کر کیا گیا ہے X جو کہ لباk کی کٹنگÔ lkکی فٹنگ lgzlk کے باg یک ہونے کوÔ جس سے جسم ظاہر ہوتا ہےÔ فیشن سمجھتی ہیں lX یسا لباk پہننے

❶ صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب النساء الکاسیات، رقم: ۵۵۸۲.

zlلی عوgتیں ہوVگی ôسر پر کیا گلے میں بھی ze پٹہ نہیں Xlاپنے بالوVکی بناz^ôlk کی کٹنگ gzlفیشن کےgfیعے سے غیر مردVzکو lپنی طرs lgغب کرتی ہیں Xجس کے ضمن میں {z lیسے lیسے گنا ہوVکی مرتکب ہوجاتی ہیں Xجس کا تذکر} نبی (x J نے lیک حدیث مباgکہ میں فرمایا کہ lیسے مردlgzlعوgتیں جو کہ د* کے lندig نا کرتے تھے قیامت lzلے دy {zجھنم میں ننگے کر کے lلٹے لٹکا دیئے جا N گےôlgzlyکی چیخ zپکاg سنےlzلا بھی کوئی نہیں ہو گا Xlgzپھر نبی (x a فرماتے ہیں کہ lیسی صفا [سے متصف عوgتیں جنت میں کیا داخل ہوVگی ô جنت کی خوشبو بھی نہ پاسکیں گی ô جبکہ lk کی خوشبو دgzدgzتک پھیلی ہو گی جس کا lنسا yتصوgبھی نہیں کرسکتا X

l [آ \ خود فیصلہ کریں کہ {zکوyسی lیسی ماVgzlبہن ہے جو جنت کی بجائے جہنم کو پسند کرتی ہے Xسکھ کے بجائے دکھ کو پسند کرتی ہے xÅlX کی بجائے fلت کو پسند کرتی ہے X ہدlیت کی بجائے ضلالت کو پسند کرتی ہے Xد* کی ہر چیز عاgضی lgzفنا ہونے lzلی ہے Xد* کی 50یا60 ساw کی iندگی گزgہی جائے گی ôلیکن lصل با [تو آخر [کی iندگی کی ہے جو کہ نہ ختم ہونے lzلی lgzlk کی نعمتیں بھی عیر p ہی lgzلاiwlzیں lgzlkکی سزlN بھی ہمیشہ gہنےlzلی ہیں Xlk لئے د* کی بجائے آخر [کو پسند فرما N X

(100) مردVzکا عوgتوgzlعوgتوVکی Vzکا مردVzکی مشابہت lختیاgکرنا:

فطر [lلٰہی کا تقاضا یہ ہے کہ مرد lپنی مردانگی کی حفاظت کر { ôlgzعوg [lپنی ² l±ٹ کی حفاظت کر { ôجو لوv lللہ کی lkفطر [میں تبد~ کرنا چاہتے ہیں ôخوl}مرد ہو یا عوgتیں ô lیسے لوvکبیر} گنا} کا lgتکا] کرتے ہیں Xجیسا کہ سیّدنا عبدlللہ بن عباk d سے مرz~ ہے:

((لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ U اَلْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ)) ❶

❶ صحيح بخاري، كتاب للباس ، باب المتشبهين بالنساء، رقم: ٥٨٨٥.

lIgوسwlاللہ a نےعوgتوVکی مشابہت lختیاgکرنے zlلے مردVzپرgzlÔ مردVzکی مشابہت lختیاgکرنے zlلی عوgتوVپرلعنت فرمائی ہےX'

lیک دzسر~ حدیث میںlkکی مزیدzضاحت یوVآئی ہے:

((لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ U الرَّجُلَ يَلْبَسُ لُبْسَةَ المَرأَةِ، وَالْمَرأَةَ تَلْبِسُ لُبْسَةَ الرَّجُلِ)) ❶

lIlاللہ تعالیٰ کےgسوw a نےlیسے مرد پرلعنت کی جوعوgتوVzlلالباkپہنتا ہےgzlÔlیسی عوg [پربھی لعنت کی جومردVzlلالباkپہنتی ہےX'

یہ مشابہت خوl}باwکٹوlنے میں ہو یا لباkپہننے میں ہوÔجیسا کہ مردعوgتوVجیسے باw gکھ لیتے ہیںgzlÔعوgتیں مردVzجیسے بالوVکی کٹنگ کرzlلیتی ہیں Xجبکہ عوgتوVکے لیے باwکٹوlنا شرعاً حرlxہےÔلیکن حج کے موقعہ پرlاللہ کا حکم خاmہےkzlÔکے علاz}کسی طر j سے بھی عوg [lپنے بالوVکی کٹنگ نہیں کرzlسکتیXlیک gzlحدیث lkفعل کی قباحت کو zlضح کرتی ہے:

((لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ U الْمُخَنَّثِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلاتِ مِنَ النِّسَاءِ)) ❷

lIgوسwlاللہ a نےylمردVzپر جومخنث بنتے ہیںgzlÔyعوgتوVپر جو مرد بننے کی کوشش کرتی ہیںÔلعنت فرمائی ہےX'

(101) عوg [کا خوشبو لگا کر باہر نکلنا:

عوgتوVکا خوشبو لگا کر گھر سے باہر نکلنا شرعاً حرlxہےgzlÔجوعوgتیں lیسا کاxکرتی ہیںylÔکے باg { میں نبی (x a فرماتے ہیں:

---

❶ سنن ابی داؤد، باب فی لباس النساء، رقم: ٤٠٩٨۔ علامہlلبانیgحمہlاللہ نےlسےlا صحیح'' کہا ہےX

❷ صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب اخراج المتشبهين بالنساء، رقم: ٥٨٨٦.

((اَيُّمَا امْرَأَةٍ اِسْتَعْطَرَتْ ثُمَّ مَرَّتْ عَلَى الْقَوْمِ لِيَجِدُوْا رِيْحَهَا فَهِيَ زَانِيَةٌ .)) ❶

lاجوعوg [عطرlستعماwکر { ôپھرلوگوVکے پاk سے گزg { تاکہ z}lk کی خوشبو کو پالیں تو z}il6 ہےX'

تو lیسی عوgتیں جو خوشبو لگا کر گھر سے باہر سکوwz کالج میں جاتے zقت ô باgli سے سوداl سلف لینے کے لیے جاتے zقت ô سفر کرتے zقت یا جب بھی عوg [گھر سے باہر نکلے گی lk حالت میں تو z}عوg [l6i ہے ôlk پر شریعت نے li6 کا حکم لگا دیا ہےX

(102) عوg [کا محرX کے بغیر سفر کرنا:

عوg [کا lپنے محرx کے بغیر سفر کرنا شرعاً ممنوq حرlzx ہے X جیسا کہ نبی x(a کی حدیث مباgکہ ہےX سیّدنا lبو ہریر} b سے مرz~ ہے کہ gسوlwاللہ a نے فرمایا:

((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُسَافِرُ مَسِيرَةَ يَوْمٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ)) ❷

lاکسی بھی lیسی عوg [کے لیے جو کہ lاللہ lgzآخر [کے دy پر lیماyg رکھتی ہے ô lk کے لیے lیک دy lgzlیک lg [جتنی مسافت کا سفر کرنا حلاw(جائز) نہیں ہے ô1 یہ کہ lk کے ساتھ lk کا محرx ہوX'

lسی طرb lیک lgz حدیث مباgکہ میں lk کی zضاحت نبی a کی li باyl قدk سے یوV ہوئی ہے:

lاکسی بھی lیسی عوg [کے لیے جو کہ lاللہ پر lgzآخر [کے دy پر lیماyg رکھتی ہے lk کے لیے تین دy یا lk سے il ئد سفر حلاw(جائز) نہیں ہے 1 یہ کہ

❶ مسند احمد: ٤/ ٤١٤، رقم: ١٧٩١١ ۔ شیخ شعیب نے lسے lاجید lلإ سناد' کہا ہےX
❷ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب سفر المرأة مع محرم، رقم: ٣٢٦٨ .

kl کے ساتھ lسکا zlلد ہوÔ یا lkl کا بیٹاÔ یا lسکا خاzند ہو یا lkl کا بھائی ہوÔ یا کوئی بھی محرxم ہوX‘ ❶

مذکوg} بالا lyl دzنوV حدیثوV سے ¥x ہوl کہ عوg[lپنے محرx کے بغیر کہیں بھی سفر نہیں کر سکتیXgzlX مزید یہ کہ جس مرد سے lسکا نکاb شرعاً جائز نہیں ہےÔ lkl}z کا محرx ہےÔ شریعت کے lیسے باعز[lgzنہر~ lصوw ہیں کہ lگر ہم lyl پر عمل کریں تو بہت سے فتنوV gzlفساد سے محفوp}g سکتے ہیںX

(103) مردzعوg[کا ¡ عی باWلگوlنا:

مردzعوg[کا ¡ عی باwلگوlنا شرعاً ممنوq ہےÔ چنانچہ سیّد}l سماY بنت lبی بکر c سے مرz~:

((جَآئَتِ امْرَاَةٌ اِلَی النَّبِیِّ U فَقَالَتْ: یَا رَسُولَ اللّٰہِ! اِنَّ لِی ابْنَةً عُرَیِّسًا اَصَابَتْہَا حَصْبَةٌ فَتَمَرَّقَ شَعْرُھَا اَفَاَصِلُہٗ ؟ فَقَالَ: لَعَنَ اللّٰہُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ)) ❷

lیک عوg[نبی a کے پاk آئیÔ lgzعرn کرنے لگی کہ میر~ بیٹی کی شاد~ ہےÔ lgz بیماg~ کی zجہ سے lk کے باw جھڑ گئے ہیں Ô کیا lkl کو ¡ عی باw لگا دzV؟ تو gسوwlللہ a نے فرمایا: lللہ تعالیٰ نے (¡ عی باw) لگانے zlلی lgzلگوlنے zlلی پر لعنت کی ہےX‘

(104) بغیر عذg کے خاzند کا بستر ترu کرنا:

lنسانy خطاؤV کا پتلا ہےÔ بسا lzقا[lkl سے lیسا فیصلہ ہو جاتا ہےÔ جس کی zجہ سے میاV بیو~ کا lختلاs ہو جاتا ہےX یا کوئی lیسی با[ہو جائے جو کہ ناglضگی کا باعث ہو تو

❶ صحیح مسلم، کتاب الحج، رقم: ۳۲۷۰.

❷ صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب تحریم فصل الواصلة المستوصلة، رقم: ۵۵٦٥.

lیسی حالت میں بھی عوg [کوlپنے خاZند کے تابع gہنا چاہیےÔzgzlk کی با [ماننے سے lنکاgنہیں کرنا چاہیےÔzgzl بالخصmlگر خاZند عوg [کو بستر پر بلائےÔzgzl} نہ جائے تو lیسی عوgتوV کے باg { میں نبی کریم a lgشاد فرماتے ہیں:

((إِذَا دَعَـا الـرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ)) ❶

lاجب شوہرlپنی بیو~ کوlپنے بستر پر بلائےÔzgzl}lنکاgکرد { شوہر}zgzlÔ [lg بھرناgnlg ہے تو صبح ہونے تک فرشتےlk عوg [پرلعنت بھیجتےgہتے ہیںX'

lپنے خاZند کے بلانے پرlk کے بستر پرنہیں جاتیںÔتوlیسی عوgتوV پرlللہ کے فرشتے ساg~ lg [لعنتیں برساتےgہتے ہیںÔgzlجبکہlk معاملہ میں نبی (x a کافرماyیوV ہے:

((اِذَا دَعَـا الـرَّجُـلُ اِمْـرَأَتَهُ اِلَى فِرَاشِهِ فَلْتَجِب وَاِنْ كَانَتْ عَلَى ظَهْرٍ قَتَبٍ.)) ❷

lاجب شوہرlپنی بیو~ کوlپنے بستر پر بلائے توz}فوglقبوw کر لےخواl}z} بیو~ zنٹ پرسوlgکیوV نہ ہوX'

(105) بلا عذgشرعی عوg [کا طلا t مانگنا:

طلا t یہlیک lیسا مسئلہ ہے جس کوشریعت نے ناپسند کیا ہےÔ کیوlk è کی zجہ سے بڑ { بڑ { فساد بپا ہوتے ہیںX خاندlyٹو ^ پھو ^ جاتے ہیں بچے دھکےgدیئے جاتے ہیںÔلیکن lk zقت عوg [lgzlمرد دzنوV ندامت lgzl پریشانی کا شکاgہوتے ہیںXلیکن lk zقت lسکا کوئی حل نہیں ہوتاXlنہی zجوہا [کی بناY پر نبی کریم a نے بلا عذgطلا t طلب کرنے zlلی عوg [کے باg { میں فرمایا:

❶ صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب اذا باتت المرأة مهاجرة فراش زوجها، رقم: ٥١٩٣.

❷ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ٥٣٣.

((عَنْ ثَوْبَانَ B مَرْفُوعاً: اَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا الطَّلَاقَ مِنْ غَيْرِ مَا بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ)) [1]

lاسیّدنا ثوباy b سے مرفوعاً مرz~ ہے کہ gسوwlاللہ a نے فرمایا: جوعوg [lپنے شوہر سے بلاzجہ طلا t طلب کر { kl پر جنت کی خوشبو حرxl ہے X‘

نبی کا ئنا [J کی lیک gzlحدیث پیش خدمت ہے:

((عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ B مَرْفُوعًا: اِنَّ الْمُخْتَلِفَاتِ وَالْمُنْتَزِعَاتِ هُنَّ الْمَنَافِقَاتِ)) [2]

lاسیّدنا عقبہ بن عامر b سے مرz~ ہے کہ gسوwlاللہ a نے فرمایا: بلاzجہ خلع lgzطلا t کا مطالبہ کرنے zlلی gzlجھگڑlلو عوgتیں منافق ہیں X‘

مذکوg}بالا دzنوV حدیثوV سے zlضح ہوگیا کہ lگر عوg [بلاzجہ طلا t مانگے تو lیسی عوgتوV پر جنت تو ™gzکی با [ہے جنت کی خوشبو بھی حرxl ہےÔ lgzlیسی جھگڑlلو عوgتوV کو منافق کہا گیا ہےÔ ہاV! lگر خاzند میں کوئی شرعی عذlg ہوÔ مثلاً بےiú ہو یا ¹ آ lgzشیاY کے lستعماw کا عاد~ ہو یا بیو~ کو کسی حرxl کا x پر مجبوg کر { kl gzlÔ پر ماg کٹائی کرتا ہوÔ یا kl کے شرعی حقو t کی lدlئیگی سے قاصر ہوÔ lgzl k سلسلہ میں lصلا b کی کوشش کامیا] ہوتی دکھائی نہ د { تو lیسی صوg [میں عوg [lپنے خاzند سے خلع طلب کرسکتی ہے تاکہ kl کی lf [lgzدین محفوgp ہیں X

(106) غیر محرxعوg [سے مصافحہ کرنا (ہاتھ 5 نا)

غیر محرxعوg [سے مصافحہ کرنا یہ شرعی طوg پر ناجائز lgzحرxl ہےÔ خوl}z} غیر محرxعوg [gشتے دlgہو یا غیر gشتے دlgXlپنے ملک lgzعلاقے سے تعلق gکھنے zlلی ہو یا کسی غیر ملک یا کسی غیر علاقے سے تعلق gکھنے zlلی ہوÔ نو جوlyہو یا بوhھی ہر حاw میں غیر محرxعوg [سے ہاتھ 5 نا

[1] صحيح الجامع الصغير،رقم: ٢٧٠٦ .

[2] صحيح الجامع الصغير ، رقم: ١٩٣٨.

درست نہیں جیسا کہ نبی کائنات [J kl باg { میں ارشاد فرماتے ہیں:

((لَاَنْ يُّطْعَنَ فِيْ رَأْسِ اَحَدِكُمْ بِمِخْيَطٍ مِنْ حَدِيْدٍ خَيْرٌ لَّهُ مِنْ أَنْ يَّمُسَّ اِمْرَأَةً لَا تَحِلُّ لَهُ .)) ❶

''تم میں سے کسی کے سر میں لوہے کی میخ ٹھونک دی جائے تو یہ چیز اس سے بہتر ہے کہ کسی ایسی عورت کو چھوئے جو اس کے لیے حلال نہیں ہے۔ (نا محرم عورت کو چھوئے)''

مزید آپ a کا فرمان اس مسئلہ کو واضح کر رہا ہے:

((اِنِّيْ لَا أُصَافِحُ النِّسَاءَ)) ❷

''بے شک میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔''

((اِنِّيْ لَا اَمُسُّ اَيْدِيْ النِّسَاءِ)) ❸

''میں بیعت لیتے ہوئے عورتوں کے ہاتھوں کو نہیں چھوتا۔''

سیّدہ عائشہ c مزید اس بات کو درج ذیل حدیث سے واضح فرما رہی ہیں:

((عَنْ عَائِشَةَ C قَالَتْ: وَلَا وَاللّٰهِ مَا مَسَّتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ U يَدَ امْرَاَةٍ قَطُّ غَيْرَ اَنَّهُ يُبَايِعُهُنَّ بِالْكَلَامِ)) ❹

''سیّدہ عائشہ c فرماتی ہیں (بیعت لیتے ہوئے) رسول اللہ a کا ہاتھ مبارک کسی بھی عورت سے نہیں چھوا۔ آپ a تو بس کلام کے ذریعہ بیعت لیا کرتے تھے۔''

---

❶ صحيح الجامع الصغير ، رقم: ٥٠٤٥.

❷ صحيح الجامع الصغير ، رقم: ٢٥١٥.

❸ معجم كبير للطبرانى : ٢٣٢/٢٤ـ معجم اوسط ،رقم: ٦٢٢٧ـ مجمع الزوائد: ٣٢/٦، رقم: ٩٨٧٠ـ سلسلة الصحيحة، رقم: ٥٢٩.

❹ صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب كيفية بيعة النساء، رقم: ٤٨٣٤.

(107) غیر محرxعوg [کو دیکھنا:

غیر محرxعوg [کوٹکٹکی باند | کر دیکھنا حرzxlمنوq ہےXlللہ تعالیٰ کا فرماy ہے:

﴿ قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِيۡنَ يَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ وَ يَحۡفَظُوۡا فُرُوۡجَهُمۡ ؕ ذٰلِكَ اَزۡكٰى لَهُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيۡرٌۢ بِمَا يَصۡنَعُوۡنَ ۝ ﴾ (النور: ۳۰)

llمسلماy مردVz سے کہو کہ lپنی نگاہیں نیچی gکھیں lgzlپنی شرمگاہوV کی حفاظت کریں ôیہی lyl کے لیے پاکیزگی ہے ôلوv جو کچھ کریں یقیناًlللہ تعالیٰ سب سے خبردlg ہےX'

gسو)x(w a کا فرماy ہے:

((فَزِنَا العَيْنِ النَّظْرُ .)) ❶

llیعنی lجنبی عوgتوV کو دیکھنا آنکھوV کا i نا ہےX'

لہٰذا غیر محرxعوgتوV کو قصدلا دیکھنا یا نگا}شہو [سے دیکھنا گنا} کا باعث ہے ôlgzlسی طرb نبی کائنا [J کی lیک حدیثkl طرb ہے:

((يَـا عَـلِـيُّ لا تُتْبِعُ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَإِنَّ لَكَ الْأُولَى وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ)) ❷

lll { علی! تو Ã کے پیچھےÃ مت لگا یعنی کہ لگا تاg دیکھے جانا پس تیر { لیے پہلی (Ã) جائز ہے ôlgzدzسر~ (Ã) تیر { لیے جائز نہیں ہےX'

یعنی کہ پہلی دفعہ lگر lچانک کسی عوg [پرÃ پڑ گئی ہے تو lkl کا تو کوئی گنا}نہیں لیکن lگر lkl کے باzجود آدمی دیکھتا g ہے تو پھر lkl کے دیکھنے پر گنا} ہوگا ôl] یہ دیکھنا شہوتاً ہو تب بھی lgzlگر lقصدلا ہوتو z} بالائی گنا} میں شامل ہےXlk لیے مومن مردVz کے لیے lgzl

❶ صحیح البخاری، کتاب الاستئذان، رقم: ٦٢٤٢.

❷ سنن ترمذی، باب ما جاء فی نظرة المفاجاة، رقم: ٢٧٧٧۔ علامہ lلبانی gحمہ اللہ نے lسے ll حسن'' کہا ہےX

مومن عوgتوV کے لیے بھی یہی حکم ہے کہz}lپنیVzÃکو جھکا کرgکھیںX

(108) دlgzÈحیض عوg] سے جماq کرنا:

دlgzÈحیض عوg] سے جماq کرنا جائز نہیں ہےÛجیسا کہlللہ تعالیٰ کا فرماy ہے:

﴿وَ يَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ الۡمَحِيۡضِ‌ؕ قُلۡ هُوَ اَذًى ۙ فَاعۡتَزِلُوۡا النِّسَآءَ فِى الۡمَحِيۡضِ ۙ وَلَا تَقۡرَبُوۡهُنَّ حَتّٰى يَطۡهُرۡنَ‌ ۚ﴾ (البقرہ: ۲۲۲)

lاlوv آ \ سے حیض کے باg{ میں سوlwکرتے ہیںÛ کہہ دیجیے کہz} گندگی ہےÛ حالت حیض میں عوgتوV سےlلگ gہوlgz جب تک کہz} پاu نہ ہو جاN lyکے قریب نہ جاؤX‘

¥x ہوl کہ شوہر کے لیے جائز نہیں ہےz}lپنی بیو~ سےlkz وقت تک جماq کر{ جب تک کہz}حیض سے پاu ہوکر غسل نہ کر لےÛکیوèlللہ تعالیٰ نےlپنے مقدk کلاx میں فرمایا ہے:

﴿فَاِذَا تَطَهَّرۡنَ فَاۡتُوۡهُنَّ مِنۡ حَيۡثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ‌ؕ﴾ (البقرہ: ۲۲۲)

lاl(ہاV) جبz}پاu ہوجاN توlyکے پاk جاؤ جہاV سے تمہیںlللہ نےlجاi] دے~ ہےX‘

lkفعل کی قباحت lgzشناعت کا ثبو] نبی a کا یہ فرماy ہے:

((مَنْ اَتَى حَائِضًا أَوْ اِمْرَأَةً فِیْ دُبُرِهَا اَوْ كَاهِنًا فَقَدْ كَفَرَ بِمَاأُنْزِلَ لَىٰ مُحَمَّدٍ)) [1]

lاجوشخص حائضہ عوg] سے جماq کر{ یا بیو~ کی دبر میں جماq کر{ Ûیا کسی کاہن کے پاk جائے توlk نے محمد a پر ناwiکرد}شریعت کاlنکاg

---

[1] سنن ترمذی، کتاب الطهارة، باب ما جاء فی کراهية آتيان الحائض، رقم: ۱۳۵۔ علامہlلبانیgحمہlللہ نےlسےlا صحیح'' کہا ہےX

کردیاX'

لٰہذاl مذکوg} بالا حدیث سے ¥ x ہوl کہ حالت حیض میں عوg] سے جماq نہیں کرنا چاہیےX

(109) عوg] کی غیر فطر~ جگہ میں جماq کرنا:

یہ lیک کبیر} گنا} ہےkLgzl فعل کا مرتکب z ہی آدمی ہوتا ہے جس کا lیماy کمزgz ہوتا ہےgzlX یہ lیک گھٹیاô فطر] سے ہٹ کرlgz بدú فعل ہےX سوgwl اللہ a نے lیسے شخص پر لعنت فرمائی ہےX سیّدنا lبو ہریر} b زgl یت کرتے ہیں کہ سوgwl اللہ a نے فرمایا:

((مَلْعُوْنٌ مَنْ اَتٰی اِمْرَأَتُهُ فِیْ دُبُرِهَا .)) ❶

ll جو شخص lپنی بیو~ کی دبر میں جماq کرتا ہےz} ¥ y ہےX'

لٰہذاl ¥ x ہوl کہ عوg] کی غیر فطر~ جگہ یعنی دبر میں جماq کرنا lیک کبیر} گنا} ہےô lgzlk کا مرتکب ملعوy ہےX

(110) عدwzl « s برقرlg نہg کھنا:

lللہ کے lzl مر میں سے lیک lمر یہ بھی ہے کہ بیویوV کے دgمیاy عدwzl « s قائم gکھا جائےô جیسا کہ lللہ تعالیٰ کا فرماy ہے:

﴿وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ۭوَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝﴾ (النسآء : ١٢٩)

ll تم سے یہ تو کبھی نہ ہو سکے گا کہ lپنی تماx بیویوV میں ہر طرb عدw کرôz گو تم lk کی کتنی ہی خوlہش zکوشش کر لوôlk لیے بالکل ہی lیک طر s مائل ہو کر دzسر~ کو lدھڑ lدھڑ لٹکی ہوئی نہ چھوzhôlgzl گر تم lصلاb کرzlgz تقویٰ lختیاg کر لو

❶ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ٥٨٨٩.

تو بے شک lاللہ تعالیٰ بڑ~ مغفر[gzحمت zlلا ہے X'

lسی کی zضاحت میں سیّدنا lبو ہریر} b سے مرz~ نبی a کا فرماyکچھ یوV ہے:

((مَنْ كَانَتْ لَهُ اِمْرَأَتَانِ فَمَالَ اِلَى اِحْدَاهُمَا جَآءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَائِلٌ)) ❶

"جس شخص کی دz بیویاV ہوVôlzgzl{yl دzنوV میں سے lیک کی طرs i یا د} جھکاؤ lختیاgکر { تو z} قیامت کے دyl k طرb آئے گا کہ lk کا lیک پہلو جھکا ہوl(ٹیڑھا) ہو گا X'

عدw سے مرlد یہ ہے کہ ہر بیو~ کے پا k lg [بسر کر { ôکھانے پینے ô پہننے lgzدv نفقا[میں عدw g lzg w رکھے Xقلبی محبت میں عدw £ w] نہیں ہے ô کیو è یہ z} معاملہ ہے کہ جو کسی بند { کے lختیاg میں نہیں ہے ôلیکن جو لو v lیک سے i lئد شادیاV کر کے lیک ہی بیو~ کے ہو کر g ہیں ôlسی کے نا¥i { ô ٹھا N ôlgzl سی کے پا k i یا د} شب باشی کریں ô gzl باقی بیویوV کو چھوh دیں ô تو lیسا کرنا قطعی طوg پر حرlx ہے ôlgzl یسے شخص کی zg¯ قیامت جو حالت ہوگی lسے مذکوg} بالا حدیث میں بیاy کر دیا گیا ہے X لہٰذا عدw lz w» s کا لحاp lk معاملے میں بہت ضرz~ ہے X

(111) پا u دlمن عوgتوV پر تہمت لگانا:

پا u دlمن عوgتوV پر تہمت لگانا lنتہائی سخت گنا} ہے ôlgzl یسے گنا} کا مرتکب لعنت lلٰہیہ gzlدgدنا u عذl [کا مستحق ہے ôlللہ تعالیٰ lgشاد فرماتے ہیں:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴾ (النور: ۲۳)

---

❶ سنن ابی داؤد، کتاب فی القسم من النساء، رقم: ۲۱۳۳۔ علامہ lلبانی gحمہ اللہ نے lسے "صحیح" کہا ہے X

l.lجولوv یا u دlمنÔ بےخبرlÔیاy دlgوعgتوV پرتہمت لگاتے ہیں تو د* lgzl آخر [میںlyپرlاللہ کی لعنت ہےXlgzlylکو بہت بڑlعذl] دیا جائے گاX'

lسی طرb نبی کریم a کی حدیث مباgکہ ہے:

((اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ ، وَالسِّحْرُ ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ ، وَأَكْلُ الرِّبٰو وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصِنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ)) ❶

l.lسا [ہلاu کرنے lzلی چیزVz سے پرہیز کرzÔعnکیا گیا: l { lللہ کے gسوz!w}کوy سی ہیں؟ فرمایا: شرu کرناÔ جادz کرناÔ جس کا قتل کرنا جائز نہ ہو lk کو ناحق ماlegلناÔ سود کھاناÔ یتیم کا ماw کھاناÔ جہاد کے دy پیٹھ پھیرناÔ یا u دlمن بھولی بھالیlیاlzy لی عوgتوV پرi ناکی تہمت لگاناX'

✪✪✪✪

❶ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب الكبائر واكبرها، رقم: ٢٦٢.

دوسرا حصہ

باب نمبر 1

توبہ کا معنی ومفہوم

1......توبہ کا لغوی معنی

توبہ لغت عرب میں " تَـوبٌ" مادہ سے ماخوذ ہے، یہ کلمہ مجرد ہونے کی صورت میں رجوع اور پلٹنے کا معنی دیتا ہے۔ عرب لوگ اپنے گناہوں سے توبہ کرنے والے شخص کے متعلق " تَابَ وَاَنَابَ" کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

2......قرآن مجید سے توبہ کے مختلف معانی

1۔توبہ بمعنی (ندامت)

﴿فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِىِٕكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ﴾ (البقرة: ٥٤)

"پس تم اپنے پیدا کرنے والے کے سامنے شرمندہ ہو جاؤ، اپنے نفسوں کو آپس میں قتل کرو۔"

﴿وَ تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۳۱﴾

(النور: ٣١)

"اور تم سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو، اے مومنو! تاکہ تم نجات پا جاؤ۔"

2۔توبہ بمعنی (توجہ کرنا):

﴿لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ﴾ (التوبه: ١١٧)

"اللہ نے پیغمبر کے حال پر توجہ فرمائی، اور مہاجرین اور انصار کے حال پر بھی۔"

3۔توبہ بمعنی (رجوع کرنا):

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی زبان پر فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ﴾ (الاعراف : ۱٤۳)

''(اے اللہ!) تو پاک ہے، میں تیری جناب میں (تیرے دیدار کے سوال سے) رجوع کرتا ہوں۔''

3......شریعت میں توبہ سے مراد:

گناہ کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے خوف سے ترک کر دینا، اسے قبیح جاننا اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر پشیمان ہونا، اور ساتھ اس بات کا عزم مصمم کرنا کہ حتی الوسع آئندہ ایسا عمل دوبارہ نہیں کروں گا، اور جن اعمال کا تدارک ممکن ہو، ان کا تدارک کرنا، یہ سب اُمور توبہ کے مفہوم میں شامل ہیں۔

توبہ: ...... دلی طور پر گناہ کو ترک کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف پلٹنے، اور اس کے حقوق کو صحیح طور پر ادا کرنے کو کہتے ہیں۔

یعنی احسن انداز سے گناہ کو ترک کر دینے سے مراد توبہ ہے، اور یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عذر پیش کرنے کی بہترین شکل ہے۔

✪✪✪✪

باب نمبر 2

توبہ کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے تمام مومنوں کو اللہ کے حضور صدق دل سے توبہ کرنے کی نصیحت کی ہے، یعنی وہ ان تمام اعمال سے تائب ہو جائیں جن سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔ اور ان تمام اچھے اعمال کو اپنائیں، جنہیں اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وَ تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٣١﴾﴾ (النور: ٣١)

''اے مومنو! تم سب اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو، تاکہ تم فلاح پاجاؤ۔''

اور توبہ قبول کرنے کا وعدہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَ هُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ﴾ (الشوریٰ: ٢٥)

''اور وہی ذات ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔''

اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ)) [1]

''یقیناً جب بندہ اپنے گناہ کا اعتراف کر لیتا ہے پھر توبہ کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔''

اور اللہ نے اپنی عفو و مغفرت کا دروازہ کھول رکھا ہے، اور لوگوں کو حکم دیا کہ وہ گناہوں کی معافی، پردہ پوشی اور اپنی توبہ کی قبولیت کے طلب گار بنتے ہوئے اس کے کرم وجود کی بارشوں کی طرف پلٹیں، نہ کوئی انہیں اللہ کی رحمت سے دور کرنے والا دور کر سکتا ہے، اور نہ ہی ان کے اور اللہ کے درمیان کوئی دروازہ بند کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

[1] صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب حدیث الإفك، رقم: ٤١٤١.

﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝﴾

(الزمر: ۵۳)

''آپ کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو جاؤ، یقیناً اللہ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے، واقعی وہ بڑی بخشش، بڑی رحمت والا ہے۔''

امام شوکانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ''یہ آیت قرآنِ کریم کی سب سے زیادہ اُمید بھری آیت ہے۔ اس میں اللہ نے بندوں کی نسبت اپنی طرف کی ہے۔ اور پھر انہیں گناہوں کے ارتکاب میں حد سے متجاوز ہونے کی صورت میں اپنی رحمت سے نا اُمید ہونے سے منع فرمایا ہے، اور یہ کہہ کر مزید کرم فرمایا کہ وہ تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔'' (فتح القدير: ٢/ ٥٦٥)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ رقم طراز ہیں: ''اس آیت میں تمام نافرمانوں کو گو وہ مشرک و کافر بھی ہوں، توبہ کی دعوت دی گئی ہے، اور بتایا گیا ہے کہ اللہ کی ذات غفور و رحیم ہے۔ وہ ہر تائب کی توبہ قبول کرتا ہے۔ ہر جھکنے والے کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ توبہ کرنے والے کے اگلے گناہ بھی معاف کر دیتا ہے، گو وہ کیسے ہی ہوں، کتنے ہی ہوں، کبھی کے ہوں۔''

(تفسير ابن كثير: ٤/ ٤٩٢)

جو توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی توبہ قبول کرتا ہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۠﴾ (آل عمران: ١٣٥)

''اور جب ان لوگوں سے کوئی ناشائستہ کام ہو جائے یا کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فوراً اللہ کا ذکر اور اپنے گناہوں کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ فی الواقع اللہ کے سوا اور کون گناہوں کو بخش سکتا ہے؟''

اللہ تعالیٰ نے اپنے متقی اور ہمیشہ اپنے گناہوں سے معافی مانگنے والے بندوں کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

﴿اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿١٦﴾ اَلصّٰبِرِيْنَ وَ الصّٰدِقِيْنَ وَ الْقٰنِتِيْنَ وَ الْمُنْفِقِيْنَ وَ الْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ﴿١٧﴾﴾ (ال عمران: ١٦، ١٧)

''جو لوگ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم ایمان لا چکے، اس لیے ہمارے گناہ معاف فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا، وہ صبر کرنے والے، سچ بولنے والے، فرماں برداری کرنے والے، اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے اور پچھلی رات کو بخشش مانگنے والے ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! لَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا لَذَهَبَ اللّٰهُ بِكُمْ وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُوْنَ فَيَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ .))[1]

''اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تمہیں اٹھالیتا، اور تمہاری بجائے گناہ کرنے والی قوم کو لاتا۔ وہ اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتے تو رب کریم انہیں معاف کر دیتا۔''

تائب (توبہ کرنے والا) اللہ کا محبوب بن جاتا ہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴿٢٢٢﴾﴾ (البقرة: ٢٢٢)

''یقیناً اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

اپنے گناہوں کی معافی مانگنے والا، اور توبہ کرنے والا، اللہ تعالیٰ کی مہربانی کے لائق، اور اس کی رحمت کا اہل ہوتا ہے، تائب کے مال میں برکت ڈال دی جاتی ہے، مشکلات و

[1] صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب سقوط الذنوب بالإستغفار توبة، رقم : ٢٧٤٩.

پریشانیاں دور ہو جاتی ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرْسِلِ السَّمَاۗءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝﴾

(نوح: ۱۰-۱۲)

''تم سب اپنے رب سے مغفرت طلب کرو، وہ بے شک بڑا مغفرت کرنے والا ہے، وہ آسمان سے تمہارے لیے موسلا دھار بارش بھیجے گا، اور تمہیں مال و دولت اور لڑکوں سے نوازے گا، اور تمہارے لیے باغات پیدا کرے گا، اور تمہارے لیے نہریں نکالے گا۔''

✪✪✪✪

باب نمبر 3

سچی توبہ کے وجوب کا بیان

بے شک تمام اُمت مسلمہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ سچی توبہ ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا﴾ (التحريم: ٨)

''اے ایمان والو! اللہ کے حضور صدق دل سے توبہ کرو۔''

''توبہ نصوح'' کا مطلب یہ ہے کہ جب آدمی ایک گناہ کی معافی مانگ لے تو پھر دوبارہ اس گناہ کی طرف نہ لوٹے۔ اور توبہ نہ کرنے والوں کی مذمت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ⑪﴾ (الحجرات: ١١)

''اور توبہ نہ کرنے والے ہی ظالم لوگ ہیں۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَآ أَيُّهَا النَّاسُ تُوبُوْا إِلَى اللّٰهِ فَإِنِّيْ أَتُوْبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ)) [1]

''اے لوگو! اللہ سے توبہ کرو، پس بے شک میں ایک دن میں (کم از کم) سو (١٠٠) مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔''

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

((وَاتَّفَقَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى اَنَّ التَّوْبَةَ فَرْضٌ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ)) [2]

''امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ بے شک توبہ مومنوں پر فرض ہے۔''

[1] صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب استحباب الاستغفار والاكثار منه، رقم: ٦٨٥٩.
[2] الجامع لاحكام القرآن، للقرطبی: ٥/ ٩٠.

اور ابن قدامہ المقدسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((اَلإِجْـمَاعُ مُنْعَقِدٌ عَلٰی وُجُوْبِ التَّوْبَةِ لِأَنَّ الذُّنُوْبَ مُهْلِكَاتٌ مُبْعِدَاتٌ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰی فَيَجِبُ الْهُرُوْبُ مِنْهَا عَلَى الْفَوْرِ .))[1]

''توبہ کے واجب ہونے پر اجماع منعقد ہوا ہے کیونکہ گناہ (انسان کو) اللہ سے دور کرنے اور ہلاک کرنے والے ہیں۔ پس فوری طور پر (گناہ سے) دور ہونا واجب ہے۔''

اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''ریاض الصالحین'' میں رقم طراز ہیں:

((قَالَ الْعُلَمَاءُ : التَّوْبَةُ وَاجِبَةٌ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ .))

''علماء کا کہنا ہے کہ توبہ ہر گناہ سے واجب ہے۔''

کیوں کہ انسان غلطی کا پتلا ہے، ہر انسان غلطی کر سکتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((كُلُّ ابْنِ آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ .))[2]

''تمام بنی آدم خطا کار ہیں، اور خطا کاروں میں سے بہتر وہ ہیں جو توبہ کر لیں۔''

✪✪✪✪

---

[1] مختصر منهاج القاصدين، ص: ٢٠١.

[2] صحيح سنن ترمذی، ابواب صفة القيامة، باب استعظام المؤمن ذنوبه، رقم: ٢٤٩٩ـ سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر التوبة ،رقم: ٤٢٥١ـ مصنف ابن ابی شيبه: ١٨٧/١٣ـ مسند أحمد: ١٩٨/٣ـ مسند أبی يعلی، رقم: ٢٩٢٢ـ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٤٥١٥.

باب نمبر 4

گناہوں سے بچاؤ کی تدابیر

گناہوں کو حقیر سمجھنا اور ان کے ارتکاب میں تساہل برتنا ہلاکت کا سبب ہے۔ لہٰذا گناہوں سے بچاؤ کے لیے چند تدابیر پیش خدمت ہیں:

1۔ چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بھی بچنا:

اس لیے کہ جب تمہارے چھوٹے گناہ جمع ہو جائیں، اور تم ان سے توبہ نہ کرلو، تو یقیناً وہ تمہیں ہلاک کر دیں گے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

((إِيَّاكُمْ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ ، فَإِنَّمَا مَثَلُ مُحَقِّرَاتِ الذُّنُوْبِ كَقَوْمٍ نَزَلُوْا فِيْ بَطْنِ وَادٍ ، فَجَاءَ ذَا بِعُوْدٍ ، وَجَاءَ ذَا بِعُوْدٍ ، حَتَّى حَمَلُوْا مَا أَنْضَجُوْا خُبْزَتَهُمْ ، وَإِنَّ مُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ مَتَى يُؤْخَذُ بِهَا صَاحِبُهَا تُهْلِكُهُ .)) [1]

''گناہوں کو حقیر سمجھنے سے بچو! پس گناہوں کو حقیر سمجھنے کی مثال اس طرح ہے کہ ایک قوم ایک وادی میں اُتری، تو ان میں سے ایک آدمی لکڑیاں لایا، پھر دوسرا بھی لایا حتی کہ انہوں نے اپنی روٹیاں پکانے کے لیے لکڑیاں جمع کر لیں (اور ایسے ہی جیسے انہوں نے ایک ایک کر کے لکڑیاں اکٹھی کر لیں تھیں) بے شک چھوٹے گناہ کے مرتکب کا مواخذہ کیا جاتا ہے، تو وہ گناہ اس کو ہلاک کر دیتے ہیں۔''

مزید آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِيَّاكُمْ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ ، فَإِنَّهُنَّ يَجْتَمِعْنَ عَلَى الرَّجُلِ حَتَّى يُهْلِكْنَهُ ، وَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ضَرَبَ لَهُنَّ مَثَلاً كَمَثَلِ

[1] مسند احمد: ٥/ ٣٣١۔ صحيح الجامع الصغير ، رقم : ٢٦٨٦.

قَوْمٍ نَزَلُوْا أَرْضَ فَـلَاةٍ فَحَضَرَ صَنِيْعَ الْقَوْمِ، فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَنْطَلِقُ فَيَـجِيْءُ بِالْعُوْدِ، وَالرَّجُلُ يَجِيْءُ بِالْعُوْدِ، حَتَّى جَمَعُوْا سَوَادًا وَأَجَّجُوْا نَارًا وَأَنْضَجُوْا مَا قَذَفُوْا فِيْهَا .)) ❶

''گناہوں کو چھوٹا سمجھنے سے بچو، پس بے شک وہ آدمی پر اکٹھے ہوتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اس کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ اس آدمی کی طرح جو بیاباں زمین میں تھا پس وہ قوم کے طریقے (رواج) کو حاضر ہوا، پس ایک آدمی لکڑی لے کر آنے لگا اسی طرح دوسرا آدمی لکڑی لے کر آنے لگا، یہاں تک کہ انہوں نے ایک ڈھیر اکٹھا کرلیا، اور اس کو آگ لگائی (جس سے) وہ سب (لکڑیاں) راکھ ہوگئیں۔''

لہٰذا برائی کی طرف نہ دیکھیں (کہ وہ چھوٹی ہے یا بڑی) بلکہ اس ذات کی عظمت و جلال کو مدنظر رکھنا چاہیے جس کی (اطاعت کی بجائے) نافرمانی کی جاتی ہے۔

2۔ صغیرہ گناہوں کو بھی کبیرہ سمجھنا:

چند لوگ بعض گناہوں کو صغیرہ گناہ سمجھتے ہیں، حالانکہ وہ بڑے گناہ ہوتے ہیں، اس بارے میں سیّدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں:

((إِنَّـكُـمْ لَتَـعْـمَلُوْنَ أَعْمَالاً هِيَ أَدَقُّ فِيْ أَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعْرِ، كُنَّا نَعُدُّهَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْمُوْبِقَاتِ (اَىْ الْمُهْلِكَاتِ)) ❷

''بے شک تم جو (برے) اعمال کرتے ہو، تمہاری نظروں میں وہ بال سے بھی زیادہ باریک ہیں (لیکن یہی گناہ) ہم نبی ﷺ کے زمانے میں ہلاک کرنے والے گناہوں میں شمار کرتے تھے۔''

---

❶ مسند أحمد: ۱/۴۰۳۔ مسند حمیدی رقم: ۹۸۔ طبرانی کبیر رقم: ۱۰۵۰۰۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۲۶۸۷.

❷ صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب ما یتقی من محقرات الذنوب، رقم: ٦٤٩٢۔ مسند احمد: ۳/۳.

پس آپ گناہ کو حقیر جاننے سے احتراز کریں اگر چہ لوگ اس کو چھوٹا جانتے رہیں۔

3۔ گناہوں کو ظاہر کرنے اور لوگوں کو بتانے سے بچنا:

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((كُلُّ أُمَّتِىْ مُعَافىً إِلَّا الْمُجَاهِرِيْنَ ، وَإِنَّ مِنَ الْمُجَاهَرَةِ أَنْ يَعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا ، ثُمَّ يُصْبِحَ وَقَدْ سَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَيَقُوْلَ: يَا فُلَانُ عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا ، وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللّٰهِ عَنْهُ .)) [1]

''سوائے (گناہ کو) ظاہر کرنے والے کے میری ساری اُمت کے لیے معافی ہے، اور بے شک (گناہوں کو) ظاہر کرنے والوں میں (وہ شخص بھی ہے) جو رات کو کوئی عمل کرتا ہے، پھر وہ اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اللہ نے اس پر پردہ ڈالا ہوتا ہے، پس وہ (کسی بندے سے) کہتا ہے: اے فلاں! میں نے رات کو یہ یہ کام کیا ہے ، حالانکہ پوری رات اس کے رب نے اس پر پردہ ڈالا تھا (پھر بھی) وہ صبح کرتے ہی (بذاتِ خود) اس کو ظاہر کرتا ہے جس پر اللہ نے پردہ ڈالا تھا۔''

گناہوں کو ظاہر کرنے والا گویا اپنے گناہ کو ظاہر کر کے لوگوں کے درمیان فحاشی پھیلانے میں مدد دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿١٩﴾﴾
(النور: ۱۹)

[1] صحيح بخاري ، كتاب الأدب، باب ستر المؤمن على نفسه، رقم: ٦٠٦٩ـ صحيح مسلم، كتاب الرقاق، باب النهى عن هتك الانسان ستر نفسه، رقم: ٧٤٨٥.

''بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں فحاشی رواج پائے ان کے لیے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم کچھ بھی نہیں جانتے۔''

اس بات کا یہ مطلب نہیں کہ انسان جب لوگوں کی نظروں سے دور ہو یا وہ گناہ کر کے لوگوں پر ظاہر کرنے والا نہ ہو (تو گناہ کرنا) جائز ہے۔ یا وہ یہ کہے کہ ایسے گناہ کا ارتکاب کرنے میں کوئی حرج نہیں، بلکہ سابقہ حدیث کا معنی ہے کہ اگر انسان سے جان بوجھ کر یا غلطی سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو پھر لوگوں کو اپنے گناہ بتاتا نہ پھرے، بلکہ گناہ کو اپنے نفس میں چھپائے رکھے، اور لوگوں کے سامنے اس کو ظاہر نہ کرے، اور جب وہ علیحدہ (اکیلا) ہو تو بھی گناہ کرنے سے بچے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((لَأَعْلَمَنَّ أَقْوَامًا مِنْ أُمَّتِي يَأْتُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِحَسَنَاتٍ أَمْثَالِ جِبَالِ تِهَامَةَ بِيْضًا ، فَيَجْعَلُهَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ هَبَاءً مَّنْثُوْرًا ، أَمَا إِنَّهُمْ إِخْوَانُكُمْ وَمِنْ جَلْدَتِكُمْ ، وَيَأْخُذُوْنَ مِنَ اللَّيْلِ كَمَا تَأْخُذُوْنَ ، وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ إِذَا خَلَوْا بِمَحَارِمِ اللّٰهِ انْتَهَكُوْهَا .)) [1]

''میں اپنی اُمت میں ایسی قوموں کو جانتا ہوں جو قیامت کے دن تہامہ کے پہاڑوں جیسی نیکیاں لے کر آئیں گے، لیکن اللہ انہیں اُڑتا ہوا گردوغبار بنا دے گا۔ یاد رکھو! وہ تمہارے ہی بھائی تمہارے قبیلے سے ہی ہوں گے، جیسے تم رات کو اللہ کی عبادت کرتے ہو وہ بھی کریں گے، لیکن وہ اللہ کی حرام کردہ چیزوں کی حرمت پامال کر دیں گے۔''

پس ہمیں اعلانیہ گناہ کرنے سے بچنا چاہیے، اللہ کی قسم! جو ہم چھپاتے ہیں یا ظاہر

[1] سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر الذنوب، رقم: ٤٢٤٥ ـ صحيح الجامع الصغير: ٥٠٢٨

کرتے ہیں، سب اللہ جانتا ہے کیونکہ وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ﴾

(البقرہ: ٢٨٤)

''اور تمہارے دل میں جو کچھ ہے، اُسے ظاہر کرو یا چھپاؤ، اللہ اُس پر تمہارا محاسبہ کرے گا۔''

4۔ توبہ کرنے میں تاخیر نہ کرنا:

کیونکہ ہم نہیں جانتے کہ کب ہم پر موت آ جائے گی، یقیناً موت خیال سے بھی زیادہ قریب ہے، اور ہمیشہ اچانک ہی آتی ہے (جب موت آتی ہے تو پھر) اللہ اس وقت توبہ قبول نہیں کرتا۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَالَمْ يُغَرْ غِر .)) ❶

''بے شک اللہ تعالیٰ بندوں کی توبہ قبول کرتا رہتا ہے، جب تک کہ اس کے غرغرے کا وقت نہیں آ جاتا۔''

پس ہر گناہ سے توبہ کرنے میں جلدی کرو، اور سستی مت کرو۔

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((مَا مِنْ عَبْدٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا فَيُحْسِنُ الطُّهُوْرَ ، ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ، إِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ .)) ❷

''جو بندہ کوئی گناہ کر لینے کے بعد اچھی طرح وضو کرتا ہے، پھر کھڑے ہو کر دو

---

❶ مسند احمد: ١٣٢/٢، ١٥٣۔ سنن الترمذی، ابواب الدعوات، رقم: ٣٥٣٧۔ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٦٢٨.

❷ مسند احمد: ١٠/١۔ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٥٧٣.

رکعت پڑھتا ہے، اور اللہ سے اپنے گناہ کی معافی مانگتا ہے، تو اللہ اسے معاف کر دیتے ہیں۔''

5۔ گناہ پر اصرار نہ کرنا:

اہل ایمان کی صفات بیان کرتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ الَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿١٣٥﴾﴾ (آل عمران: ۱۳۵)

''جب ان سے کوئی ناشائستہ کام ہو جائے یا کوئی گناہ کر بیٹھیں، تو فوراً اللہ کا ذکر اور اپنے گناہوں سے استغفار کرتے ہیں۔ فی الواقع اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون گناہوں کو بخش سکتا ہے؟ اور وہ لوگ باوجود علم کے کسی بُرے کام پر اڑ نہیں جاتے۔''

6۔ دوسرے لوگوں کو دیکھ کر گناہ کا ارتکاب نہ کرنا:

تجربے کی بات ہے کہ اکثر لوگ واجبات چھوڑ دیتے ہیں، اور محرمات سے اجتناب نہیں کرتے۔ پس شیطان ان پر حاوی ہو جاتا ہے، اور ان کے لیے یہ مزین کرتا ہے کہ وہ کہیں: یہ واجب نہیں یا یہ حرام نہیں ہے۔ اور اس بات پر وہ بحث ومباحثہ کرتے ہیں۔ اور وہ اس بات کا بھی یقین رکھتے ہیں کہ انہوں نے خود کو اللہ کے ہاں جوابدہ ہونے سے بری کر لیا ہے۔ اور وہ انکار کر کے سزا وعقوبت سے بچ جائیں گے، لیکن اس عمل سے یہ لوگ دین سے دور ہو گئے ہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سینوں میں پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے، پس آپ شیطان کے ان داخلی راستوں سے بچ جائیں کیونکہ ہر شخص نے اپنے اعمال کا حساب دینا ہے۔

7۔ عارضی دنیاوی نعمت سے دھوکا نہ کھانا:

ہم گناہوں پر اصرار کے باوجود دنیاوی نعمتیں حاصل کر کے اس خوش فہمی میں نہ رہیں کہ ہمارا گناہ کے کام کرنا بہتر ہے، کیونکہ برائی میں مبتلا ہونے کے باوجود یہ نعمتیں ہمارے

لیے اللہ کی طرف سے مہلت ہیں۔ اللہ کے نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((إِذَا رَأَيْتَ اللّٰهَ يُعْطِيْ الْعَبْدَ مِنَ الدُّنْيَا عَلَى مَعَاصِيهِ مَا يُحِبُّ فَإِنَّمَا هُوَ اسْتِدْرَاجٌ .)) ❶

''جب تو کسی شخص کو گناہوں پر اصرار کرنے کے باوجود اللہ کی طرف سے اس پر کوئی دنیاوی نعمت دیکھے جسے وہ پسند کرتا ہو تو یہ بات یاد رکھنا کہ یہ اللہ کی طرف سے مہلت ہوتی ہے۔''

اور یہ سارا نظام اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ قوانین اور اُصولوں کے مطابق ہے جیسا کہ ''مسند احمد'' میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((وَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُعْطِي الدُّنْيَا مَنْ يُحِبُّ وَمَنْ لَّا يُحِبُّ وَلَا يُعْطِي الدِّيْنَ إِلَّا مَنْ أَحَبَّ .)) ❷

''یقیناً اللہ تعالیٰ دنیا اپنے پسندیدہ و ناپسندیدہ لوگوں کو عطا کرتا ہے، لیکن دین صرف اپنے محبوب بندوں کو ہی عطا کرتا ہے۔''

8۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ﴿٥٦﴾﴾ (الحجر: ٥٦)

''اور اپنے رب کی رحمت سے صرف گمراہ لوگ ہی مایوس ہوتے ہیں۔''

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿٥٣﴾﴾ (الزمر: ٥٣)

---

❶ مسند احمد: ٤/ ١٤٥۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ٥٦١.

❷ مسند احمد: ١/ ٣٨٧۔ دار قطنی فی العلل: ٥/ ٢٧١۔ شعیب ارناؤوط فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ''موقوف صحیح'' ہے۔

''(میری جانب سے) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو جاؤ۔ بالیقین اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے، واقعی وہ بڑی بخشش، بڑی رحمت والا ہے۔''

9۔دینی کاموں میں سستی نہ کرنا:

کیونکہ انسان جب نیک کام سرانجام دیتا ہے تو بُرے کاموں سے اجتناب کے زیادہ مواقع ہوتے ہیں، اور توبہ ورجوع بھی ممکن ہوتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دینی اُمور میں سستی کرنے سے ڈراتے ہوئے فرمایا:

﴿وَ اَنِیۡبُوۡۤا اِلٰی رَبِّکُمۡ وَ اَسۡلِمُوۡا لَہٗ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَکُمُ الۡعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنۡصَرُوۡنَ ﴿۵۴﴾﴾ (الزمر: ٥٤)

''تم (سب) اپنے پروردگار کی طرف جھک پڑو، اور اس کی حکم برداری کیے جاؤ، اس سے قبل کہ تمہارے پاس عذاب آ جائے، اور پھر تمہاری مدد نہ کی جائے گی۔''

✪✪✪✪

باب نمبر 5

توبہ کی شروط

علماء اُمت نے قرآنی آیات اور احادیث صحیحہ سے توبہ کی چند شرائط استنباط کی ہیں، کیونکہ توبہ کوئی ایسا کلمہ نہیں جو محض زبان سے ادا کر دیا جائے، لازمی ہے کہ توبہ ان درج ذیل شرائط کے ساتھ کی جائے، جو تائب کے صدق پر دلالت کریں۔ اور وہ شرائط یہ ہیں:

1...... گناہ سرزد ہو جانے پر ندامت:

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((اَلنَّدْمُ تَوْبَةٌ .))[1]

''ندامت ہی توبہ ہے۔''

2...... فوراً گناہ سے باز آ جانا۔

جیسا کہ اللہ نے ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًاo﴾

(النساء: ۱۷)

''اللہ کے نزدیک صرف ان لوگوں کی توبہ قبول ہوتی ہے جو نادانی میں گناہ کر بیٹھتے ہیں، پھر جلد ہی توبہ کر لیتے ہیں، تو اللہ ان کی توبہ قبول کرتا ہے، اور اللہ بڑا علم والا، بڑی حکمتوں والا ہے۔''

3...... دوبارہ ایسی حرکت نہ کرنے کا عزم کرنا۔

---

[1] سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، رقم: ٤٢٥٢۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

4 ...... کسی کی حق تلفی کی ہے تو اس سے معافی طلب کرنے یا اس کے حقوق لوٹانے سے توبہ قبول ہوگی۔

مثال کے طور پر کسی نے کوئی چیز چوری کی تو وہ اس کے مالک کو لوٹانا واجب ہے، یا کم از کم اس سے معاف کروالے۔

5 ...... اور اس معصیت پر مصر نہ رہنا۔

دلیل کے طور پر اللہ تعالیٰ کا فرمان ملاحظہ ہو:

﴿وَ الَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَ مَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَ لَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴾ (آل عمران: ۱۳۵)

''اور جب ان سے کوئی بدکاری ہو جاتی ہے، یا اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں، تو اللہ کو یاد کرتے ہیں، اور اپنے گناہوں کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں، اور اللہ کے علاوہ کون گناہوں کو معاف کر سکتا ہے، اور اپنے کیے پر، جان بوجھ کر اصرار نہیں کرتے۔''

6 ...... جس طرح توبہ دل اور زبان کے ساتھ ہوتی ہے اس کا عملی نمونہ عمل صالح کے ذریعہ ہونا چاہیے۔

7 ...... اور توبہ کی شروط میں سے یہ بھی ایک اہم شرط ہے کہ وہ زمانہ قبول میں ہو۔ نہ کہ اس وقت توبہ کی جائے جب وہ قبول نہیں ہوتی۔ اور یہ بات یاد رہے کہ قیامت سے پہلے تک توبہ کا دروازہ کھلا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَابَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ .)) [1]

''اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کی توبہ قبول کرے گا جس نے سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے توبہ کر لی۔''

[1] صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب استحباب الإستغفار والإستكثار منه، رقم: ٦٨٦١.

اور جب موت حاضر ہو جائے تب بھی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ ﴾ (آل عمران: ۱۸)

''اور ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوگی جو معصیات کا ارتکاب کرتے ہیں، یہاں تک کہ جب ان کے کسی کو موت حاضر ہو تو وہ کہے کہ میں اب توبہ کرتا ہوں۔''

8...... خالص اللہ کے لیے توبہ ہو:

یہ شرط بھی ضروری ہے کہ توبہ خالص اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے ہو نہ کہ کسی دوسری غرض کے لیے یعنی کوئی شخص گناہ کرنے پر قدرت ہی نہ رکھتا ہو، اور وہ توبہ کرے، مثلاً کوئی چوری کے لیے نکلتا ہے لیکن کچھ ملتا نہیں تو کہتا ہے کہ میں توبہ کرتا ہوں، یا وہ شراب کو چھوڑ دیتا ہے اس وجہ سے کہ ڈاکٹر نے اس کے نقصان سے اس کو ڈرایا ہے، یا وہ شراب خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتا، تو کہتا ہے کہ میں شراب پینے سے توبہ کرتا ہوں، تو اس شخص کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا كَانَ لَهُ خَالِصًا وَابْتُغِيَ بِهِ وَجْهُهُ .)) [1]

''بے شک اللہ صرف اسی عمل کو قبول کرتا ہے جو خالص اس کی رضا کے لیے کیا جائے۔''

اور امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ عَمَلِيْ كُلَّهُ صَالِحًا ، وَاجْعَلْهُ لِوَجْهِكَ خَالِصًا ، وَلَا تَجْعَلْ لِأَحَدٍ فِيْهِ شَيْئًا .))

''اے اللہ! میرے اس سارے کے سارے عمل کو صالح بنا دے، اور اس کو خالص اپنی رضا کے لیے کرلے، اور کسی کے لیے اس میں کچھ حصہ نہ بنا۔''

[1] صحيح سنن النسائي، كتاب الجهاد، باب من غزا يلتمس الذكر والأجر، رقم: ۳۱٤۲.

باب نمبر 6

توبہ پر ہمیشگی کرنے میں معاون امور

1۔ تمام اعمال میں اور خصوصاً توبہ میں نیت خالص ہو۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا كَانَ لَهُ خَالِصًا وَابْتُغِيَ بِهِ وَجْهُهُ .)) ❶

''بے شک اللہ صرف اسی عمل کو قبول کرتا ہے جو خالص اس کی رضا کے لیے کیا جائے۔''

((مَنْ تَرَكَ شَيْئًا لِلّٰهِ عَوَّضَهُ اللّٰهُ خَيْرًا مِنْهُ .)) ❷

''جو اللہ کے لیے کسی چیز کو چھوڑتا ہے تو اللہ اس کو اس سے بہتر عطا فرما دیتا ہے۔''

2۔ تائب انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق نیک اعمال کرے، جو اس کو خیر کے راستے پر ثابت قدم رکھیں، اور اس کی نیکیوں کے میزان میں اضافہ کریں، اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی چھوٹی چھوٹی غلطیاں معاف ہوتی رہیں گی۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ۭ﴾ (هود: ١١٤)

''یقیناً نیکیاں برائیوں کو دور کرتی ہیں۔''

جب نبی ﷺ نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجنے کا ارادہ کیا تو انہیں وصیت

---

❶ سنن النسائي، كتاب الجهاد، باب من غزا يلتمس الأجر والذكر، رقم: ٣١٤٢۔ صحيح الجامع الصغير، رقم: ١٨٥٦.

❷ كشف الخفاء: ٢/٢٣٨، ٥/٧٨ وسنده صحيح.

فرمائی:

((يَا مُعَاذُ اِتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُمَا كُنْتَ ، وَأَتْبِعْ السَّيِّئَةَ بِالْحَسَنَةِ تَمْحُهَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ .)) [1]

''اے معاذ! جہاں بھی ہو اللہ سے ڈرتے رہنا، اور برائی کے بعد نیکی کرنا (کیونکہ) وہ اس کو مٹا دے گی، اور لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنا۔''

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((فَالْكَيِّسُ هُوَ الَّذِيْ لَا يَزَالُ يَأْتِيْ مِنَ الْحَسَنَاتِ بِمَا يَمْحُوْا السَّيِّئَاتِ .)) [2]

''کہ عقل مند آدمی وہ ہے جو ہمیشہ ایسی نیکیاں کرے جو اس کی خطاؤں کو مٹا دیں۔''

3۔ جو شخص گناہ کا مرتکب ہو اسے چاہیے کہ دنیا و آخرت میں اس گناہ کا بوجھ اور اس کے نقصان کو معلوم کرے۔

4۔ انسان اس جگہ سے ہی دور ہو جائے جہاں پر اس نے گناہ کیا ہو، کہیں دوبارہ اس جگہ پر آنے سے پھر اسی گناہ کا ارتکاب نہ کر لے۔

5۔ ان چیزوں کو توڑ دے یا پھینک دے جن سے وہ گناہ کرتا تھا، جیسے آلات موسیقی یا نشہ آور چیزیں وغیرہ۔

6۔ (توبہ کرنے کے بعد) وہ اپنے نفس کو اچھی مجالس میں بیٹھنے پر آمادہ کر لے، اور ان بری مجلسوں کو چھوڑ دے جہاں وہ بیٹھ کر برے عمل کرتا تھا۔

---

[1] مسند احمد: ۱۵۳/۵، ۱۵۸، ۱۷۷۔ سنن ترمذی، ابواب الصبر والصلة ، باب ما جاء فی معاشرة الناس، رقم: ۱۹۸۷۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۷۹.

[2] الوصیة الجامعة، ص: ۳.

7۔ کتاب وسنت میں موجود ایسی آیات واحادیث کے مطالعہ پر مواظبت یعنی ہمیشگی کرے جن میں گناہ کرنے سے ڈرایا گیا ہو۔

8۔ یہ بات ہر وقت ذہن نشین رکھے کہ کسی بھی وقت اللہ کی طرف سے گرفت ہوسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿وَ اَنِيْبُوْۤا اِلٰى رَبِّكُمْ وَ اَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ۝۵۴﴾ (الزمر: ٥٤)

''اوراپنے رب کی طرف جھک پڑو اوراس کے فرمانبردار ہوجاؤ، اس سے پہلے کہ تم عذاب کا شکار ہوجاؤ اور تمہاری کسی طرف سے بھی مدد نہ ہوسکے۔''

9۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر کو اپنی مستقل عادت بنالے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر شیطان کو بھگانے، اور اس کے شر سے حفاظت کے لیے بڑے عظیم ہتھیاروں میں سے ہتھیار ہے، خصوصاً صبح وشام اور رات کو سوتے وقت کے اذکار مسنونہ شیطان سے بچاؤ کا بہترین ہتھیار ہیں۔

✪✪✪✪

باب نمبر 7

رحمت الٰہی کی وسعتیں

اللہ کی رحمت وشفقت پانی کے قطرات، ریت کے ذرات، ہوا کے جھونکوں، سورج کی کرنوں اور زمین و آسمان کی وسعتوں سے بھی زیادہ وسعتیں لیے ہوئے ہے۔ رب کریم کا ارشاد ہے:

﴿وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۚ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٥٦﴾﴾ (الأعراف: ١٥٦)

''میری رحمت نے ہر چیز کو اپنے دامن میں لے رکھا ہے، اور اس کے مستحق وہ لوگ ہیں جو تقویٰ اور زکوٰۃ کی ادائیگی کے ساتھ ہماری نشانیوں پر ایمان رکھتے ہیں۔''

رب کریم کی رحمت اس قدر وسیع وعریض ہے جیسے بحر بیکراں، اگر کوئی چڑیا سمندر سے ایک چونچ بھر لے تو کیا سمندر کو کوئی فرق پڑتا ہے؟ اگر کائنات کے تمام جن و انس کی حاجات اور تمناؤں کو پورا کر دیا جائے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے سمندر میں چڑیا کے چونچ بھرنے کے برابر بھی کمی واقع نہیں ہوتی۔ مومنوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔

﴿إِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٥٦﴾﴾ (الأعراف: ٥٦)

''یقیناً اللہ کی رحمت نیک لوگوں کے قریب ہوا کرتی ہے۔''

پھر اس فضل و کرم کی انتہا یہ ہے کہ اس کی ذاتِ مہربان نے اپنے لیے یہ پسند فرمایا کہ میری شفقت میرے غضب پر ہر آن غالب رہے گی۔ اس نے عرش معلیٰ پر اپنے کرم سے یہ لکھ رکھا ہے۔

((إِنَّ رَحْمَتِیْ تَغْلِبُ غَضَبِیْ)) ❶

''یقیناً میری رحمت ہمیشہ میرے قہر وغضب پر غالب ہے۔''

انسان کو اس کی رحمت کا اس طرح طلب گار ہونا چاہیے کہ اے اللہ! میں نے اپنے گلشنِ حیات کو گناہوں کے جھکڑوں، غلطیوں اور جرائم کی آندھیوں سے برباد کرلیا ہے۔ میری وادیِ حیات کو تیرے بغیر کوئی سیراب نہیں کرسکتا۔ مجھے تیرے ہی در کی امید اور تیری ہی رحمتوں کا سہارا ہے۔ جس طرح تو ویران وادیوں، تپتے ہوئے صحراؤں، اجڑے ہوئے باغوں کو اپنے کرم کی بارش سے سرسبز وشاداب بنادیتا ہے، اسی طرح مجھے حیات نو سے ہمکنار کردے۔ جب یہ کہتے ہوئے اس کا دل موم اور اس کی آنکھیں پرنم ہوجاتی ہیں تو اتنی دیر میں رحمتِ الٰہی اس کی روح کو تھپکیاں اور دل کو تسلیاں دیتے ہوئے ان الفاظ میں اسے حیاتِ نو کی امید دلاتی ہے:

﴿ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ ﴾

(الزمر: ۵۳)

''آپ فرمادیں! اے میرے وہ بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف کردیتا ہے۔ یقیناً وہ بہت زیادہ معاف کرنے والا اور نہایت مہربان ہے۔''

سیدنا أبوهريرة رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْعُقُوْبَةِ مَا طَمِعَ بِجَنَّتِهِ أَحَدٌ، وَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ مَا عِنْدَاللّٰهِ مِنَ الرَّحْمَةِ مَا قَنَطَ مِنْ جَنَّتِهِ أَحَدٌ.)) ❷

❶ صحیح مسلم ،کتاب التوبة،باب کتب الله ان رحمتی سبقت غضبي، رقم: ۶۹۶۹.

❷ صحیح مسلم، کتاب التوبة، باب فی سعة رحمة اللّٰه تعالیٰ وأنها تغلب غضبه، رقم: ۶۹۷۹.

’’اگر کسی مومن کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب کس قدر سخت ہے تو کوئی بھی جنت کی امید نہ رکھے۔ اور اگر کسی کافر کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت معلوم ہو جائے تو کوئی کافر بھی اس کی جنت سے مایوس نہ ہونے پائے۔‘‘

اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَبْسُطُ يَدَهُ بِاللَّيْلِ لِيَتُوبَ مُسِيءُ النَّهَارِ ، وَيَبْسُطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ لِيَتُوْبَ مُسِيءُ اللَّيْلِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا .)) [1]

’’بے شک اللہ تعالیٰ رات کے وقت اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے۔ تاکہ دن میں گناہ کرنے والا اپنے گناہ کی توبہ کرلے۔ اور اسی طرح دن کو ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات کو گناہ کرنے والا توبہ کرلے۔ (یہ معاملہ اسی طرح چلتا رہے گا) یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو جائے۔‘‘

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴾ (النسآء: ۱۱۰)

’’اور جس کسی نے بھی کوئی برائی کی یا اپنی جان پر ظلم کیا، پھر اللہ سے معافی مانگی، تو وہ اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔‘‘

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا أَسْلَمَ الْعَبْدُ فَحَسُنَ إِسْلَامُهُ يُكَفِّرُ اللّٰهُ عَنْهُ كُلَّ سَيِّئَةٍ كَانَ زَلَّفَهَا وَكَانَ بَعْدَ الْقِصَاصِ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيْرَةٍ ، وَالسَّيِّئَةُ بِمِثْلِهَا إِلَّا أَنْ يَّتَجَاوَزَ اللّٰهُ .)) [2]

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الدعوات والأذكار، باب كلما استغفر العبد غفره الله، رقم: ٦٩٨٩.

[2] صحيح بخارى، كتاب الإيمان، باب حسن إسلام المرء، رقم: ٤١.

''جب کوئی بندہ مسلمان ہوجاتا ہے اور اچھی طرح اطاعت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے جو اس نے کیے تھے، اور اسی طرح قصاص کے بعد گناہ مٹ جاتے ہیں ہر نیکی کا اجر دس گنا سے لے کر سات سو گنا سے بھی بڑھ جاتا ہے، اور گناہ کا بدلہ اس کے برابر ہی ملتا ہے، الَّا یہ کہ اللہ تعالیٰ اس سے درگزر فرما دے۔''

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝﴾ (الحجر: ٤٩)

''میرے بندوں کو یہ بات بتا دیں کہ بے شک میں بخشنے والا مہربان ہوں۔''

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قیدی لائے گئے، پس قیدیوں میں سے ایک عورت اپنا دودھ پیتا بچہ تلاش کر رہی تھی، جب اسے بچہ مل گیا تو اس نے اسے پکڑا، اُسے اپنے سینے کے ساتھ لگا لیا، اور اسے دودھ پلایا۔ پس ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا تمہارے خیال میں یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں پھینک دے گی؟ ہم نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! وہ اسے کبھی نہیں پھینکے گی۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے زیادہ رحمت کے ساتھ پیش آتا ہے بنسبت اس عورت کے اپنے بچے کے ساتھ رحمت سے پیش آنے کے۔'' [1]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لاَ يُدْخِلُ أَحَدًا مِّنْكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ وَلاَ يُجِيرُهُ مِنَ النَّارِ وَلاَ أَنَا إِلَّا بِرَحْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ .)) [2]

''تم میں سے کسی شخص کو اس کے اعمال نہ جنت میں داخل کر سکتے ہیں، اور نہ آگ

[1] صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب في سعة رحمة الله وأنها تغلب غضبه، رقم: ٦٩٧٨.
[2] صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب لن يدخل أحد الجنة بعمله، بل برحمة الله تعالى، رقم: ٧١٢١.

سے بچا سکتے ہیں، اور میں بھی اس کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل نہیں ہوسکتا۔''

فائدہ :...... جنت میں داخلہ اللہ کی رحمت سے ملے گا، اور اعمال بلندی درجات کا سبب ہوں گے، جس کے اعمال جتنے زیادہ اچھے ہوں گے مرتبہ کے اعتبار سے وہ اتنا ہی بلند ہوگا۔

پس اے ہمارے مسلم بھائیو! توبہ کرنے کی طرف جلدی کرو، اور سستی نہ کرو کہ اللہ کا عذاب بڑا دردناک ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ اَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَ اَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝٥٤﴾ (الزمر: ٥٤)

''اور اپنے رب کی طرف جھک جاؤ اور اس کے فرمانبردار بن کے رہو قبل اس کے کہ تمہارے پاس عذاب آ جائے، اور تمہاری مدد نہ کی جا سکے۔''

✪✪✪✪

باب نمبر 8

توبہ کے فوائد وثمرات

1 ......توبہ گناہوں کو مٹا دیتی ہے:

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لاَ ذَنْبَ لَهُ .)) [1]

''گناہوں سے توبہ کرنے والا گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے گویا اس کا کوئی گناہ ہی نہ ہو۔''

2 ......توبہ گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیتی ہے:

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿إِلَّا مَن تَابَ وَءَامَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّـَٔاتِهِمْ حَسَنَٰتٍ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝﴾ (الفرقان : ٧٠)

''سوائے اس شخص کے جس نے توبہ کی اور ایمان لایا، اور اچھے عمل کیے، ایسے لوگوں کے گناہ اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

3 ......توبہ تائب کے دل کو پاک صاف کر دیتی ہے:

نبی مکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا أَخْطَأَ خَطِيْئَةً نُكِتَتْ فِيْ قَلْبِهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فَإِذَا هُوَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ وَتَابَ صُقِلَ قَلْبُهُ ، وَإِنْ عَادَ زِيْدَ فِيْهَا حَتَّى تَعْلُوَ عَلىٰ قَلْبِهِ ، وَهُوَ الرَّانُ الَّذِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿ كَلَّا بَلْ رَانَ

[1] سنن ابن ماجه ، كتاب الزهد، باب ذكر التوبة، رقم: ٤٢٥٠ ـ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٣٠٠٨ .

عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ﴾.)) ❶

''بے شک جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نشان لگ جاتا ہے، پس اگر تو وہ گناہ چھوڑ دے اور توبہ کرے، تو اس کے دل کا نشان صاف ہوجاتا ہے، اور اگر وہ گناہ کی طرف ہی لگا رہے تو وہ نشان زیادہ ہوجاتا ہے، یہاں تک کہ اسکے دل پر سیاہی چھا جاتی ہے، اور ایسے زنگ آلود ہوجاتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشادگرامی ہے کہ ''ہرگز نہیں بلکہ ان کے کرتوتوں کے سبب ان کے دل زنگ آلود ہو چکے ہیں۔''

4 ......توبہ آدمی کی زندگی میں سکون واطمینان کا سبب ہے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ۭ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ③﴾ (هود: ٣)

''اور یہ کہ تم لوگ اپنے گناہ اپنے رب سے معاف کراؤ، پھر اسی کی طرف متوجہ رہو، وہ تم کو وقت مقررہ تک اچھا سامان (زندگی) دے گا، اور ہر زیادہ عمل کرنے والے کو زیادہ ثواب دے گا۔ اور اگر تم منہ پھیر لو تو میں تم پر بڑے دن کے عذاب سے خوف رکھتا ہوں۔''

5 ......توبہ رزق اور قوت میں زیادتی کا سبب ہے:

اللہ تعالیٰ نے سیّدنا نوح علیہ السلام کی زبان سے اعلان کرایا:

﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ⑩ يُّرْسِلِ السَّمَاۗءَ عَلَيْكُمْ

❶ مسند احمد: ٢٩٧/٣ - سنن الترمذی، ابواب التفسير، باب ومن سورة ويل للمطففين، رقم: ٣٣٣٤ - صحيح الجامع الصغير، رقم: ١٦٧٠.

مِّدْرَارًا ﴿١١﴾ وَّ يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ يَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ﴿١٢﴾﴾ (نوح: ١٠-١٢)

''اپنے رب سے اپنے گناہ بخشواؤ (معافی مانگو) وہ یقیناً بڑا بخشنے والا ہے، اور وہ تم پر آسمان (بارش) کو خوب برستا ہوا چھوڑ دے گا، اور تمہیں خوب پے در پے مال اور اولاد میں ترقی دے گا، اور تمہیں باغات دے گا، اور تمہارے لیے نہریں نکال دے گا۔''

6......توبہ دنیا وآخرت میں کامیابی کا زینہ ہے:

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ ﴿٦٧﴾﴾

(القصص: ٦٧)

''پس بہرحال جس نے توبہ کی اور ایمان لایا، اور اچھے اعمال کیے، پس عنقریب ایسا شخص کامیاب لوگوں میں سے ہو جائے گا۔''

مزید اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَ لَا يُظْلَمُوْنَ شَيْــًٔا ﴿٦٠﴾﴾ (مریم: ٦٠)

''سوائے اس شخص کے جس نے توبہ کی، اور ایمان لایا، اور نیک عمل کیے، پس یہی لوگ جنت میں اس حال میں داخل ہوں گے کہ ان پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔''

7......توبہ محبت الٰہی کا ذریعہ ہے:

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴿٢٢٢﴾﴾ (البقرة: ٢٢٢)

''یقیناً اللہ توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

باب نمبر 9

میں کیسے توبہ کروں؟

توبہ کرنے کا پہلا مرحلہ یہ ہے کہ آپ جس گناہ سے توبہ کرنا چاہتے ہیں بغیر کسی تردّد کے اسے جڑ سے ختم کر دیں۔ (اس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر آپ میں تمام گناہوں کو جڑ سے ختم کرنے کی طاقت نہیں، اور یہی سوچتے ہوئے آپ بعض گناہوں کو بھی ترک نہ کریں) جبکہ تمام گناہوں کو چھوڑنا افضل ہے۔ پھر آپ دل میں یہ پختہ نیت اور عزم کرتے ہوئے کہ آپ دوبارہ یہ کام نہیں کریں گے، اور اس گناہ پر شرمندہ ہوتے ہوئے، ان تمام آلات واشیاء سے جان بچاتے ہوئے جن کے ذریعے آپ گناہوں کا ارتکاب کرتے تھے، اللہ کے سامنے کھڑے ہوں آپ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھیں۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((مَا مِنْ عَبْدٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا فَيُحْسِنُ الطُّهُورَ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ إِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ .))

''کوئی بھی انسان گناہ کا ارتکاب کرتا ہے، اور اچھی طرح وضو کرتا ہے، پھر وہ اللہ کے سامنے کھڑا ہو کر دو رکعتیں پڑھتا ہے، پھر اللہ سے معافی مانگتا ہے، تو اللہ اسے معاف کر دیتے ہیں۔''

پھر نبی کریم ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

﴿وَ الَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَ مَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝﴾ (آل عمران : ۱۳۵)

''جب ان سے کوئی ناشائستہ کام ہو جائے، یا کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فوراً اللہ کا

ذکر اور اپنے گناہوں کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ فی الواقع اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون گناہوں کو بخش سکتا ہے؟ اور وہ لوگ باوجود علم کے کسی برے کام پر اڑ نہیں جاتے۔'' ❶

اور ہر حالت میں اللہ کا ذکر اور استغفار زیادہ کرو اور جتنی استطاعت ہو اتنے زیادہ اعمال صالحہ کرنے کی کوشش کرو، کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ الْحَسَنَٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّـَٔاتِ﴾ (ھود: ۱۱٤)

''بے شک نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔''

نیز نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((وَأَتْبِعْ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا .)) ❷

''برائی کے پیچھے نیکی کرو، وہ اس کو مٹا دے گی۔''

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِلَّا مَن تَابَ وَءَامَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَٰلِحًا فَأُو۟لَٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّـَٔاتِهِمْ حَسَنَٰتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا﴾ (الفرقان: ۷۰)

''مگر جو شخص توبہ کرے گا، اور ایمان لے آئے گا، اور نیک عمل کرے گا تو اللہ اس کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے گا، اور اللہ تعالیٰ بڑا معاف کرنے والا مہربان ہے۔''

اور وہ اچھے اعمال جن کے بارے میں نبی ﷺ سے صحیح نص وارد ہو، ان پر عمل بھی گناہوں کو ختم کرنے کا ایک ذریعہ ہے

---

❶ صحیح ابن حبان: ۳۹۰/۲، رقم: ۲۳۲۔ مسند احمد: ۱۰/۱۔ صحیح الترغیب والترھیب للالبانی، رقم: ۲۷۷.

❷ مسند احمد: ۱۵۳/۵، ۱۵۸۔ سنن ترمذی، ابواب البر والصلة، باب ما جاء في معاشرة الناس، رقم: ۹۸۷۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۷۹.

بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا' کرم کرنے والا، محبت کرنے والا اور مہربان ہے۔ وہ اپنے بندوں پر ماں کے اپنے بیٹے پر رحم کرنے سے بھی زیادہ مہربان ہے، پس تم اللہ کی طرف مائل ہوجاؤ (اور اپنے گناہوں پر) نادم ہوتے ہوئے، اور توبہ کرتے ہوئے اس کی طرف رجوع کرو۔ جب بندہ اس کی طرف اس کی وسیع رحمت کی امید رکھتے ہوئے متوجہ ہوتا ہے، تو اللہ اپنے بندے سے منہ نہیں موڑتا۔

لہٰذا توبہ سے غافل نہ ہو، کیونکہ تم نہیں جانتے کہ تمہیں موت کب آ لے گی' گناہوں میں جب کبھی ایک طویل عرصہ گزرتا ہے، تو گناہ کے اثرات بھی مضبوط ہوجاتے ہیں۔

''اور (کسی معاملے کو) ٹالنے والے کی مثال اس شخص جیسی ہے جو درخت کے تنے کو کاٹنا چاہتا ہے لیکن وہ اس کی مضبوطی کو دیکھتا ہے، تو کہتا ہے کہ اسے اکھیڑنے کے لیے کافی قوت کی ضرورت ہے، میں اس کام کو ایک سال کے لیے مؤخر کرتا ہوں، پھر اس کی طرف لوٹوں گا، پس ایسی صورتحال میں وہ کیسے اسے کاٹنے پر قادر ہوسکتا ہے؟ جبکہ ایسے شخص کی کمزوری میں دن بدن اضافہ ہورہا ہے، اور درخت اپنی مضبوطی میں بڑھ رہا ہے۔'' [1]

ایک حدیث قدسی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((وَمَـنْ تَـقَرَّبَ مِنِّيْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا ، وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّيْ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا ، وَمَنْ أَتَانِيْ يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً .)) [2]

''جو شخص ایک بالشت میرے قریب آتا ہے، میں ایک ہاتھ اس کے قریب جاتا ہوں۔ اور جو ایک ہاتھ قریب آتا ہے میں دو ہاتھ اس کے قریب جاتا ہوں۔ اور جو چل کر میری طرف آتا ہے میں دوڑ کر اس کے پاس آتا ہوں۔''

پس توبہ کرتے ہوئے اللہ کی طرف دوڑ کر جاؤ، اور جو تم نے کیا اس پر نادم ہوتے

---

[1] منهاج القاصدين، ص: ٢٦٧.

[2] صحيح مسلم ،كتاب الدعوات والأذكار ، رقم: ٦٨٣٢.

ہوئے خود کو اللہ کے سامنے پیش کر دو، پس ندامت ہی توبہ ہے۔ اور جب تم ایسا کرو گے تو تمہارا اس ذات کے بارے میں کیا گمان ہے جو ماں کے بیٹے پر رحم کرنے سے زیادہ اپنے بندے پر رحم کرنے والا ہے؟

حدیث قدسی میں ہے؛ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((أَنَـا عِـنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي ، إِنْ ظَنَّ بِيْ خَيْرًا فَلَهُ ، وَإِنْ ظَنَّ شَرًّا فَلَهُ .)) [1]

''میں اپنے بندے کے، میرے متعلق خیال کے مطابق پاس ہوتا ہوں' اگر وہ میرے متعلق اچھا خیال کرے تو (اچھائی) اس کے لیے ہے، اور اگر وہ برا خیال کرے تو یہ (برائی) بھی اس کے لیے ہے۔''

پس اللہ ارحم الراحمین کے بارہ میں اچھا گمان رکھو، اور یہ یقین رکھتے ہوئے توبہ کرو کہ اللہ کے علاوہ لوٹنے کا کوئی ٹھکانہ نہیں، اور اچھے کاموں میں جلدی کرو، اور اس کے صالح بندوں کے ساتھ دوستی رکھو۔ اور اس شاعر کی طرح کہو' جس کا یہ کہنا ہے:

یـا رب ان عـظمت ذنوبی کثرة　　فـلـقد علمت بان عفوك اعظم

ان کـان ذا یـرجـوك الا مـحسنًا　　فبـمـن یـلوذ ویستجیر المجرم

ربـی دعـوتك ما امرت تضرعًا　　فـاذا رددت یـدي فمن ذا یرحم

''اے میرے رب! اگر چہ میرے گناہ بہت زیادہ ہو گئے ہیں...... پس بے شک میں یہ بھی جانتا ہوں کہ آپ کی معافی بڑی ہے...... تجھ سے امید کرنے والا صرف محسن ہی ہے...... پس کس سے سرکش اور مجرم پناہ طلب کرے گا...... اے میرے رب! میں نے آپ کے حکم کے ساتھ عاجزی کرتے ہوئے آپ کو پکارا...... اگر تو نے میرے ہاتھوں کو (خالی) لوٹا دیا تو پس کون ہے رحم کرنے والا؟''

---

[1] مسند احمد: ٢ / ٣٩١، وسنده صحيح.

اے ہمارے بھائی! تم سستی نہ کرو، اور نہ ہی ٹال مٹول سے کام لو۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ سَارِعُوْۤا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ ۙ﴾ (آل عمران : ۱۳۳)

''اور اپنے رب کی مغفرت اور جنت کی طرف تیزی سے لپکو، جس کی چوڑائی زمین وآسمان کے برابر ہے، اور وہ پرہیز گاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔''

✪✪✪✪

باب نمبر 10

توبہ کس سے ٹوٹتی ہے

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک آدمی اپنی تمام تر غلطیاں، خطائیں یاد کر کے توبہ کر لیتا ہے لیکن کچھ عرصے بعد وہی گناہ کرنے شروع کر دیتا ہے، جس سے اس نے توبہ کی تھی تو کیا دوبارہ وہی گناہ کرنے سے پہلی توبہ ختم ہو جائے گی، یا اس کے ذمہ اب جو دوبارہ گناہ کیے ہیں صرف یہی لکھے جائیں گے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ جن چیزوں سے توبہ کر لی گئی تھی وہ تو معاف ہو گئے ہیں، اور جو گناہ اب ہوئے ہیں ان کے اثرات پہلی توبہ پر مرتب نہیں ہوں گے۔ یعنی پہلی کی ہوئی توبہ نہیں ٹوٹے گی، بہر حال توبہ پر مستمر رہنے کے لیے، اچھے دوستوں کی صحبت اختیار کرنا، قرآن وسنت کا مطالعہ کرنا، اور اللہ کی خشیت اپنے اندر پیدا کرنا انتہائی ضروری ہے۔ [1]

اگر کوئی شخص گناہ سے توبہ کرتا ہے، پھر توبہ کے بعد اس گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو توبہ ٹوٹنے کے باوجود بھی اسے پہلے گناہ کی سزا نہیں ملے گی۔ کیونکہ توبہ ایک نیکی ہے اور دوبارہ گناہ کرنا برائی ہے، لہٰذا یہ بعد میں آنے والی برائی پہلے کی نیکی کو ختم نہیں کرے گی۔ جس طرح کہ توبہ کے بعد گناہ اس کے بعد میں آنے والی نیکی کو باطل نہیں کرے گا۔ واللہ اعلم

✪✪✪✪

[1] فتاوی سماحة الشيخ عبدالعزيز بن باز رحمه الله : ١/٢٥٣-٢٥٥

باب نمبر 11

توبہ کرنے والوں کے درجات

توبہ کرنے والوں کے مندرجہ ذیل چار درجات ہیں:

پہلا درجہ :......ان لوگوں کا ہے جو اپنے رب سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں، اور آخر دم تک اس پر استقامت اختیار کرتے ہیں' کبھی بھی دوبارہ اس گناہ والے رستے پر نہیں آتے' اور توبہ کرنے والوں کا سب سے اعلیٰ درجہ یہی ہے۔

دوسرا درجہ :......ان لوگوں کا ہے جو اپنے رب کے ہاں توبہ کرتے ہیں، اور اس پر پکے رہنے کا عزم کر لیتے ہیں، لیکن بغیر قصد کے کبھی ان سے گناہ سرزد ہو جاتے ہیں، اور گناہ سرزد ہونے کے بعد وہ نفس کو ملامت کرتے ہیں، اور اپنے کیے پر شرمندہ ہوتے ہیں، اور توبہ کا یہ بھی بڑا عظیم درجہ ہے لیکن پہلے درجہ سے کم۔

تیسرا درجہ :......ان لوگوں کا ہے جو عرصہ تک توبہ پر مستمر رہتے ہیں، اور آخر معاصی میں واقع ہوتے ہیں تو شھوات ان پر غالب آ جاتی ہیں، نیک اعمال کے ساتھ ساتھ برے اعمال بھی کرتے ہیں، اور پھر ان برے اعمال پر ندامت بھی کرتے ہیں' اور خیال کرتے ہیں کہ ہم اس سے مرنے سے پہلے باز آ جائیں گے لیکن ان کو اچانک موت آ جاتی ہے، اور وہ توبہ سے پہلے ہی مر جاتے ہیں۔ اب ان کی شرمندگی کا ان کو کوئی فائدہ ہی نہیں۔

چوتھا درجہ :......ان لوگوں کا ہے جنھوں نے توبہ کی اور ایک وقت تک اس پر قائم رہے لیکن نفس اُمارہ نے انھیں برائی پہ ابھارا اور شہوات نے انھیں بہکایا، تو وہ گناہ میں ایسے پڑے کہ اس سے واپس آنے کا نام نہیں لیتے، ایسے لوگوں کے سوء خاتمہ کا ڈر ہے، اگر وہ اپنے نفس کی خواہشات کے مطابق چلتے رہیں۔

باب نمبر 12

بے مثال توبہ کے چند واقعات

1۔ آدم علیہ السلام کی توبہ:

اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام سمیت سب کو سکھایا ہے کہ وہ ہر حال میں اپنے رب کی حمد و ثنا بیان کرتے رہیں، اور اس سے مغفرت و رحمت کی دُعا کرتے رہیں۔ چنانچہ سیّدنا آدم علیہ السلام سے جب غلطی سرزد ہوئی، اور انہیں احساس ہوا، تو اللہ سے اپنی لغزش کی معافی مانگنا چاہی، تو اللہ تعالیٰ سے وہ ہی الفاظ سیکھے جن کے ذریعے انہوں نے اللہ سے مغفرت طلب کی۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنۡ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيۡهِ‌ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ ۝۳۷﴾

(البقرہ: ۳۷)

''پھر آدم نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھے، تو اللہ نے ان کی توبہ قبول کر لی۔ بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔''

وہ کلمات جو اللہ تعالیٰ نے سیّدنا آدم علیہ السلام کو سکھائے تاکہ ان کے ذریعہ اپنی توبہ کا اعلان کریں۔ وہ یہ تھے:

﴿رَبَّنَا ظَلَمۡنَاۤ اَنۡفُسَنَا ٚ وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ۝۲۳﴾ (الاعراف: ۲۳)

''اے ہمارے رب! ہم نے اپنے اوپر بہت ظلم کیا، اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا، اور ہمارے حال پر رحم نہ کیا، تو ہم بے شک خسارہ پانے والوں میں سے ہوں گے۔''

بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ آدم علیہ السلام کے اندر پانچ خوبیاں پائی گئیں:

1۔ انہوں نے خطا کا اعتراف کیا۔

2۔ اس پر نادم ہوئے۔

3۔ اپنے نفس پر ملامت کی۔

4۔ فوراً توبہ کی۔

5۔ اور اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہیں ہوئے۔

اور اس کے برعکس ابلیس لعین میں پانچ برائیاں پائی گئیں:

1۔ اپنے گناہ کا اعتراف نہیں کیا۔

2۔ اس پر نادم نہیں ہوا۔

3۔ اپنے نفس پر ملامت نہیں کی، بلکہ اپنے رب پر اعتراض کیا۔

4۔ توبہ نہیں کی۔

5۔ اور اللہ کی رحمت سے نا اُمید ہو گیا۔

2۔نوح علیہ السلام کی توبہ:

نوح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ان کی قوم کو دعوتِ اسلام دینے کے لیے نبی بنا کر بھیجا، کہا جاتا ہے کہ ان کے کفر و شرک اور شر و فساد سے زمین بھر گئی تھی۔ چنانچہ نوح علیہ السلام نے ان سے کہا کہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانے کے لیے بھیجا گیا ہوں۔ لوگو! اللہ کے سوا دوسروں کی عبادت نہ کرو، ورنہ مجھے ڈر ہے کہ اللہ کا دردناک عذاب تمہیں اپنی گرفت میں لے لے گا۔

﴿اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ۝۲۶﴾

(ھود: ۲۶)

''نوح علیہ السلام کی قوم کے سرداروں نے ان کی دعوت کو رد کر دیا، اور ان کے نبی ہونے میں شبہات کا اظہار کیا۔ نوح علیہ السلام مسلسل تبلیغ کرتے رہے۔ دلائل و براہین کے ذریعے انہیں دعوت دیتے رہے۔ جب قوم کے پاس کفر و عناد پر قائم رہنے کی کوئی دلیل نہیں رہی، اور نوح علیہ السلام کے دلائل و براہین کے آگے انہوں نے اپنے آپ کو یکسر عاجز پایا، تو کہنے لگے کہ اے نوح! ہم تمہارے مناظروں سے تنگ آ گئے ہیں۔ اگر تم سچے ہو تو جس عذاب کا وعدہ کرتے آئے ہو اسے لا کر دکھا دو، تو نوح علیہ السلام نے جواب دیا کہ یہ میرے اختیار میں نہیں ہے، جب اللہ چاہے گا عذاب آئے گا، اور اس وقت تم اسے عاجز نہ بنا سکو گے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو خبر دی کہ جو لوگ اب تک ایمان لا چکے ہیں، ان کے علاوہ اب کوئی ایمان نہیں لائے گا۔ حسن بصری رحمہ اللہ کا قول ہے کہ ''جب اللہ نے نوح علیہ السلام کو بذریعہ وحی خبر دے دی تو وہ ان کے ایمان لانے سے نا اُمید ہو گئے۔ اور ان کے حق میں بددُعا کر دی کہ اے اللہ! اب کسی کافر کو زمین پر نہ رہنے دے۔''

جب عذاب کا آنا یقینی ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم دیا اور اس کی تعلیم دی، تاکہ وہ ان کے ماننے والے مسلمان طوفان سے بچ سکیں، اور کافروں کی نجات کے لیے شفاعت کرنے سے منع فرما دیا، اس لیے کہ ان کے بارے میں اللہ کا فیصلہ صادر ہو چکا تھا کہ ان کو طوفان کی نذر ہو جانا ہے۔

جب قوم کی ہلاکت کا حکم آ گیا، اور پانی پوری شدت کے ساتھ اُبلنے لگا تو اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ زمین پر پائے جانے والے تمام جانوروں اور چڑیوں وغیرہ کے جوڑے کشتی میں رکھ لیں، اور دیگر مسلمانوں کے ساتھ صرف رشتہ داروں کو سوار کر لیں، جو ان پر ایمان لائے تھے۔ قتادہ اور ابن جریر کے قول کے مطابق ان کی تعداد آٹھ تھی، نوح، ان کی بیوی، ان کے تین بیٹے اور ان کی بیویاں۔ ان کا بیٹا کنعان اور ان کی بیوی اُم کنعان مومن نہیں تھے۔ اس لیے ان کے ساتھ کشتی پر سوار نہیں ہوئے۔

جب نوح اور ان کے ساتھی ''بسم اللہ'' کہہ کر سوار ہو گئے، کشتی پہاڑوں کے مانند اونچے موجوں کے درمیان چلنے لگی، اس وقت نوح نے اپنے بیٹے کو پکارا جو کافر ہونے کی وجہ سے کشتی میں سوار نہیں ہوا تھا، کہ اے میرے بیٹے! اب بھی موقع ہے کہ ہمارے دین میں داخل ہو جاؤ، اور ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جاؤ اور کافروں کا ساتھ چھوڑ دو۔

نوح علیہ السلام نے شفقت پدری سے متاثر ہو کر اپنے رب سے دُعا کی، اور کہا کہ اے میرے رب! میرا بیٹا میرے گھر والوں میں سے ہے، اور تیرا وعدہ برحق ہے، تو نے کہا کہ اپنے گھر والوں کو بھی کشتی پر سوار کر لو تا کہ سب طوفان سے بچ جائیں۔ تو آج تو اسے توفیق دے دے کہ ایمان لائے آئے اور ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جائے۔

﴿وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ۝٤٥﴾ (هود: ٤٥)

''اللہ تعالیٰ نے پھر نوح کو اپنا حتمی فیصلہ بتا دیا کہ اے نوح! وہ ایمان نہیں لائے گا، اس لیے کہ وہ آپ کے گھر والوں میں سے نہیں ہے، آپ کے گھر والے تو دین و شریعت کے پابند اور اہل اصلاح ہیں اور وہ صالح نہیں ہے، اس لیے وہ طوفان سے نہیں بچے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو تنبیہ کی کہ جس مقصد کے پورے طور پر صائب ہونے کا آپ کو علم نہ ہو اس کا اللہ سے سوال مت کیجیے، اس لیے کہ ایسا کرنا نادانوں کا شیوہ ہوتا ہے:

﴿يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ڶ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنِّىْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝٤٦﴾

(هود: ٤٦)

فائدہ:...... علماء نے اس سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ جس بات کا مطابق شرع ہونے کا آدمی کو علم نہ ہو اس کی دُعا نہیں کرنی چاہیے۔

بہر حال جب نوح علیہ السلام کو اس بات کا علم ہو گیا کہ ان کا سوال شریعت کے مطابق

نہیں تھا، اور یہ محض ان کا وہم تھا کہ ممکن ہے کنعان مسلمان بن کر کشتی پر سوار ہو جائے، تو اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور اللہ سے مغفرت و رحمت طلب کی:

﴿رَبِّ اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَ اِلَّا تَغْفِرْ لِیْ وَ تَرْحَمْنِیْۤ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۴۷﴾﴾ (ھود: ۴۷)

''اے میرے رب! میں تیرے ذریعہ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تجھ سے کوئی ایسا سوال کروں جس کا مجھے علم نہیں۔ اور اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا، اور مجھ پر رحم نہ کیا تو میں گھاٹا اُٹھانے والوں میں ہو جاؤں گا۔''

3۔ یونس علیہ السلام کی توبہ:

یونس بن قس علیہ السلام کو ''موصل'' کے علاقے نینوی والوں کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا تھا، تا کہ لوگوں کو توحید باری تعالیٰ، عدل و انصاف اور اخلاق حسنہ کی دعوت دیں، لیکن انہوں نے ان کی دعوت کو قبول نہیں کیا، بلکہ دن بدن ان کی شر انگیزی بڑھتی ہی گئی۔ آخر کار ان کے کفر سے تنگ آ کر انہیں دھمکی دی کہ اگر وہ ایمان نہیں لائیں گے تو ان پر اللہ کا عذاب آ کر رہے گا، اور خود وہاں سے نکل کر بیت المقدس آ گئے۔ اور پھر وہاں سے ''یافا'' کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور ''ترشیش'' کی طرف جانے والی ایک کشتی میں سوار ہو گئے۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ تیز آندھی چلنے لگی اور کشتی کو خطرہ لاحق ہو گیا تو لوگوں نے کشتی کا بوجھ کم کرنے کے لیے اپنا سامان سمندر میں پھینک دیا، اس کے بعد بھی خطرہ نہ ٹلا تو انہوں نے سوچا کہ کشتی میں ضرور کوئی ایسا آدمی موجود ہے جس کی وجہ سے خطرہ لاحق ہے۔ چنانچہ قرعہ اندازی کی تو یونس علیہ السلام کا نام قرعہ نکلا، اس لیے لوگوں نے انہیں سمندر میں پھینک دیا تو طوفان رُک گیا۔ اللہ نے مچھلی کو بھیجا جس نے انہیں نگل لیا۔ تین دن تک مچھلی کے پیٹ میں رہے، پھر دُعا کی، اپنے آپ کو ظالم کہا تو اللہ رب العزت نے ان کی دُعا قبول کر لی اور مچھلی نے ساحل پر آ کر اپنے پیٹ سے انہیں باہر پھینک دیا۔

﴿لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۸۷﴾﴾

(الانبیاء: ۸۷)

''تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، تو تمام عیوب سے پاک ہے، میں بے شک ظالم تھا۔''

دعا کی فضیلت:

''ترمذی، نسائی اور حاکم وغیرھم نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت لی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یونس کی دُعا جب وہ مچھلی کے پیٹ میں تھے: ﴿لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۸۷﴾﴾ تھی۔ جب بھی کوئی مسلمان اپنے رب سے کسی حاجت کے لیے یہ دُعا کرے گا قبول کی جائے گی۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ احمد، حاکم اور ترمذی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آیت میں ''ظلمات'' یعنی تاریکیوں سے مراد رات کی تاریکی، مچھلی کے پیٹ کی تاریکی اور سمندر کی تاریکی ہے۔'' (تیسیر الرحمن، ص: ۹۳۷)

4......سو آدمیوں کے قاتل کی توبہ:

سیدنا ابوسعید بن مالک بن سنان الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم سے پہلے زمانے میں ایک آدمی تھا، جس نے ننانوے (۹۹) قتل کیے تھے، اس نے روئے زمین کے سب سے بڑے عالم کے بارے میں دریافت کیا تو اسے ایک راہب کا پتہ بتایا گیا، وہ راہب کے پاس حاضر ہوا، اور کہا: میں نے ننانوے (۹۹) قتل کیے ہیں، کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ راہب نے کہا: نہیں' اس پر اس نے راہب کو بھی قتل کر کے سو کا عدد پورا کر دیا' اس نے پھر زمین کے سب سے بڑے عالم کے بارے میں دریافت کیا، تو اسے ایک عالم دین کا پتہ بتایا گیا، اس نے عالم سے کہا: میں نے سو قتل کیے ہیں، کیا میری توبہ قبول ہونے کی کوئی صورت ہے؟ عالم دین نے کہا: ہاں! فلاں علاقے

میں چلے جاؤ، وہاں کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، تم بھی ان کے ساتھ مل کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اور اپنی اس زمین کی طرف واپس مت آنا، یہ برائی کی زمین ہے۔ وہ آدمی وہاں سے چل پڑا، جب ٹھیک درمیان راستے میں پہنچا تو اس کی موت کا وقت آ گیا، اس کے بارے میں رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے آپس میں جھگڑ پڑے، رحمت کے فرشتوں نے کہا: یہ توبہ کر کے چلا تھا، اور اپنے دل کو اللہ کی طرف موڑ چکا تھا۔ عذاب کے فرشتوں نے کہا: اس نے قطعاً کوئی نیک کام نہیں کیا، اب ایک فرشتہ آدمی کی صورت میں ان کے پاس آیا، فرشتوں نے اس آدمی نما فرشتے کو اپنا فیصل بنالیا' اس فیصلہ کرنے والے فرشتے نے کہا:

((قِيْسُوْا مَا بَيْنَ الْاَرْضَيْنِ فَاِلٰى اَيَّتِهِمَا كَانَ اَدْنَى فَهُوَ لَهٗ ، فَقَاسُوْا فَوَجَدُوْهُ اَدْنَى اِلَى الْاَرْضِ الَّتِىْ اَرَادَ فَقَبَضَتْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ)) [1]

''دونوں مقامات کے درمیان کا فاصلہ ناپ لو، جس مقام سے وہ قریب ہے اسی میں اس کا شمار کرلو' فرشتوں نے پورے فاصلے کو ناپا تو جس علاقے کی طرف اس کا رخ تھا، وہ قریب تر نکلا، لہٰذا رحمت کے فرشتوں نے اس کی روح قبض کی۔''

ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں کہ:

((فَكَانَ إِلَى الْقَرْيَةِ الصَّالِحَةِ أَقْرَبَ مِنْهَا بِشِبْرٍ فَجُعِلَ مِنْ أَهْلِهَا .)) [2]

''وہ آدمی نیک لوگوں کی بستی کے ایک بالشت قریب تھا، چنانچہ اسے نیک لوگوں میں شمار کیا گیا۔''

ایک اور روایت میں ہے:

((فَاَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلٰى هٰذِهِ اَنْ تَبَاعَدِىْ ، وَاِلٰى هٰذِهِ اَنْ

[1] صحيح مسلم ، كتاب الدعوات والأذكار، باب قبول توبة القاتل ، رقم : ٧٠٠٨.
[2] صحيح مسلم. أيضًا: رقم، ٧٠٠٩.

تَـقَـرَّبِـیْ وَقَـالَ: قِیْسُـوْا مَـا بَیْنَهُمَا فَوُجِدَ اِلٰی هٰذِهِ اَقْرَبَ بِشِبْرٍ فَغُفِرَ لَهُ)) ❶

''اللہ تعالیٰ نے برے علاقے کی زمین کو حکم دیا کہ تو دور ہو جا (لمبی ہو جا) اور نیک علاقے کی زمین کو حکم دیا کہ تو قریب ہو جا۔ نیز اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ان دونوں علاقوں کا رقبہ ناپ لو۔ چنانچہ اسے نیک علاقے کی طرف ایک بالشت قریب پایا گیا (نتیجتاً) اس کی بخشش ہوگئی۔''

5 ......سیّدنا ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ کی توبہ:

ہم اس اُمت کے ابتدائی اور درخشاں دور یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے دور میں توبہ کا ایک نمونہ پیش کرتے ہیں، سیّدنا بریدہ الاسلمی بیان کرتے ہیں: ماعز بن مالک الاسلمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے، اور زنا کر بیٹھا ہوں، میری خواہش ہے کہ آپ مجھے پاک کر دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے واپس بھیج دیا، اگلے دن وہ پھر آ گیا، اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول! میں نے زنا کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دوبارہ واپس لوٹا دیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قوم کو پیغام بھیج کر دریافت کیا کہ تمہارے علم کے مطابق ماعز کی عقل میں کوئی فتور تو نہیں، یا تم اسے بدلا سا تو نہیں پاتے ہو؟ قوم والوں نے جواب دیا: ہماری معلومات کے مطابق وہ کامل عقل کا مالک ہے، اور ہمارے خیال کے مطابق وہ نیک آدمی ہے، ماعز تیسرے دن پھر آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں دوبارہ دریافت فرمایا، تو قوم والوں نے کہا: نہ تو اس کا کردار بدلا ہے، اور نہ ہی اس کی عقل میں کوئی کوتاہی واقع ہوئی ہے۔ چنانچہ چوتھے روز ان کے لیے

❶ صحیح بخاری، کتاب الانبیاء، رقم: ٣٤٧٠.

ایک گڑھا کھودا گیا، پھر آپ ﷺ کے حکم سے انہیں سنگسار کر دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ماعز نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اسے ایک قوم پر تقسیم کر دیا جائے، تو وہ انہیں وافر ٹھہرے۔ ❶

6 ...... غامدیہ خاتون کی توبہ:

ایک غامدیہ خاتون بھی آئی اور اس نے درخواست کی کہ اے اللہ کے رسول! میں زنا کر بیٹھی ہوں مجھے پاک کر دیں۔ آپ ﷺ نے اسے بھی واپس لوٹا دیا۔ اگلے دن اس نے پھر آ کر کہا کہ اے اللہ کے رسول! آپ مجھے کیوں واپس لوٹاتے ہیں، شاید آپ مجھے بھی اس طرح واپس لوٹانا چاہتے ہیں جس طرح ماعز کو واپس لوٹایا تھا۔ اللہ کی قسم! میں تو حاملہ ہو چکی ہوں! آپ نے یہ بیان سننے کے بعد فرمایا: تب تو سزا نافذ نہیں ہو سکتی، جاؤ اور ولادت کے بعد آنا۔ جب غامدیہ نے بچے کو جنم دے لیا تو اسے ایک کپڑے میں لپیٹ کر لے آئی، اور کہا: میں بچے کو جنم دے چکی ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: اسے لے جاؤ، اور دودھ پلاؤ، یہاں تک کہ تم اس کا دودھ چھڑا دو، جب اس نے دودھ چھڑوایا تو بچے کو لے آئی، اور اس کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا۔ کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! اس کا دودھ میں نے چھڑوا دیا ہے، اور اب یہ کھانا کھاتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے بچہ ایک مسلمان کے حوالے کر دیا۔ پھر آپ ﷺ کے حکم سے اس کے لیے سینہ تک گڑھا کھودا گیا، اور آپ کے حکم سے لوگوں نے اسے سنگسار کر دیا۔ سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ایک پتھر غامدیہ کے سر پر مارا، تو خون کے چھینٹے سیّدنا خالد رضی اللہ عنہ کے چہرے پر آ پڑے، اس پر سیّدنا خالد رضی اللہ عنہ نے اس خاتون کو بُرا بھلا کہا، نبی اکرم ﷺ نے ان کے الفاظ سنے تو فرمایا:

((مَهْلًا يَـا خَـالِدُ! فَوَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهِ! لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَ لَهُ .)) ❷

❶ صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسه بالزنی، رقم: ٤٤٣١.

❷ صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسه بالزنی، رقم: ٤٤٣٢.

''خالد ذرا رُک کر! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس عورت نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر لوگوں سے غنڈہ ٹیکس لینے والا بھی ایسی توبہ کرتا تو اس کی بخشش ہو جاتی۔''

پھر آپ ﷺ کے حکم سے اس کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی اور اسے دفن کر دیا گیا۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اسے رجم کیا ہے اور اس کی نمازِ جنازہ بھی ادا کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَو قُسِّمَتْ بَيْنَ سَبْعِيْنَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَوْ سِعَتْهُمْ، وَهَلْ وَجَدْتَ شَيْئًا اَفْضَلَ مِنْ أَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ)) [1]

''یقیناً اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر مدینہ کے ستر آدمیوں پر تقسیم کر دی جائے تو سب کی بخشش ہو جائے، کیا تم نے اس سے بھی افضل کوئی کام دیکھا ہے کہ اس نے اپنی جان اللہ کو راضی کرنے کی خاطر قربان کر دی۔''

✪✪✪✪

---

[1] صحيح مسلم، كتاب وباب أيضًا، رقم: ٤٤٣٣.

باب نمبر 13

گناہوں کو دھو دینے والے چند اعمال

اللہ رب العالمین کا ہم پر بڑا فضل ہے کہ اس نے ہمارے لیے بعض ایسے اعمال مشروع قرار دیے جو گناہوں اور خطاؤں کو مٹانے والے ہیں، ان میں سے بعض اعمال کا ذکر اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید میں، اور بعض کا احادیث صحیحہ میں آیا ہے۔ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں ''معرفة الخصال المكفرة للذنوب المقدمة والمؤخرة'' کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی ہے۔ ہم نے ان اعمال کو اس کتاب، اور اس موضوع کی دوسری کتاب ''مکفرات الذنوب، از شیخ سلیم الھلالی'' سے اخذ کیا ہے۔

1 ...... مسجد کی طرف چلنا:

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَاوَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ قَالُوْا بَلَى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ.)) [1]

''میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جس سے اللہ تمام گناہ مٹا دیتا ہے، اور اس کے ذریعے درجات کو بلند کر دیتا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: کیوں نہیں اے اللہ کے

[1] مؤطا مالك، رقم: ٧٧ـ صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب فضل اسباغ الوضوء على المكاره، رقم: ٥٨٧ـ صحيح الترغيب والترهيب رقم: ١٨٥ـ سنن ترمذى، ابواب الطهارة، باب فى اسباغ الوضوء، رقم: ٥١ـ صحيح ابن حبان رقم: ١٠٣٨ـ صحيح ابن خزيمه، رقم: ٥.

رسول! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ناپسندیدگی کے باوجود اچھی طرح وضو کرنا، اور مسجدوں کی طرف زیادہ قدم چلنا، اور ایک نماز کے بعد (آنے والی) دوسری نماز کا انتظار کرنا، پس (فرمایا) یہ تمہارے لیے رباط ہے، یہ رباط ہے، یہ رباط ہے۔''

2......ایک نماز کے بعد (آنے والی) دوسری نماز کا انتظار کرنا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَتَـانِـيْ اللَّيْلَةَ رَبِّيْ فِيْ أَحْسَنِ صُوْرَةٍ فَقَالَ، يَا مُحَمَّدُ! قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَبِّـيْ وَسَعْدَيْكَ، قَالَ: فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلٰى؟ قُلْتُ: رَبِّـيْ لاَ أَدْرِيْ، فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَابَيْنَ ثَدْيَيَّ فَعَـلِـمْـتُ مَـا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ، فَقُلْتُ لَبَّيْكَ وَسَـعْـدَيْكَ، قَـالَ فِيْـمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلٰى؟ قُلْتُ! فِيْ الـدَّرَجَاتِ، وَالْـكَـفَّـارَاتِ وَنَـقَـلِ الْأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ، وَإِسْبَـاغِ الْـوُضُـوْءِ فِـيْ الْـمَـكْـرُوْهَاتِ، وَانْتِظَارِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الـصَّلَاةِ، وَمَـنْ يُـحَـافِظُ عَلَيْهِمْ عَاشَ بِخَيْرٍ، وَمَاتَ بِخَيْرٍ، وَكَانَ مِنْ ذُنُوْبِهِ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ.)) [1]

''رات (خواب میں) میرے پاس میرا رب اچھی صورت میں آیا اور کہا: اے محمد! میں نے کہا: اے میرے رب! میں حاضر ہوں، فرمایا: (کیا آپ کو معلوم ہے) عالم بالا میں جھگڑا کس کے متعلق ہوتا ہے؟ میں نے کہا: اے میرے رب! مجھے معلوم نہیں۔ پس اس نے اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھا

[1] صحيح الترمذى، رقم: ٢٥٨١۔ مسند أبي يعلى، رقم: ٢٦١١۔ صحيح الترغيب والترهيب، للألبانى رقم: ٩٤.

جس کی ٹھنڈک میں نے اپنی چھاتی میں محسوس کی، پس مجھے مشرق اور مغرب کی چیزوں کے متعلق معلومات مل گئیں۔ پس کہا: اے محمد! میں نے کہا: میں حاضر ہوں، فرمایا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ عالم بالا میں جھگڑا کس چیز کے متعلق ہوتا ہے؟ میں نے کہا: ہاں! کفارات، درجات، نماز باجماعت کے لیے قدموں کے چلنے، ناچاہتے ہوئے وضو کرنے اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنے میں ہوتا ہے۔ اور جس نے ان (پانچوں نمازوں) کی حفاظت کی وہ خیر کے ساتھ رہے گا، اور خیر پر اس کی موت آئے گی، اور اپنے گناہوں سے (اس طرح) پاک وصاف ہوجائے گا، جیسے وہ اس دن تھا کہ جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔''

3 ...... عاشوراء اور یوم عرفہ کا روزہ رکھنا:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((وَصِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ إِنِّيْ أَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِيْ بَعْدَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِيْ قَبْلَهُ، وَصَوْمُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ إِنِّي أَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِيْ قَبْلَهُ .)) [1]

''مجھے اللہ پر یقین ہے کہ جو شخص یوم عرفہ کا روزہ رکھے تو اللہ اس کے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔ اور جو آدمی یوم عاشوراء کا روزہ رکھے تو اللہ اس کے ایک سال پہلے کے گناہ معاف کردیتے ہیں۔''

4 ...... رمضان کا قیام کرنا:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

[1] سنن ابو داد، کتاب الصوم ، باب فی صوم الدهر تطوعًا، رقم: ٢٤٢٥۔ سنن ترمذی، ابواب الصوم باب ماجاء فی فضل یوم عرفة رقم: ٧٤٩۔ صحیح الجامع الصغیر للألبانی: ٣٨٥٣.

((مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) ❶

''جو آدمی حالت ایمان میں اور ثواب کی نیت سے رمضان (کی راتوں) میں قیام کرلے تو اللہ اس کے تمام سابقہ گناہ معاف کر دیتا ہے۔''

5...... حج مبرور کرنا:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ)) ❷

''جس نے اللہ کے لیے حج کیا، اور اس میں جماع اور کوئی فسق والا کام نہ کیا تو وہ ایسے ہی لوٹے گا جیسا کہ آج ہی اس کو اس کی ماں نے جنم دیا ہے۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

((حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةَ .)) ❸

''حج مبرور کی جزاء جنت ہی ہے۔''

6......تنگ دست کو مہلت دینا:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كَانَ تَاجِرٌ يُدَايِنُ النَّاسَ فَإِذَا رَأَى مُعْسِرًا قَالَ لِفِتْيَانِهِ ، تَجَاوَزُوْا عَنْهُ لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يَتَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنَّا .)) ❹

''ایک تاجر لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا، جب وہ کسی تنگ دست آدمی کو دیکھتا تو اپنے ساتھیوں کو کہتا کہ اسے مہلت دے دو، شاید کہ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں سے تجاوز فرمائے۔''

---

❶ صحیح بخاری، کتاب صلاة التراویح ، باب فضل من قام رمضان رقم: ۲۰۰۹۔ صحیح مسلم، کتاب صلاة التطوع باب الترغیب فی قیام رمضان و لیلة القدر، رقم: ۱۷۷۹۔ صحیح الجامع الصغیر، للألبانی: ٦٤٤.

❷ صحیح بخاری، کتاب الحج، باب فضل الحج المبرور، رقم: ۱۵۲۱.

❸ مسند احمد: ۳۳٤/۳۔ صحیح الجامع الصغیر للألبانی، رقم: ۳۱۷۰.

❹ صحیح بخاری ،کتاب البیوع ،باب من أنظر معسراً، رقم: ۲۰۷۹.

7 ...... برائی کے فوراً بعد نیکی کرنا:

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ﴾ (هود: ١١٤)

''بے شک نیکیاں برائیوں کو ہٹا دیتی ہیں۔''

اور نبی ﷺ نے سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ کرتے ہوئے وصیت فرمائی:

((يَا مُعَاذُ! اِتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُمَا كُنْتَ ، وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا ، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ .)) ❶

''اے معاذ! جہاں بھی ہو اللہ سے ڈرتے رہنا، اور برائی کے (فوراً) بعد نیکی کرنا وہ اس (برائی) کو مٹا دے گی۔ اور لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنا۔''

8 ...... سلام کہنا اور اچھی کلام کرنا:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّ مَوْجِبَاتِ الْمَغْفِرَةِ بَذَلُ السَّلَامِ ، وَحُسْنُ الْكَلَامِ .)) ❷

''بے شک مغفرت کو واجب کرنے والی اشیاء میں سے سلام کہنا اور اچھی گفتگو کرنا بھی ہے۔''

9 ...... آزمائش پر صبر کرنا:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُولُ: إِنِّي إِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدًا مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنًا فَحَمِدَنِي عَلَى مَا ابْتَلَيْتُهُ فَإِنَّهُ يَقُومُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذٰلِكَ

---

❶ مسند احمد: ١٥٣/٥۔ سنن ترمذی، ابواب البر والصلة ، باب ماجاء فی معاشرة الناس رقم: ١٩٨٧۔ صحيح الجامع الصغير للألبانی ، رقم : ٩٧

❷ مكارم الأخلاق ص: ٣٣۔ سلسة الأحاديث الصحيحة، رقم: ١٠٣٥.

كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ مِنَ الْخَطَايَا ، وَيَقُوْلُ الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ: أَنَا قَيَّدْتُ عَبْدِيْ وَابْتَلَيْتُهُ ، وَأَجْرُوا لَهُ كَمَا كُنْتُمْ تُجْرُوْنَ لَهُ .)) [1]

''بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب میں اپنے مومن بندوں میں سے کسی کو آزماتا ہوں، اور وہ اس آزمائش پر میری تعریف کرتا ہے۔ تو بے شک وہ اپنی خوابگاہ سے ایسے اٹھے گا جیسا کہ اس کی ماں نے اسے آج جنم دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں نے اپنے بندے کو قید کیا اور اسے آزمایا بھی، تو آج تم اسے اجر دے دو۔ جس طرح تم اسے بحالت عافیت اُجر دیتے تھے۔''

10 ......نماز جمعہ اور رمضان کے روزوں پر محافظت کرنا:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ ، وَالْجُمْعَةُ إِلَى الْجُمْعَةِ ، وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ .)) [2]

''پانچ نمازیں، اور ایک جمعہ، دوسرے جمعہ تک، اور رمضان دوسرے رمضان تک گناہوں کو مٹا دینے والے ہیں، جبکہ کبائر سے اجتناب کیا جائے۔''

11 ......اچھی طرح وضو کرنا:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ أَوْ الْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ أَو مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ أَو نَحْوَ هٰذَا ، وَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتْ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَو مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتَّى

---

[1] مسند احمد: ١٢٣/٤ ۔ سلسلة الأحاديث الصحيحة، رقم: ١٤٤.

[2] صحيح مسلم، كتاب الطهارة، رقم: ٥٥٢.

يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوْبِ .)) ❶

''جب کوئی مسلمان یا مومن بندہ وضو کرتے ہوئے اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کے چہرے کے تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں، جو اس نے آنکھوں سے دیکھ کر کیے ہوتے ہیں۔ اور جب وہ اپنے ہاتھوں کو دھوتا ہے تو ہاتھوں کے گناہ پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ گر جاتے ہیں، جو اس نے اپنے ہاتھوں کے ساتھ کیے ہوتے ہیں، حتی کہ وہ گناہوں سے پاک وصاف ہو جاتا ہے۔''

12 ...... گناہوں کو مٹانے والے اذکار:

1۔ سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ ، رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلاً وَّبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا ، غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ .)) ❷

''کوئی شخص موذن (کی اذان) سنے، اور وہ کہے:

"أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰـهَ إِلَّا الـلّٰـهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ . رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلاً وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا"

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں، اور وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ اور میں اللہ کے رب ہونے، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے،

---

❶ صحيح سنن الترمذى، ابواب الطهارة، باب ما جاء فى فضل الوضوء، رقم: ٢ ـ مؤطا ،رقم: ٧٥، مسند أحمد ٢/٣٠٣ـ سنن دارمى رقم: ٧٢٤.

❷ صحيح مسلم ،كتاب الأذان ،باب إذا سمع الأذان فليقل...... رقم: ٨٥١.

اوراسلام کے دین ہونے پر راضی ہوں۔ تو اس کے سارے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔''

2۔اور نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہِ، فِي یَوْمٍ مِائَۃَ مَرَّۃٍ، حُطَّتْ عَنْہُ خَطَایَاہُ وَإِنْ کَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ .)) [1]

''جوشخص دن میں سومرتبہ (سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ) کہے،تو اس کی خطاؤں کو مٹادیا جاتا ہے،اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔''

3۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ سَبَّحَ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوۃٍ ثَلاثًا وَّثَلاثِیْنَ، وَحَمِدَ اللّٰہَ ثَلاثًا وَّثَلاثِیْنَ، وَکَبَّرَ اللّٰہَ ثَلاثًا وَّثَلٰثِیْنَ فَتِلْکَ تِسعَۃٌ وَّتِسْعُوْنَ، وَقَالَ تَمَامَ الْمِائَۃِ، لَااِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہُ لا شَرِیْکَ لَہُ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَئيٍ قَدِیْرٌ، غُفِرَتْ خَطَایَاہُ وَإِنْ کَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ البَحرِ .)) [2]

''جوشخص ہرنماز کے بعد تینتیس (۳۳) مرتبہ ((سُبْحَانَ اللّٰہِ)) تینتیس (۳۳) مرتبہ ((اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ))اور تینتیس (۳۳) مرتبہ ((اَللّٰہُ اَکْبَرُ)) کہے، پس یہ (۹۹) پورے ہوئے۔ اور سو (۱۰۰) کا عدد پورا کرنے کے لیے کہے:((لَا إِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہُ لَا شَرِیْکَ لَہُ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ .)) ''اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اور اس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کے لیے بادشاہی ہے، اور اسی کے لیے

[1] صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب فضل التسبیح، رقم : ٦٤٠٥.

[2] صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ، وبیان صفتہ، رقم : ١٣٥٢.

حمد ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔‘‘
تو اس کے گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے اگر چہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔‘‘

4۔ سیّدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:
((مَنْ أَكَلَ طَعَامًا ، ثُمَّ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَنِيْ هَذَا الطَّعَامَ ، وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّي وَلَا قُوَّةٍ ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .))[1]
’’جو شخص کھانا کھائے، اور پھر کہے: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَنِيْ هَذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّي وَلَا قُوَّةٍ .))
’’تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا، اور میری کسی بھی کوشش اور طاقت کے بغیر مجھے کھانا عطا کیا۔‘‘
تو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔‘‘

5۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور جو شخص کپڑے پہنتے ہوئے یہ دعائیہ الفاظ کہے، تو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ (کلمات یہ ہیں):
((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِي هَذَا الثَّوْبَ ، وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ .)) [2]
’’تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ کپڑے پہنائے، اور میری کسی بھی کوشش اور طاقت کے بغیر مجھے یہ کپڑے عطا کیے۔‘‘

13 ......اذان دینا:

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

---

[1] سنن ترمذی، کتاب الدعوات، باب ما یقول إذا فرغ من الطعام، رقم: ٣٤٥٦۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ’’حسن‘‘ کہا ہے۔
[2] صحیح ابو داؤد ، أول کتاب اللباس، باب ما یقول إذا لبس ثوبًا جدیداً، رقم: ٤٠٢٣ .

((إِنَّ الْمُؤَذِّنَ يُغْفَرُ لَهُ مَدَى صَوْتِهِ......)) ❶

''بے شک مؤذن کے گناہ اس کی آواز کی مقدار برابر معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

14......نماز پنجگانہ:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرمارہے تھے:

((أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهَرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا، مَا تَقُوْلُ ذَلِكَ يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ؟ قَالُوْا لَا يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ شَيْئًا قَالَ فَذَلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ، يَمْحُوا اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا.)) ❷

''تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر تم میں سے کسی کے دروازے کے سامنے نہر ہو، اور وہ اس میں ایک دن میں پانچ دفعہ غسل کرے، تو اس کے جسم پر کیا کوئی میل کچیل باقی رہے گی؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: نہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ پانچ نمازوں کی مثال ہے، اللہ ان کی وجہ سے اس آدمی کی تمام خطائیں معاف کر دیتا ہے۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا:

((اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ...... مُكَفِّرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ.)) ❸

---

❶ مسند احمد: ۲/۲٦٦۔ صحيح الجامع الصغير، للألباني: ۱۹۲۹.

❷ صحيح بخاری، كتاب مواقيت الصلاة، باب الصلوات الخمس كفارة، رقم: ٥۲۸۔ صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب المشي إلى الصلاة تمحى به الخطايا وترفع به الدرجات، رقم: ۱٥۲۲.

❸ صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب الصلوات الخمس والجمعة إلى الجمعة ورمضان إلى رمضان مكفرات لما بينهن ما اجتنبت الكبائر، رقم: ٥٥۲.

'' پانچ نمازیں، اپنے درمیان والے گناہوں کو مٹا دیتی ہیں، جب آدمی کبیرہ گناہوں سے بچے۔''

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری (۱۲/۲) میں پہلی حدیث کی یہ تشریح کی ہے کہ (پانچ نمازیں اپنے درمیان والے گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔یعنی پورے دن میں جب وہ کبیرہ گناہوں سے بچے۔...... واللہ أعلم۔

15 ...... کثرت سجود:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((عَـلَيْكَ بِـكَــثْرَةِ السُّجُوْدِ لِلّٰهِ فَإِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَكَ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً ، وَحَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيْئَةً .)) [1]

'' تجھے اللہ کی رضا کی خاطر کثرت سے سجدے کرنے چاہئیں جب بھی تو سجدہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ اللہ تمہارا ایک درجہ بلند کرتا ہے، اور ایک غلطی معاف کر دیتا ہے۔''

سیّدنا ربیعہ بن کعب الأسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رات گزارا کرتا تھا، پس میں آپ کے لیے وضو اور قضائے حاجت کے لیے پانی لایا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا:

((سَلْ . فَقُلْتُ: أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ ، قَالَ أَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ؟ قُلْتُ: هُوَ ذَاكَ قَالَ: فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ .)) [2]

'' سوال کرو! میں نے کہا: میں جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے علاوہ کچھ اور بھی چاہیے؟ میں نے کہا: یہی

---

[1] صحيح مسلم ،كتاب الصلاة، باب فضل السجود والحث عليه، رقم : ۱۰۹۳ .

[2] صحيح مسلم ،كتاب الصلاة، رقم: ۱۰۹٤ .

چاہیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر کثرت سجود کے ساتھ میری مدد کرو۔''
امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی وضاحت اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ .))

''بندہ اپنے رب کے زیادہ قریب سجدے کی حالت میں ہوتا ہے۔''
اور اسی کے موافق اللہ کا فرمان بھی ہے:

﴿وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۩﴾ (العلق: ١٩)

''سجدہ کرو اور اللہ کے قریب ہو جاؤ۔''
کیونکہ سجدہ کرنا تواضع اور اللہ کی بندگی کا سبب ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

وہ سجدہ جس سے روح کانپ جاتی تھی
آج اسی کو ترستے ہیں زمین و آسمان

16 ......نماز کے لیے چلنا:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((...... وَذَلِكَ أَنَّهُ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ ، لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً إِلَّا رُفِعَتْ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ ، وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةٌ .)) [1]

''اور یہ کہ بے شک جب بندہ وضو کرے، اور اچھا وضو کرے، پھر وہ مسجد کی طرف نکلے اور اس کو صرف نماز نے ہی گھر سے نکالا ہو، جب بھی کوئی قدم اٹھاتا ہے تو اس پر اس کا ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے، اور ایک خطا مٹا دی جاتی ہے۔''

---

[1] صحيح بخارى، كتاب الأذان، باب فضل الصلاة رقم: ٦٤٧.

17 ......نماز میں آمین کا فرشتوں کی آمین سے ملنا:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((إِذَا قَـالَ الْإِمَـامُ غَيْـرِ الْـمَـغْـضُـوْبِ عَلَيْهِمْ وَلاَ الضَّآلِّيْنَ، فَـقُـوْلُـوْا: آمِيْـنَ، فَـإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .)) ❶

''جب امام '' **غَيْـرِ الْـمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلاَ الضَّآلِّيْنَ** '' کہے تو تم کہو: آمین۔ پس جس شخص کی آمین فرشتوں کی آمین کے ساتھ مل گئی، تو اس کے تمام سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔''

18 ......رکوع سے اٹھنے کے بعد ''**اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ**'' پڑھنا:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا قَـالَ الإِمَـامُ سَـمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُوْلُوْا " اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ " فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلائِكَةِ غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .)) ❷

''جب امام '' **سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ** '' کہے تو تم '' **رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ** '' کہو، کیونکہ جس کا یہ کہنا فرشتوں کے کہنے کے ساتھ ہو گیا، اس کے پچھلے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔''

19 ......قیام اللیل:

سیّدنا ابو امامۃ الباھلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب التسميع والتحميد والتأمين، رقم: ٩٢٠۔ صحيح بخارى، كتاب الأذان، باب جهر المأموم بالتأمين، رقم: ٧٨٢.

❷ صحيح بخارى، كتاب الأذان، باب فضل اللهم ربنا لك الحمد، رقم: ٧٩٦.

((عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَأَبُ الصَّالِحِيْنَ قَبْلَكُمْ وَهُوَ قُرْبَةٌ لَكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ ، وَمُكَفِّرَةٌ لِلسَّيِّئَاتِ ، وَمَنْهَاةٌ لِلإِثْمِ .)) [1]

''تم پر قیام اللیل لازم ہے، کیونکہ وہ تم سے پہلے نیک لوگوں کی عادت ہے اور تمہارے لیے تمہارے پروردگار کے قرب کا ذریعہ ہے، اور برائیوں کو مٹانے والا اور گناہوں سے روکنے والا ہے۔''

20 ......اللہ کی راہ میں جہاد کرنا:

سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يُغْفَرُ لِلشَّهِيْدِ كُلُّ ذَنْبٍ إِلَّا الدَّيْنَ .)) [2]

''قرض کے علاوہ شہید کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔''

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ۟﴾ (توبہ: ۱۱۱)

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں کو اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی، وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں پس وہ قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں۔''

امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تمہارے نفسوں کی قیمت جنت ہے، پس اسے کم پر نہ بیچنا۔

21 ......حج وعمرہ میں متابعت:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((تَابِعُوْا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ ، فَإِنَّمَا الْمَتَابَعَةُ بَيْنَهُمَا تَنْفِيْ الْفَقْرَ

[1] مستدرك حاكم: ۳۰۸/۱۔ حاکم اور علامہ البانی نے ارواء الغلیل: ۱۹۹/۲ میں اسے ''حسن'' قرار دیا ہے۔

[2] صحيح مسلم ،كتاب الجهاد، رقم: ٤٨٨٩ .

وَالذُّنُوْبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خُبُثَ الْحَدِيْدِ .)) ❶

''حج وعمرہ کے درمیان متابعت کرو، پس ان کے درمیان متابعت فقیری اور گناہوں کومٹادیتی ہے، جیسا کہ بھٹی لوہے سے زائد، لوہے اور زنگ کو اتار دیتی ہے۔''

نوٹ! متابعت کا مطلب یہ ہے کہ حج کے بعد ساتھ ہی عمرہ کر لینا۔

22 ......صدقہ دینا:

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَإِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿٢٧١﴾﴾ (البقرة : ٢٧١)

''اگر تم صدقہ کو ظاہر کرو تو وہ تمہارے لیے اچھی ہی بات ہے، اور اگر تم چھپا کر فقراء کو دو تو وہ تمہارے لیے بہتر ہے، اور وہ تمہارے گناہوں کو مٹا دے گا اور جو تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔''

اور نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ .))❷

''صدقہ یقیناً رب کے غصے کو بجھا دیتا ہے، اور برائی کو مٹاتا ہے۔''

23......حد کا قائم کیا جانا:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((أَيَّمَا عَبْدٍ أَصَابَ شَيْئًا مِمَّا نَهَي اللّٰهُ ثُمَّ أُقِيْمَ عَلَيْهِ حَدُّهُ ، غُفِرَ لَهُ ذٰلِكَ الذَّنْبُ .)) ❸

❶ سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب فضل الحج والعمرة، رقم: ٢٨٨٧۔ مسند أحمد: ٣٨٧/١، رقم: ٣٦٩٣۔ صحيح الجامع الصغير، للألباني، رقم: ٢٨٩٩.

❷ سنن ترمذي، ابواب الزكاة، رقم: ٦٦٤۔ تخريج مشكلة الفقر رقم: ١١، رقم: ٣٣٠٩۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ مستدرك حاكم ٣٢٨٨/٤۔ صحيح الجامع الصغير للألباني: ٢٧٣٢.

''جو بندہ بھی اللہ کے منع کردہ کام کا ارتکاب کر بیٹھا، اور پھر اس پر حد قائم کر دی گئی تو اس کا یہ گناہ اس حد کی وجہ سے مٹا دیا جائے گا۔''

24......اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے اچھی مجالس میں حاضر ہونا:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((مَامِنْ قَوْمٍ اجْتَمَعُوْا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ لَا يُرِيْدُوْنَ بِذٰلِكَ إِلَّا وَجْهَهٗ إِلَّانَادَاهُمْ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَنْ قُومُوا مَغْفُورًا لَكُمْ قَدْ بُدِّلَتْ سَيِّئَاتُكُمْ حَسَنَاتٍ .)) ❶

''کوئی بھی ایسی قوم جو اللہ کا ذکر کرنے اور اس کی رضا مندی کی خاطر جمع ہوتی ہے تو آسمان سے منادی کرنے والا ندا دیتا ہے: آج تم اس طرح کھڑے ہو کہ تمہیں معاف کر دیا گیا ہے، اور تحقیق تمہاری خطائیں بھی نیکیوں میں تبدیل کر دی گئی ہیں۔''

25......اتباع رسول ﷺ:

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳۱﴾ (آل عمران : ۳۱)

''فرما دیجئے! اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو مجھ (محمد) کی اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

کسی نے کیا خوب کہا: ؎

مصور کھینچ وہ نقشہ جس میں یہ صفائی ہو
ادھر فرمانِ محمدؐ ہو اِدھر گردن جھکائی ہو

---

❶ مسند احمد: ۱۴۲/۳۔ مجمع الزوائد: ۷۶/۱۰۔ مسند ابی یعلی، رقم: ۴۱۴۱۔ معجم اوسط للطبرانی، رقم: ۱۵۷۹.

باب نمبر 14

چند مسنون اذکار

وہ کلمات جو اللہ تعالیٰ نے سیّدنا آدم علیہ السلام کو سکھائے تا کہ ان کے ذریعہ اپنی توبہ کا اعلان کریں۔ وہ یہ تھے:

﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۜ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٢٣﴾﴾ (الأعراف : ٢٣)

''اے ہمارے رب! ہم نے اپنے اوپر بہت ظلم کیا، اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہمارے حال پر رحم نہ کیا تو ہم بے شک خسارہ پانے والوں میں سے ہوں گے۔''

اللہ تعالیٰ کے آخری نبی محمد ﷺ کثرت سے استغفار کیا کرتے، آپ ﷺ کا فرمان ہے:

((وَاللّٰهِ! إِنِّيْ لَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً .)) [1]

''اللہ کی قسم! میں ایک دن میں ستر سے زیادہ مرتبہ اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں، اور اس سے توبہ کرتا ہوں۔''

اور ایک حدیث میں آپ ﷺ نے لوگوں کو توبہ کرنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! تُوبُوْا إِلَى اللّٰهِ، فَإِنِّيْ أَتُوْبُ إِلَى اللّٰهِ فِي الْيَوْمِ مِأَةَ مَرَّةً .)) [2]

''اے لوگو! تم سب اللہ کے ہاں توبہ کرو، پس یقیناً میں ایک دن میں اللہ سے

[1] صحيح بخاري، كتاب الدعوات، باب استغفار النبي ﷺ في اليوم والليلة، رقم: ٦٣٠٧.
[2] صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب استحباب الإستغفار، والإستكثار منه، رقم: ٦٨٥٩.

سو(۱۰۰) مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔''

چنانچہ ہم ذیل کی سطور میں چندان ادعیہ کا ذکر کرتے ہیں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے بخشش طلب کرنے کا حکم فرمایا ہے، یا جن کے ذریعہ سے رسول اللہ ﷺ اپنے رب سے مغفرت طلب فرمایا کرتے تھے۔

1۔ سیّدنا شداد بن اوس سے روایت ہے، کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بندے کا یہ کہنا سید الاستغفار (استغفار کا سردار) ہے۔ جو شخص یہ دن میں دل کے یقین کے ساتھ پڑھے، اور شام ہونے سے پہلے اسے موت آ جائے، تو وہ جنتی ہے۔ اور جو اسے یقین کے ساتھ رات کو پڑھے، اور صبح ہونے سے پہلے اسے موت آ جائے، تو وہ جنتی ہے۔

((اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ ، أَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ ، اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ ، اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ ، فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا أَنْتَ .)) [1]

''اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو نے ہی مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں۔ اور میں جہاں تک طاقت رکھتا ہوں تیرے عہد اور تیرے وعدے پر قائم ہوں۔ اور میں اپنے کیے ہوئے عمل کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں، میں ان نعمتوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں جو تو نے مجھ پر کیں اور میں اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں۔ پس تو مجھے معاف کر دے۔ بے شک تیرے سوا کوئی گناہوں کو معاف کرنے والا نہیں۔''

2۔ اللہ تعالیٰ نے مومنین کے متعلق خبر دی ہے کہ وہ میری جناب میں گریہ زاری اور مغفرت کی دعا یوں کرتے ہیں:

[1] صحيح بخاری، كتاب الدعوات، باب افضل الإستغفار، رقم: ٦٣٠٢.

﴿غُفۡرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيۡكَ ٱلۡمَصِيرُ ۝٢٨٥﴾ (البقرة: ٢٨٥)

''اے ہمارے رب! ہم تیری مغفرت چاہتے ہیں، اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔''

3۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو سکھایا کہ وہ ہر حال میں اپنے رب کی حمد وثنا بیان کرتے رہیں، اور اس سے مغفرت و رحمت کی دعا کرتے رہیں۔

﴿رَّبِّ ٱغۡفِرۡ وَٱرۡحَمۡ وَأَنتَ خَيۡرُ ٱلرَّٰحِمِينَ ۝١١٨﴾ (المؤمنون: ١١٨)

''(آپ کہیے) میرے رب! میری مغفرت فرما دے اور مجھ پر رحم کردے، اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔''

4۔ اللہ عزوجل نے مومنوں کی علامات بیان کرتے وقت فرمایا کہ مومن وہ ہیں جو دعا کرتے ہیں:

﴿رَبَّنَا ٱصۡرِفۡ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَۖ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝٦٥ إِنَّهَا سَآءَتۡ مُسۡتَقَرًّا وَمُقَامًا ۝٦٦﴾ (الفرقان: ٦٥-٦٦)

''اے ہمارے رب! ہم سے جہنم کے عذاب کو ٹال دے، بے شک اس کا عذاب ہمیشہ کے لیے جان کو لگ جانے والا ہے۔ یقیناً وہ بڑا ہی برا ٹھکانا اور جائے قیام ہے۔''

5۔ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے ایسی دعا سکھایئے جسے میں اپنی نماز (کے تشہد) میں پڑھا کروں، تو آپ ﷺ نے فرمایا (یہ) دعا پڑھا کرو۔

((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْلِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ)) [1]

[1] صحيح بخارى، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالىٰ: وكان الله سميعا بصيرا، ٧٣٨٧.

''اے اللہ! میں نے اپنے آپ پر بہت ظلم کیا، میرے گناہوں کو تیرے علاوہ کوئی معاف نہیں کرسکتا، لہٰذا اپنی خاص مغفرت سے مجھے بخش دے، اور مجھ پر رحم فرما۔ بلاشبہ تو بخشنے والا اور نہایت رحم فرمانے والا ہے۔''

6۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تشہد سے سلام پھیرنا چاہتے تو سلام سے پہلے یہ دعا پڑھتے:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَـا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنّيْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ .)) [1]

''اے اللہ! میرے اگلے اور پچھلے، خفیہ اور اعلانیہ گناہوں کو معاف فرمادے اور جو میں نے (اپنی حیثیت سے) تجاوز کیا کہ جن کے بارے میں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے، تو ہی مقدم ہے تو ہی مؤخر ہے، تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔''

7۔ اللہ تعالیٰ کے ناموں کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرنا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جو شخص ان کو یاد کرکے گنتا رہے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' [2]

اللہ تعالیٰ کے ناموں میں (اَلْـغَـفَّـارُ) بخشنے والا۔ (اَلتَّـوَّابُ) توبہ قبول کرنے والا۔ (اَلْعَفُوُّ) معاف کرنے والا۔ (اَلْغَفُوْرُ) بار بار بخشنے والا بھی شامل ہیں۔

8۔ سیّدنا اَبوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سجود میں یہ دعا پڑھتے تھے:

---

[1] صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب صلاة النبى صلى الله عليه وسلم ودعائه بالليل، رقم: ١٨١٢.

[2] صحيح بخارى، كتاب الدعوات، باب لله مائة اسم غير واحدة، رقم: ٦٤١٠.

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ كُلَّهٗ، دِقَّهٗ وَجِلَّهٗ، وَأَوَّلَهٗ وَآخِرَهٗ، وَعَلَانِيَتَهٗ وَسِرَّهٗ.)) ❶

''اے اللہ! میرے چھوٹے، بڑے، اگلے، پچھلے، ظاہر اور خفیہ تمام گناہ معاف فرما دے۔''

9۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے بستر پر نہیں دیکھا، میں آپ کو ڈھونڈنے لگی تو میرا ہاتھ آپ کے تلوے پر پڑا، اور درآنحالیکہ آپ سجدہ میں تھے، اور آپ کے دونوں پیر کھڑے تھے اور آپ اس وقت یہ پڑھ رہے تھے:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ، لَا أُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ.)) ❷

''اے اللہ! میں تیری خوشنودی کے ذریعے تیرے غصے سے پناہ طلب کرتا ہوں، تیری پکڑ سے تیری معافی کی پناہ میں آتا ہوں، اور تجھ سے تیری ہی پناہ کا طلب گار ہوں۔ اے اللہ! میں تیری تعریفیں بیان کرنے کا صحیح حق ادا نہیں کر سکتا۔ تو بالکل ویسا ہے جس طرح تو نے اپنی تعریف کی ہے۔''

10۔ سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب دو سجدوں کے درمیان بیٹھتے تو یہ پڑھتے:

﴿ رَبِّ اغْفِرْلِیْ، رَبِّ اغْفِرْلِیْ ﴾ ❸

''اے میرے پروردگار! مجھے بخش دے۔ اے میرے پروردگار! مجھے بخش دے۔''

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب ما یقال فی الرکوع والسجود، رقم: ١٠٨٤.

❷ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب ما یقال فی الرکوع والسجود، رقم: ١٠٩٠.

❸ صحیح ابو داؤد، کتاب الصلاة، باب الدعاء فی الرکوع والسجود، رقم: ٨٧٤.

11۔ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ دو سجدوں کے درمیان (یہ) دعا پڑھتے تھے:

﴿ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَاهْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ. ﴾ ❶

''اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے ہدایت دے، میرے نقصانات کا تدارک فرما، مجھے عافیت عطا فرما، اور مجھے رزق دے۔''

12۔ سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ کلمات صبح و شام پڑھنا نہیں بھولتے تھے:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیۤ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِی الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیۤ أَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِیْ دِيْنِیْ وَدُنْيَایَ وَأَهْلِیْ وَمَالِیْ. اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِیْ وَاٰمِنْ رَّوْعَاتِیْ، وَاحْفَظْنِیْ مِنْ بَيْنِ يَدَیَّ وَمِنْ خَلْفِیْ، وَعَنْ يَّمِيْنِيْ وَعَنْ شِمَالِیْ، وَمِنْ فَوْقِیْ وَأَعُوْذُبِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِیْ.)) ❷

''اے اللہ! میں دنیا اور آخرت میں تجھ سے عافیت اور درگزری کا سوال کرتا ہوں، اے اللہ! میں تجھ سے اپنے دین، دنیا اور اپنے اہل و مال میں معافی اور عافیت کا خواستگار ہوں۔ اے اللہ! میرے رازوں کی پردہ پوشی فرما اور میری گھبراہٹوں (خوف) کو امن دے۔ اور مجھے آگے، پیچھے، دائیں، بائیں اور اوپر سے اپنی حفاظت میں رکھ اور میں تیری (عظمت کے ذریعے) پناہ طلب کرتا ہوں کہ نیچے سے اچانک ہلاک کر دیا جاؤں۔''

13۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی وفات سے قبل یہ کلمات

---

❶ صحيح الترمذی، كتاب الصلاة باب ما يقول بين السجدتين، رقم: ٢٨٤.

❷ صحيح سنن ابن ماجه، كتاب الدعاء، رقم: ٣٨٧١.

کثرت سے پڑھتے تھے:

((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ، وَأَتُوْبُ اِلَيْهِ .)) ❶

''اے اللہ! میں تیری خوبیوں کے ساتھ تیری پاکیزگی بیان کرتا ہوں، میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں، اور اسی کی طرف توبہ کرتا ہوں۔''

14۔ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو یہ (کلمات) کہے، تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اگر چہ اس نے جہاد سے بھاگنے کا ارتکاب کیا ہو۔

((اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ .))❷

''میں اس اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ زندہ جاوید ہے، اور قائم رکھنے والا، اور پوری کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے۔ اور میں اس کے حضور اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔''

رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَىٰ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْنَ .

✪✪✪✪

---

❶ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب تفسیر سورة إذا جاء نصر اللّٰه......، رقم: ٤٩٦٧۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب ما یقال فی الرکوع والسجود، رقم: ٤٨٤.

❷ صحیح سنن ابو داؤد، کتاب الصلاة، باب الإستغفار، رقم: ١٥١٧۔ مستدرك حاکم: ١/٥١١.